بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مطالعۂ پاکستان

برائے جماعت

دہم

Web version of PCTB Textbook

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
1	پاکستان کی نظریاتی اساس	1	5	زمین اور ماحول	88
2	تحریکِ پاکستان اور پاکستان کا قیام	15	6	آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت	111
3	تاریخِ پاکستان (1971ء تا حال)	43	7	پاکستان کی معاشی ترقّی	133
4	پاکستان اور عالمی اُمور	65	8	خواتین کو بااختیار بنانا	160
	ماڈل پرچہ مطالعہ پاکستان برائے جماعت دہم	170			

مصنّفین: ◎ ڈاکٹر علی اقتدار مرزا ◎ سیّد عبّاس حیدر ◎ محمد حسین چودھری ◎ الحاج پروفیسر محمد رشید ◎ پروفیسر انجم جیمز پال

ریویو کمیٹی

◎ ڈاکٹر شکیل محمود، ایسوسی ایٹ پروفیسر (جغرافیہ)، جی سی یونیورسٹی، لاہور ◎ نادیہ خوشی، اسسٹنٹ پروفیسر، ایف سی کالج یونیورسٹی، لاہور۔
◎ منیر احمد بھٹی، لیکچرار (تاریخ) گورنمنٹ سائنس کالج، وحدت روڈ، لاہور ◎ قمر عباس، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور۔
◎ مس روبیہ شاہین، لیکچرار جی سی یونیورسٹی، لاہور ◎ پرشانت سنگھ، اسسٹنٹ کنٹرولر، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور۔
◎ نعیم احمد، ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ، لاہور ◎ ڈاکٹر بشریٰ بی بی، سیکرٹری، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، لاہور
◎ رانا محمد اصغر، لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، قصور ◎ محمد عثمان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن، لاہور
◎ ڈاکٹر ذوالفقار علی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
◎ ڈاکٹر احتشام جان، اسسٹنٹ پروفیسر (تاریخ)، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، راوی روڈ، شاہدرہ، لاہور ◎ صفدر ولید، سینئر ماہر مضمون، پی سی ٹی بی، لاہور
◎ ڈاکٹر سلمان منیر، اسسٹنٹ پروفیسر (جغرافیہ)، ایف سی کالج یونیورسٹی، لاہور ◎ شمس الرحمان، ماہر مضمون، پی سی ٹی بی، لاہور
◎ ڈاکٹر اسد محمود خاں، ایسوسی ایٹ پروفیسر (بین الاقوامی تعلقات)، منہاج یونیورسٹی، لاہور ◎ محمد شہزاد ہاشمی، ماہر مضمون، پی سی ٹی بی، لاہور

نگران: ◎ محمد شہزاد ہاشمی، ماہر مضمون ◎ شمس الرحمان، ماہر مضمون

ڈائریکٹر (مسوّدات): ◎ محترمہ ریحانہ فرحت **ڈپٹی ڈائریکٹر (مسوّدات):** ◎ صفدر ولید

ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس): ◎ محترمہ عائشہ صادق **کمپوزنگ:** ◎ محمد ندیم ◎ محمد اعظم

لے آؤٹ اینڈ ڈیزائن: ◎ حافظ انعام الحق ◎ سمیرا اسماعیل ◎ منال طارق **فوٹو گرافی:** ◎ سید علی جاوید

تیار کردہ: ◎ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ناشر: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور **مطبع:**

تاریخِ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت

Web version of PCTB Textbook

باب 1 پاکستان کی نظریاتی اساس
(Ideological Basis of Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

-1 نظریہ کی اصطلاح کی تعریف بیان کر سکیں۔
-2 نظریۂ پاکستان کے اہم ماخذ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
-3 ہندوستان میں اسلامی دورِ حکومت کے دوران اسلام کی بنیادی اقدار، مسلمان مصلحین اور سماجی و ثقافتی حوالے سے نظریۂ پاکستان کی وضاحت کر سکیں۔
-4 برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی، ثقافتی، سماجی و معاشی محرومی کے حوالے سے دوقومی نظریہ کے آغاز اور ارتقا کی وضاحت کر سکیں۔
-5 علاّمہ محمد اقبالؒ اور قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

نظریہ کی تعریف، ماخذ اور اہمیّت
(Definition, Sources and Significance of Ideology)

برصغیر میں "پاکستان" کے نام سے ایک آزاد ریاست کا قیام بیسویں صدی کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اس واقعہ کے پیچھے ایک مضبوط نظریہ کارفرما تھا۔ نظریہ کے لیے انگریزی میں "آئیڈیالوجی" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

نظریہ (Ideology)

لفظ "نظریہ" اپنی تعریف اور معنی کے لحاظ سے ابتدا ہی سے سماجی دانشوروں کے درمیان اختلافِ رائے کا باعث رہا ہے۔ مختلف ادوار کے مکاتبِ فکر اور محققین نے اسے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ معنی کے لحاظ سے نظریہ سے مراد سوچ یا مقصد ہے جبکہ اصطلاحی معنوں میں نظریہ کی تعریف اس طرح بھی کی جا سکتی ہے:

- ☆ کسی شے کو وجود میں لانے کے لیے ذہن میں جو سوچ، فکر اور نقشہ ابھرتا اور قائم ہوتا ہے، نظریہ کہلاتا ہے۔
- ☆ کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے بنایا گیا فکری خاکہ نظریہ کہلاتا ہے۔
- ☆ کسی خاص مقصد کے لیے کسی قوم کی اجتماعی سوچ کا ایک بات پر متفق ہو جانا بھی نظریہ کہلاتا ہے۔
- ☆ ایسی بات جو لوگوں کو متحد کر کے اس کے حصول کی کوشش پر آمادہ کر دے نظریہ کہلاتی ہے۔

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی لائحہ عمل بنایا گیا ہو۔

نظریہ کی اہمیت (Importance of Ideology)

نظریہ لوگوں کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اقوام اسی وجہ سے زندہ نظر آتی ہیں۔ نظریہ انسان کے ایک دوسرے کے ساتھ قومی حقوق وفرائض کی وضاحت کرتا ہے۔ نظریہ قوم کو متحد رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت بخشتا ہے۔ نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور مقصد کے حصول کو یقینی بناتا ہے۔ نظریہ انقلاب کو جنم دیتا ہے اور اس کی وجہ سے نئی راہیں نکلتی ہیں۔

کوئی بھی نظریہ فوراً وجود میں نہیں آتا بلکہ اس کے پیچھے کچھ واقعات کام کر رہے ہوتے ہیں۔ عام طور پر نظریہ معاشرے کے پسماندہ لوگوں میں محرومی کو ختم کرنے کے لیے وجود میں آتا ہے۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشکل حالات اور سماجی دباؤ نظریے کو جنم دیتے ہیں اور معاشرے میں مشکلات کے شکار لوگ اس کی طاقت بنتے ہیں۔ جس طرح امریکا اور جنوبی افریقہ میں سیاہ رنگت کے لوگوں نے مساوی حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد شروع کی تو ان کا نظریہ مساوی حقوق کے حصول کا تھا۔ ایک لمبے عرصے تک بنیادی انسانی حقوق سے محرومی نے ان میں مساوی حقوق کے حصول کے لیے ایک نظریے کو جنم دیا۔ اسی طرح برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اپنے سماجی و سیاسی حقوق کے حصول کے لیے جب جدوجہد شروع کی تو اس کی وجہ انگریزوں اور ہندوؤں کا ظالمانہ رویہ تھا جس نے مسلمانوں کے اندر آزادی کی لہر پیدا کی اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کے لیے نظریہ وجود میں آیا۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر نظریے کے پس پردہ تاریخ، روایات، رسم و رواج، مزاج، نفسیات اور مذہب جیسے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ یہی عناصر کسی بھی نظریے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم (Meanings of Ideology of Pakistan)

اسلامی نظریۂ حیات نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے۔ نظریۂ پاکستان سے مراد برصغیر جنوبی ایشیا کے تاریخی حوالے سے مسلمانوں کا یہ شعور تھا کہ وہ اسلامی نظریۂ حیات کی بنیاد پر دوسری اقوام سے مختلف ہیں۔

ایک موقع پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا کہ پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب برصغیر کا پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ ''نظریہ'' کی تعریف کی روشنی میں ''نظریۂ پاکستان'' وہ لائحہ عمل تھا جس کی بنیاد ایک خاص نظریہ یعنی ''اسلام'' پر رکھی گئی تھی۔ جس کو واضح کرنے کا مقصد اسلام کو ایک تہذیبی، ثقافتی، تمدنی، سیاسی اور معاشی نظام کے طور پر نافذ کرنا تھا۔

پاکستان کا قیام ایک نظریے کے تحت عمل میں آیا، جو نظریۂ پاکستان کہلاتا ہے۔ نظریۂ پاکستان کی حیثیت پاکستان کے وجود میں روح کی طرح ہے جس کے بغیر پاکستان کے قیام کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانانِ ہند نے شعوری طور پر ایک نظریے کے تحت آزاد مسلمان مملکت کے قیام کی جدوجہد کی۔ ذیل میں نظریۂ پاکستان کی تعریف پیش کی گئی ہے:

- ☆ نظریۂ پاکستان سے مراد ایک الگ خطۂ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانانِ برصغیر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قدروں اور نظریات کو محفوظ کر سکیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے روشن اصولوں کے تحت گزار سکیں۔
- ☆ تحریکِ پاکستان اور تعمیرِ پاکستان کے مجموعی تصور کو نظریۂ پاکستان کہتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

☆ نظریۂ پاکستان وہ نظریاتی بنیاد ہے جس کے تحت برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی شناخت، حقوق، علیحدہ وطن اور قومی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کی۔

نظریۂ پاکستان کے ماخذ (Sources of Ideology of Pakistan)

نظریہ کے ماخذ درج ذیل ہیں:

1- مشترکہ مذہب (Common Religion)

مذہب محض عبادات کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی قوم کی پوری معاشرتی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔ انیسویں صدی میں برصغیر پاک و ہند میں کئی ہندو تحریکوں مثلاً آریا سماج اور برہمو سماج وغیرہ نے جنم لیا۔ جن کا مقصد ہندوازم کی اشاعت اور مسلمانوں کو نیچا دکھانا تھا۔ آریا سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی نے تو حد کر دی تھی۔ اس نے شدھی کے نام سے ایک پروگرام شروع کیا جس کا مقصد غیر ہندوؤں کو زبردستی ہندو یعنی شدھی (ہندو ذہن کے مطابق پاک صاف) بنانا تھا۔ برہمو سماج کا بانی راجہ رام موہن رائے بھی مسلم دشمنی میں مسلمانوں کے خلاف تقاریر کرتا تھا۔ کانگرسی دورِ حکومت (39-1937ء) نے اس خیال کو مزید پختہ کر دیا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے اپنی مذہبی شناخت اور پہچان کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

2- مشترکہ سیاسی مقاصد (Common Political Objectives)

مشترکہ سیاسی مقاصد کی بدولت دنیا کی کئی اقوام نے اپنی آزادی کی جدوجہد کی۔ انگریزوں کی آمد سے برصغیر پاک و ہند میں جمہوریت کا تصور اُبھرا۔ جس میں حکومتی نمائندوں کا انتخاب ووٹ کے ذریعے عمل میں آتا تھا۔ آبادی کے لحاظ سے مسلمان برصغیر پاک و ہند میں قریباً ایک چوتھائی (25٪) تھے لہٰذا حکومت میں مسلمانوں کا حصہ بھی تھوڑا تھا۔ نئے سیاسی نظام نے جو شعور دیا تھا، اس کی وجہ سے مسلمانوں کا تشخص اُبھرنے لگا۔

3- مشترکہ تعلیمی مقاصد (Common Educational Objectives)

مشترکہ تعلیمی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریے کے ماخذ ہوتے ہیں۔ انگریزوں نے برصغیر پر قبضے کے بعد ایسا نظامِ تعلیم متعارف کرایا جس میں انگریزی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اس پر بیشتر علما کو تحفظات تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے مسلم تشخص خطرے میں پڑ جائے گا، اسی لیے مسلمانانِ ہند نے اپنا علیحدہ تعلیمی نظام رائج کرنے کی کوششیں کیں۔

4- مشترکہ معاشی مقاصد (Common Economic Objectives)

مشترکہ معاشی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کے ماخذ ہوتے ہیں۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ہندو انگریزوں کو یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہو گئے کہ جنگِ آزادی میں مسلمانوں کا کردار زیادہ تھا اور مستقبل میں بھی مسلمان دوبارہ اس قسم کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ سخت ہوتا چلا گیا اور معاشی طور پر مسلمانوں پر ظلم و ستم جاری رہا اور انھیں ہر شعبۂ زندگی میں سرکاری سطح پر نظرانداز کیا گیا۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے لیے کاروبار اور تجارت کے مواقع ختم ہو گئے لیکن انھوں نے اپنے نظریے کو نہ چھوڑا۔

Web version of PCTB Textbook

5- مشترکہ ثقافتی مقاصد (Common Cultural Objectives)

مشترکہ ثقافتی مقاصد کی بنیاد پر بھی کسی قوم کا نظریہ جنم لیتا ہے۔ انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے وقت اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی۔ برطانوی حکومت میں جب ہندوؤں کا حکومتی سطح پر عمل دخل بڑھا تو انھوں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کی کوشش کی۔ اردو کیونکہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا اسے اسلام اور مسلمانوں کے قریب تصور کیا جاتا تھا جبکہ ہندی دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ کر دیا۔ مسلمانوں کو ہندی پڑھنے لکھنے پر عبور حاصل نہیں تھا۔ ہندوؤں کے اس عمل نے مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ متحدہ ہندوستان میں اپنے تشخص کو مزید برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔

ہندوستان میں اسلامی دورِ حکومت کے دوران میں اسلام کی بنیادی اقدار، مسلمان مصلحین اور سماجی وثقافتی حوالے سے نظریۂ پاکستان کی وضاحت

نظریۂ پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان کی روح ہے اور اس کی وجہ سے ہی محفوظ اور سلامت ہے۔ پاکستان کے وجود کا انحصار اسی نظریہ پر ہے جس کی بنیاد پر یہ وجود میں آیا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان اسی نظریے کے تحت قائم کیا۔ اسلامی اصولوں کے نفاذ کے لیے ہی پاکستان قائم کیا گیا۔

اسلامی اقدار (Islamic Values)

برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کے مطالبے کے وقت یہ طے کیا تھا کہ اسلام کے سنہری اصولوں پر مبنی معاشرہ بنایا جائے گا جہاں اسلامی اقدار مثلاً انصاف، مساوات، آزادی اور رواداری کو فروغ دیا جائے گا۔ قیامِ پاکستان کے بعد قائداعظمؒ سے سوال کیا گیا کہ تقسیم کیے بغیر برصغیر میں مسلمانوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی ہے تو پھر پاکستان کا مطالبہ کیوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

> ''بھائی چارہ، مساوات اور انسان دوستی ہمارے مذہب، ثقافت اور تہذیب کی بنیادی باتیں ہیں۔ چونکہ ہمیں ان بنیادی انسانی حقوق کے ختم ہونے کا خدشہ تھا اس لیے ہم نے پاکستان کی تخلیق کے لیے جدوجہد کی۔''

قائداعظمؒ کی نظر میں پاکستان کو ایک ایسا ملک بنانا تھا جہاں حقوق، انسانی آزادی، انصاف اور رواداری کارفرما ہونا تھی۔ اس طرح پاکستان دوسرے ممالک اور معاشروں کے لیے ایک مثال بن سکتا تھا تاکہ وہ بھی اس کے نقشِ قدم پر چل کر خوشگوار اور فلاحی صورت اختیار کر سکتے۔ نظریۂ پاکستان فلاحی اور مثالی ریاست کے قیام کی بنیاد سمجھا گیا۔

مسلمان مصلحین (Muslim Reformers)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا تو مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ہو گئی تھی۔ پھر مختلف موقعوں پر اس نظریے کی وضاحت، ترقی اور مضبوطی کے امکان کی صورتیں پیدا ہوتی گئیں۔ 1867ء میں سرسید احمد خاں نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور ایک دوسرے میں جذب نہیں ہو سکتیں۔ 1879ء میں مولانا جمال الدین افغانیؒ، 1890ء میں مولانا عبدالحلیم شرر اور 1928ء میں

Web version of PCTB Textbook

مولانا مرتضٰی احمد میکش نے مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کے قیام کی بات کی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصور پیش کیا۔

برصغیر کے مسلمانوں کے معاشرتی اور ثقافتی حالات
(Social and Cultural Conditions of Muslims of Sub-continent)

نظریۂ پاکستان ایک مخصوص طرزِ زندگی اور تہذیب و ثقافت کی دعوت دیتا ہے۔ بلاشبہ برصغیر کی مسلم تہذیب و ثقافت پر اسلام نے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کے منفرد نسلی و تمدنی، تاریخی ورثہ اور جغرافیائی ماحول کی وجہ سے بھی روایات نے نشوونما پائی۔ ایسے تمام طریقے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں تھے وہ یہاں کے مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ تھا اور آج بھی ہے۔ برصغیر میں دوسری قوموں کے ساتھ رہ کر مسلمانوں نے اسلام کی ثقافتی اقدار کا تحفظ کیا۔

اسلام اپنی روح میں ایک جمہوری نظام ہے۔ اس میں شورائی طریقے کو اہمیت حاصل ہے اور اسلام میں قانون کی حاکمیت کو یقینی بنانا مقصد ہوتا ہے۔ نظریۂ پاکستان پر عمل کرنے سے ہی برصغیر کے مسلمانوں میں رواداری، انصاف اور جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ نظریۂ پاکستان میں جمہوریت ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔ قومی تعمیرِ نو کا انحصار ملی جذبوں کی آبیاری، جمہوریت کی کامیابی اور اسلام سے وابستگی پر ہے۔

برصغیر میں کئی زبانیں بولنے والے مسلمان رہتے تھے، اُن کی ثقافتیں، روایتیں، نسلیں اور سماجی ماحول مختلف تھے اور رنگوں میں بھی یکسانیت نہیں تھی۔ دینِ اسلام ہی وہ واحد طاقت تھی جو تمام مسلمانوں کو ایک قوم کے سانچے میں ڈھالے ہوئے تھی۔ اسلام کی رُو سے مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ہمیشہ اپنی پہچان اپنے مذہب کے حوالے سے کراتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے مذہبی بنیادوں پر زور دیا اور کہا کہ مسلمان دینِ اسلام کی وجہ سے ایک ملّت ہیں اور ان کی قوّت کا انحصار اسلام پر ہے۔ انھوں نے مسلم ملّت کی اساس کے حوالے سے حقیقی تصوّر اپنے اشعار میں یوں پیش کیا:

اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

کانگریس اور انگریز حکومت کی مشترکہ قوّت قائدِاعظمؒ اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مضبوط ارادوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی۔ قائدِاعظمؒ ان دونوں سے مسلمانوں کو آزادی دلانا چاہتے تھے۔ ہندوؤں کی عددی برتری اور انگریز حکومت کی بے پناہ طاقت مسلمانوں کو پاکستان بنانے سے نہ روک سکی۔ اس کی وجہ اسلام سے مسلمانوں کا وابستہ ہونا تھا۔ قائدِاعظمؒ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے مسلسل کوشاں رہے اور مخالفتوں کے پہاڑ بھی اُن کا راستہ نہ روک سکے۔

مسلم قوم نے اپنے عظیم قائد کی سربراہی میں اپنے آپ کو ایک مضبوط اور بھرپور قوم ثابت کیا اور ملّی اتحاد کے ذریعے مسلمانوں کے جداگانہ قومیت کے تصور کو کامیاب بنایا۔ یہ تصور نظریۂ پاکستان کہلایا۔

Web version of PCTB Textbook

اسلامی ریاست اور اقلیتوں کے حقوق

قائداعظمؒ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی نہیں بلکہ اسلامی فلاحی ریاست ہوگی۔ یہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر درجہ ملے گا۔ وہ آزاد اور خوشگوار فضا میں سانس لے سکیں گے اور انھیں برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ رواداری اور انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔ 11/اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آپ نے اسلامی ریاست کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ عبادت کے لیے اپنی مخصوص عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق چاہے کسی عقیدے سے ہو، ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے تمام شہری مساوی ہیں اور انھیں مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔''

نظریۂ پاکستان سے آگاہی (Awareness about Ideology of Pakistan)

آج کی نوجوان نسل کو نظریۂ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے مقاصد سے پوری طرح آگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جذباتی رشتے اور محبت کو جاری رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ آج کی پاکستانی قوم کو نظریۂ پاکستان سے پوری طرح آگاہی دی جائے۔ انھیں اُس عظیم تحریک سے آگاہ کیا جائے جو پاکستان کی تخلیق کے لیے برصغیر میں چلائی گئی۔ پاکستان کے عوام کو مضبوط اور متحد رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں نظریۂ پاکستان کی اہمیت اور تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں کی قربانیوں کا پوری طرح علم ہو۔ ملک بھر میں زبان، علاقہ اور صوبوں کی سطح پر نفرتوں کے خاتمے کے لیے نظریۂ پاکستان سے دلی لگاؤ پیدا کرنا ضروری ہے۔

نظریۂ پاکستان کے عناصر (Elements of Ideology of Pakistan)

نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر رکھی گئی ہے۔ عقائد، عبادات، قانون کی حکمرانی، اخوت و مساوات اور عدل و انصاف نظریۂ پاکستان کے عناصر ہیں۔ ان عناصر کی تفصیل ذیل میں پیش ہے:

1- عقائد (Beliefs)

عقائد میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتابوں پر ایمان لانا شامل ہے۔ عقائد کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں۔

☆ عقیدۂ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ وہ واحد اور یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾
ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورۃ البقرہ، آیت: 20)۔ انسان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نائب کی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ترجمہ: میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (سورۃ البقرہ، آیت: 30)۔ لہٰذا مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے اور انسان کے نائب ہونے کے عقیدے سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی طاقت کی حد تک عمل پر قادر ہے لیکن اصل قدرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اپنی طاقت کے مطابق عمل کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

Web version of PCTB Textbook

☆ عقیدۂ رسالت کا مطلب تمام رسولوں پر ایمان لانا، دائرہ اسلام میں آنے کے لیے لازم ہے کہ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک وشبہ نہ کیا جائے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو سر چشمۂ ہدایت ماننا اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

2- عبادات (ارکانِ اسلام Pillars of Islam)

توحید و رسالت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ دوسرا رکن نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر نماز کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ نماز کو مقررہ اوقات کے مطابق ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 103)

دراصل نماز قائم کرنا، دینِ اسلام کو قائم کرنے کا وہ نمونہ ہے جس کا مظاہرہ ہر روز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایسا ہی نظام پورے معاشرے میں قائم ہونا چاہیے۔ اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور اسلام کے معاشی نظام کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہونے کے بجائے گردش میں رہتی ہے اور معاشرے کے غریب طبقے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ چوتھا رکن روزہ ہے۔ تمام عبادات کی طرح روزہ بھی فرض کا بہترین اظہار ہے اور بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان قربت کا ذریعہ ہے۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ حج کے موقع پر اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کی پکار مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی ایسی مثال ہے جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔

3- قانون کی حکمرانی (Rule of Law)

قانون کی حکمرانی اسلام کے نظام کی اہم خوبی ہے۔ اس کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ قانون کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ قانون کی بنیاد ہیں۔ بادشاہ اور غلام بھی اس قانون کے سامنے برابر ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے نظام میں جمہوریت کی روح موجود ہے۔ حکمرانوں کو باہمی مشورے کے ذریعے فیصلوں کا پابند کر کے جمہوریت کی مہر لگا دی گئی ہے، شرط یہ ہے کہ تمام فیصلے قرآن و سنت کی روشنی میں ہوں۔

4- اخوّت و مساوات (Equality and Brotherhood)

اسلامی معاشرہ میں اخوّت و مساوات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مدینہ منورہ میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو اس میں اخوّت اور مساوات مثالی تھی۔ آج بھی اسلامی معاشرہ اسی اخوت، بھائی چارے اور مساوات کا تقاضا کرتا ہے جو ''مواخاتِ مدینہ'' میں نظر آئی تھی۔ اسلام سے پہلے اس اصول کی شدید کمی تھی اور لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے لیکن مدینہ کی ریاست کے وجود سے حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حقوق العباد پر عمل کرتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں پر شفقت کرنے کی تلقین کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو زندگی بسر کرنے کا ضابطہ دیا تا کہ لوگ آپس میں محبت سے رہ سکیں اور معاشرے میں بھائی چارے

Web version of PCTB Textbook

اور مساوات کی فضا قائم ہو۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے زکوٰۃ اور خیرات کے نظام کو وضع کیا اور سود کو حرام قرار دیا کیونکہ اسلام میں دوسروں کے استحصال (لُوٹ کھسوٹ) کی کوئی گنجائش نہیں۔

اخوّت اس بات کا درس دیتی ہے کہ آپس میں برادرانہ تعلقات قائم ہونے چاہییں تا کہ کسی کے حقوق چھینے نہ جا سکیں اور نہ ہی کوئی کمزور پر ظلم کرے۔ حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان، دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اس کے ساتھ خیانت نہ کرے اور نہ اُس سے جھوٹ بولے (سنن ترمذی، حدیث نمبر:1927)۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اتفاق سے رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اسلامی معاشرے میں جہاں اخوت اور بھائی چارے کو اہم مقام حاصل ہے وہاں مساوات پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اقبالؒ کے الفاظ میں:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز	نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

کیونکہ اسلام میں اُونچ نیچ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام نے ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی ہے جس میں غریب اور امیر سب ایک جیسے ہیں، کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں۔ حضرت محمد رسول اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس حقیقت کو اپنے آخری خطبہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

''اے لوگو! بے شک تمھارا رب بھی ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر:4568)

اسلام تو نام ہی مساوات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شخص برتر نہیں ہے۔ اگر کوئی بڑا ہے تو اچھے اعمال کی بنا پر بڑا ہو سکتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ مسجد میں کوئی شخص افضل نہیں ہے۔ سب ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اللہ کے حضور کسی کو برتری حاصل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مساواتِ نسلِ انسانی کا درس دیتے ہوئے سورۃ الحجرات میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۭ

ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر:13)

5- عدل و انصاف (Justice and Equity)

عدل و انصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا لہٰذا عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرہ میں ہر کسی کو اس کا حق ملے۔ جہاں انصاف پر مبنی معاشرہ ہو گا وہاں معاشرے کی دوسری خرابیاں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی کیونکہ اس طرح کوئی کسی کا حق غصب نہیں کر سکے گا۔ سزا کے خوف سے کوئی بے ایمانی یا ناانصافی کا مرتکب نہ ہو گا۔ طلوعِ اسلام سے پہلے اس قسم کی بے ایمانی کہ طاقتور کو سزا نہ دینا جب کہ کمزور کو سزا دینا عام تھا لیکن اسلام کے بعد عدل و انصاف کا بول بالا ہوا۔ معاشرہ میں عدل و انصاف کی فضا قائم ہوئی اور مسلمان معاشرے میں

Web version of PCTB Textbook

انصاف ایک اہم ضرورت بن گیا۔

عدل وانصاف کی ضرورت زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔ عدل وانصاف کے نفاذ کو ممکن بنانا عدالتی نظام کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے عدالتوں کا آزاد ہونا نہایت ضروری ہے۔ ججوں پر کسی قسم کا سیاسی دباؤ نہیں ہونا چاہیے تاکہ قانون کا اطلاق سب پر یکساں ہو۔ کوئی امیر ہو یا غریب سزا سب کے لیے جرم کے مطابق ہونی چاہیے۔

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ جو قوم عدل وانصاف کو ترک کر دیتی ہے، تباہی اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے عدل وانصاف کی بہت سی مثالیں چھوڑی ہیں جو دنیا کے لیے نمونہ ہیں۔ ایک دفعہ قبیلہ بنو مخزوم کی عورت نے چوری کی اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے سفارش کی گئی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

> ''تم سے پہلے قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی۔ اور اگر کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تو اس پر حد لاگو کر دی جاتی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' (صحیح بخاری، کتاب: حد اور سزاؤں کے بیان میں، حدیث: 6787)

عدل وانصاف کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کسی بھی معاشرہ میں قانون کی بالادستی سے معاشرہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی، ثقافتی، سماجی ومعاشی محرومی کے حوالے سے دوقومی نظریہ کی ابتدا اور ارتقا کی وضاحت

دوقومی نظریہ: ابتدا اور ارتقا کی وضاحت
(Two-Nation Theory: Origin and Evolution)

دوقومی نظریہ سے مُراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ یہ دونوں قومیں صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مل نہ سکیں۔ دوقومی نظریہ کی بنیاد مسلمانوں کا علیحدہ تشخص ہے۔ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ دوقومی نظریہ کا نصب العین یہ تھا کہ اسلام کے دوقومی تصور کی بنیاد پر ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک ایسی آزاد ریاست قائم کی جائے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

1- برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا (Two-Nation Theory in Sub-continent)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا مسلمانوں کی آمد اور محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے ہوئی۔ 712ء میں عرب نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کے راجا داہر کو شکست دی۔ محمد بن قاسم کے ساتھ کچھ عرب تبلیغِ اسلام کے لیے بھی آئے اور وہ مستقل طور پر سندھ اور ملتان میں آباد ہو گئے۔ محمد بن قاسم کے حسنِ سلوک، رواداری اور انصاف نے مقامی لوگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ اُسے اوتار اور دیوتا سمجھنے لگے۔ تبلیغ کرنے والوں نے اِن لوگوں کو اسلام کی سیدھی، سچی اور توحید کی راہ دکھائی اور یہ لوگ بخوشی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ غزنوی اور غوری ادوار کے بعد 1206ء میں قطب الدّین ایبک نے سلطنتِ دہلی کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ہندوستان میں مختلف مسلم حکمرانوں نے 1857ء

تک حکومت کی۔ مسلمانوں نے ہندوستان پر قریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ ہندوؤں نے کبھی مسلمانوں کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ ان کا اظہار بہت پہلے البیرونی نے اپنی کتاب "کتاب الہند" میں کر دیا تھا۔

2- سر سید احمد خاں اور دو قومی نظریہ (Sir Syed Ahmad Khan and Two-Nation Theory)

سر سید احمد خاں

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے بعد جس شخصیت نے سب سے پہلے مسلمانوں کو علیحدہ قوم قرار دیا، وہ سر سید احمد خاں تھے۔ آپ 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں سر سید احمد خاں متحدہ قومیت کے حامی تھے لیکن جب 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندو انگریزوں کے زیادہ قریب ہو گئے تو سر سید کو یہ احساس ہوا کہ ہندو کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ 1867ء میں اردو، ہندی تنازع کے موقع پر آپ نے واضح اعلان کیا کہ مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی اور سیاسی میدان میں ترقی کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ اس سلسلے میں تعلیمی ترقی کے لیے ایم۔اے۔او ہائی سکول اور کالج کا قیام اہم اقدام تھے۔ انھوں نے 1898ء میں وفات پائی۔

3- چودھری رحمت علی اور دو قومی نظریہ

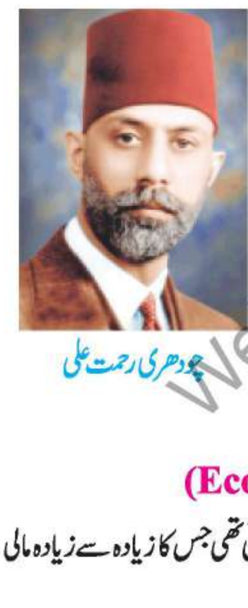

چودھری رحمت علی

(Ch. Rehmat Ali and Two Nation Theory)

چودھری رحمت علی اسلامیہ کالج لاہور کے نامور طالب علم تھے۔ 1933ء میں آپ نے لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ 28 جنوری 1933ء کو انھوں نے "اب یا پھر کبھی نہیں" (Now OR Never) کے عنوان سے ایک مشہور کتابچہ جاری کیا، جو تحریک پاکستان کے لیے مضبوط دیوار ثابت ہوا۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر قومیں بھی لفظ "پاکستان" سے آشنا ہوئیں۔

Web version of PCTB Textbook

ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی محرومی
(Economic Deprivation of Muslims in India)

☆ انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی 1600ء میں قائم کی۔ کمپنی ہندوستان میں ایسی معاشی پالیسیاں بناتی تھی جس کا زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ خود انگریزوں کو ہوتا تھا۔

☆ انگریزوں نے اپنی صنعت و تجارت کے تحفظ کے لیے ہندوستان کے عوام پر بھاری ٹیکس لگائے، جس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے۔

☆ انگریزوں نے مسلمانوں کو ان تمام عہدوں سے ہٹا دیا جو ان کے آباو اجداد کے دور سے ان کے پاس چلے آ رہے تھے۔ مسلمانوں کو نئے عہدوں سے بھی محروم رکھا گیا۔ اس طرح مسلمان معاشی طور پر بدحالی کا شکار ہو گئے۔

☆ انگریزوں نے ہندوؤں کو معمولی عہدوں سے ترقی دے کر اعلیٰ عہدوں تک پہنچا دیا۔

- انگریزوں نے مسلمانوں کی زمینیں چھین کر دوسری اقوام کو دے دیں۔
- مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے نکال دیا اور ان پر آئندہ کے لیے سرکاری ملازمت کا حصول مشکل بنا دیا گیا۔
- انگریزوں کے دور میں بنگال میں امن و امان کی خرابی کے باعث مناسب زراعت نہ ہونے سے اجناس کی قلت ہوگئی۔ ان علاقوں میں موجود تمام زرعی اور صنعتی ذرائع ناپید ہو گئے۔
- بنگال میں ریشم اور سُوت کے کاریگر اور تاجر دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے۔ تجارتی مال کی نقل و حمل پر جگہ جگہ محصول (ٹیکس) دینے سے مال کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی جو خریداروں کی قوتِ خرید سے کہیں زیادہ تھی۔ اس سے تجارت بہت متاثر ہوئی۔ اس طرح دوسری اقوام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی بہت نقصانات اٹھانے پڑے۔
- ایسٹ انڈیا کمپنی کے نئے ٹیکسوں کے باعث کسانوں پر محصول (ٹیکس) کی شرح بڑھ گئی۔ اس طرح انگریزوں کے ہاتھوں مقامی زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت

علامہ محمد اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے:

نظریۂ پاکستان اور علامہ محمد اقبالؒ (Allama Iqbal and Ideology of Pakistan)

علامہ محمد اقبالؒ برصغیر کے ان مسلم رہنماؤں میں سے ایک ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دیا اور اپنی شاعری کے ذریعے ان کو بیدار کیا۔ پہلے پہل آپ بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں میں سے تھے لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری نے جلد ہی علامہ محمد اقبالؒ کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ الگ ملک کا مطالبہ کریں۔ آپ نے خطبہ الٰہ آباد 1930ء کے ذریعے مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست کا مطالبہ کیا تاکہ مسلمان اس میں رہ کر اپنے مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آپ نے فرمایا:

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

''مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدّنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔''

برصغیر میں چونکہ دو الگ الگ قومیں آباد تھیں اس لیے علامہ محمد اقبالؒ مسلمانوں کو ایک بڑی اور الگ قوم کی حیثیت سے اجاگر کرنا چاہتے

تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے الگ ریاست ہو۔

نظریۂ پاکستان اور قائد اعظمؒ (Quaid-e-Azam and Ideology of Pakistan)

☆ تاریخ میں کچھ ایسی شخصیات ملتی ہیں جنھوں نے اقوام کی تقدیر کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ برصغیر کی ان شخصیات میں سے ایک ہیں جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی تقدیر بدل دی۔

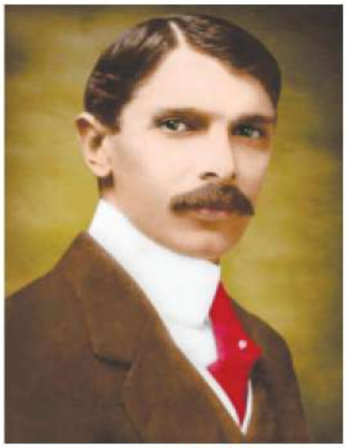

قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ

☆ قائد اعظم محمد علی جناحؒ دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا:
''قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔ مسلمانوں کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنی روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کی مکمل نشوونما کریں اور اس مقصد کے لیے جو طریقہ اپنانا چاہیں وہ اپنائیں۔''

☆ قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی جس میں آپ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

''ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیونکہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا۔''

☆ 29 دسمبر 1940ء کو احمد آباد میں خطاب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

''پاکستان صدیوں سے موجود رہا ہے، شمال مغرب مسلمانوں کا وطن رہا ہے، ان علاقوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں قائم ہونی چاہییں تاکہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔''

☆ پاکستان بننے کے بعد آپ نے فرمایا:

''ہمیں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔ یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔''

Web version of PCTB Textbook

☆ 11/ اکتوبر 1947ء کو حکومت پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب وتمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصولوں کو ابھارنے کا موقع ملے۔''

☆ یکم جولائی 1948ء کو قائداعظمؒ نے سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصورِ مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔''

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) کانگریسی وزارتوں کا دور رہا:

(الف) 1933-35ء (ب) 1937-39ء (ج) 1939-41ء (د) 1941-43ء

(ii) قراردادِ لاہور 1940ء میں خطبہ صدارت دیا:

(الف) مولانا ظفر علی خاں نے (ب) قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے
(ج) لیاقت علی خاں نے (د) شیرِ بنگال مولوی فضل الحق نے

(iii) ایم۔اے۔او سکول اور کالج قائم کیا:

(الف) سرسید احمد خاں نے (ب) چودھری رحمت علی نے
(ج) قاضی محمد عیسیٰ نے (د) مولوی فضل الحق نے

(iv) 1867ء میں جب ہندوؤں کی مسلم دشمنی کھل کر سامنے آگئی تو سرسید احمد خاں نے واضح اعلان کیا کہ:

(الف) مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔ (ب) مسلمان سیاست سے الگ رہیں۔
(ج) ہندو ہمارے دوست نہیں ہیں۔ (د) مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کریں۔

(v) نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے:

(الف) اجتماعی نظام (ب) دو قومی نظریہ
(ج) ترقی پسندیت (د) اسلامی نظریۂ حیات

(vi) 1930ء میں مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دینے والی شخصیت ہے:

(الف) قائداعظمؒ (ب) علامہ محمد اقبالؒ
(ج) سرسید احمد خاں (د) مولانا محمد علی جوہر

Web version of PCTB Textbook

(vii) "قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے، مسلمان اس تعریف کی رُو سے الگ قوم ہیں۔" یہ فرمان ہے:

(الف) قائداعظم کا | (ب) علامہ محمد اقبال کا

(ج) سرسید احمد خان کا | (د) چودھری رحمت علی کا

2- مختصر جوابات دیں۔

(i) قائداعظمؒ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے کیا فرمایا؟ (ii) نظریہ کے چار ماخذ لکھیے۔

(iii) دوقومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟ (iv) برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا کب ہوئی؟

(v) نظریۂ پاکستان کی تعریف کریں۔ (vi) عقیدۂ رسالت کی تعریف کریں۔

(vii) نظریۂ پاکستان کے عناصر میں عقائد سے کیا مراد ہے؟

(viii) ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرنے کا مقصد کیا تھا؟

(ix) ''اب یا پھر کبھی نہیں'' (Now OR Never) کے عنوان سے شہرۂ آفاق کتابچہ کب اور کس نے جاری کیا؟

Web version of PCTB Textbook

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات دیں۔

(i) نظریہ کے ماخذ اور اہمیت واضح کریں۔

(ii) نظریۂ پاکستان کے عناصر کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

(iii) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اقلیتوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

(iv) علامہ محمد اقبالؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کریں۔

(v) قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کا احاطہ کریں۔

(vi) برصغیر میں اسلام کی بنیادی اقدار اور سماجی و ثقافتی حوالے سے نظریۂ پاکستان کی وضاحت کریں۔

(vii) دوقومی نظریہ کی وضاحت کریں۔

سرگرمی

☆ نظریۂ پاکستان کے حوالے سے ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

☆ طلبہ کو نظریہ کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کریں۔

تحریکِ پاکستان اور پاکستان کا قیام
(The Pakistan Movement and Emergence of Pakistan)
باب 2

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- تحریکِ پاکستان کے تاریخی واقعات مختصراً بیان کر سکیں۔ ☆ 1857-1940 ☆ 1940-1947
2- قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی اور آئینی کوششوں کے حوالے سے قیامِ پاکستان میں ان کے کردار پر بحث کر سکیں۔
3- قیامِ پاکستان کے بعد درپیش ابتدائی مسائل (معاشی، سیاسی، مہاجرین اور انتظامی) بیان کر سکیں۔
4- گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے کردار اور کارناموں پر بحث کر سکیں۔
5- وزیر اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان کے کردار اور کارناموں کی خاص طور پر قراردادِ مقاصد 1949ء کے حوالے سے نشاندہی کر سکیں۔
6- 1956ء کے آئین کے نمایاں پہلوؤں کی نشاندہی کر سکیں۔
7- 1958ء کے مارشل لا کی وجوہات کی وضاحت کر سکیں۔
8- ایوب خان کے کارناموں اور اصلاحات کی وضاحت کر سکیں۔
9- 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال کی نشاندہی کر سکیں۔
10- 1965ء کے صدارتی انتخابات اور ان کے سیاست پر اثرات پر بحث کر سکیں۔
11- 1965ء کی جنگ کے دوران پاکستانی عوام اور افواجِ پاکستان کے جذبے کو سمجھ سکیں۔
12- یحییٰ خان کے ایل ایف او کے اہم پہلوؤں پر بحث کر سکیں۔
13- 1970ء کے انتخابات اور ان کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
14- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب پر بحث کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

تحریکِ پاکستان کا پس منظر (Background of Pakistan Movement)

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد 712ء میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے شروع ہوئی۔ مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی وفات (1707ء) کے بعد مسلم حکومت میں زوال کے آثار نمودار ہوئے لیکن اس کے چند ہی سال بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ کی شکل میں ایک مصلح اور مجدّد منظر پر آ جانے سے برصغیر میں اسلام کے احیا اور مسلمانوں کے استقلال کی پر زور تحریک کا آغاز ہوا۔

سیاسی سطح پر انگریزوں نے تجارتی ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر اپنا اثر و رسوخ خوب بڑھایا۔ 1757ء میں بنگال کے نواب سراج الدّولہ نے انگریزوں کا راستہ روکنا چاہا لیکن وہ اپنوں کی سازش کی وجہ سے جنگِ پلاسی میں شہید ہو گئے۔ 1799ء میں میسور کے حکمران ٹیپو سلطان کو بھی اپنوں کی غداری کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ علمی محاذ پر شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادگان اور ان کی اولاد اور پھر ان کے شاگرد سرگرمِ عمل رہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کا نظریہ پاکستان کی فکری بنیادوں میں اہم حصّہ ہے۔ کیونکہ اسلامی عقائد، اتحاد اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ایک مضبوط حکومت ہی مسلمانانِ ہند کا مطلوب و مقصود ہونا چاہیے۔

1831ء میں سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفیقِ خاص سید اسمٰعیل شہیدؒ بالاکوٹ میں سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ عسکری سطح

پر احیائے اسلام کی آخری کوشش بھی ناکام ہوگئی۔1857ء کی جنگ آزادی بھی مسلمانوں کے سیاسی احیا اور استقلال کی ایک کوشش تھی۔

تحریکِ علی گڑھ اور سر سید احمد خاں
(Aligarh Movement and Sir Syed Ahmed Khan)

☆ جنگ آزادی میں ناکامی کے ساتھ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ کا سیاہ ترین دور شروع ہوگیا۔مسلمان بحیثیت قوم انگریزوں کی نفرت اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ان حالات میں سر سید احمد خاں نے تحریکِ علی گڑھ کے ذریعے قوم کی راہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔سر سید احمد خاں کی تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد درج ذیل تھے:

سر سید احمد خاں

1- حکومت اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد بحال کرنا۔
2- مسلمانانِ برصغیر کو جدید علوم اور انگریزی زبان سیکھنے کی طرف راغب کرنا۔
3- مسلمانانِ برصغیر کو آگاہ کرنا کہ پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر سیاست میں حصہ لیں۔

☆ آپ 17/اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی، سیاسی اور مذہبی ترقی کے لیے عملی کام کیا۔آپ نے اس بات کا اندازہ لگالیا تھا کہ مسلمان تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔

☆ 1859ء میں آپ نے مراد آباد میں ایک سکول قائم کیا۔1863ء میں آپ نے غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔آپ نے 1875ء میں علی گڑھ میں جو سکول قائم کیا، وہ 1877ء میں کالج اور 1920ء میں یونیورسٹی بن گیا۔بیسویں صدی کے شروع میں مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اسی تعلیمی ادارے سے فارغ التحصیل تھا۔

☆ ''رسالہ اسبابِ بغاوتِ ہند'' بھی سر سید احمد خاں کی ایک اہم سیاسی خدمت تھی۔اس رسالہ میں آپ نے انگریز حکومت کو 1857ء کی جنگِ آزادی کے حقیقی اسباب سے آگاہ کیا۔

☆ سر سید احمد خاں نے 1885ء میں قائم ہونے والی انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کو شامل ہونے سے روکا۔انھیں اندیشہ تھا کہ کانگریس رفتہ رفتہ ہندو جماعت بن جائے گی۔اس جماعت سے مسلمانوں کو کوئی امید وابستہ نہیں کرنی چاہیے۔

☆ سر سید احمد خاں نے تحریکِ علی گڑھ کے ذریعے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جس سے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کی تشکیل ہوئی۔

تقسیمِ بنگال 1905ء (Partition of Bengal 1905)

برطانوی ہند میں بنگال کا صوبہ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے دیگر تمام صوبوں سے بڑا تھا۔1905ء میں انتظامی سہولت کے پیشِ نظر بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔انگریزوں کے مطابق اتنے بڑے اور وسیع صوبے کا انتظام صحیح طریقے سے چلانا ایک گورنر کے بس کی بات نہ تھی۔اس تقسیم کے نتیجے میں بنگال کے دو صوبے، مشرقی بنگال اور مغربی بنگال بن گئے۔تقسیمِ بنگال سے ہندوؤں اور مسلمانوں پر مختلف اثرات مرتب ہوئے۔مسلمان اس تقسیم سے بڑے خوش تھے کیونکہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تھی لیکن ہندو اس تقسیم سے ناخوش

Web version of PCTB textbook

تھے۔ وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ پورے بنگال پر ان کی اقتصادی اور سیاسی اجارہ داری اور بالادستی ختم ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوؤں نے تقسیم بنگال کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس تقسیم کی منسوخی کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انھوں نے سودیشی تحریک شروع کر دی، انگریزی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا، ٹیکسوں کی ادائیگیاں روک دی گئیں اور بالآخر تشدد پر اتر آئے۔ ان حالات میں آخر کار انگریز حکومت نے گھٹنے ٹیک دیے اور 1911ء میں بنگال کی تقسیم منسوخ کر دی گئی۔ اس منسوخی سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

شملہ وفد 1906ء (Simla Deputation 1906)

سر آغا خان

تقسیم بنگال پر ہندوؤں کے رویے کے پیش نظر مسلمانوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک نئے راستے کا انتخاب کیا۔ یکم اکتوبر 1906ء کو مسلمانوں کا ایک سیاسی وفد سر آغا خان کی قیادت میں اپنے مطالبات لے کر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ میں ملا جس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا۔ شملہ وفد میں مسلمانوں کو وائسرائے کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ اس وقت مسلمانوں کی کوئی سیاسی جماعت نہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے شدت سے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس کی جو مسلم لیگ کی صورت میں قائم ہوئی اور پھر اسی جماعت نے آگے چل کر پاکستان بنایا۔

مسلم لیگ کا قیام 1906ء (Establishment of Muslim League 1906)

30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے اہم محرکات یہ تھے:

تقسیم بنگال کا ردِ عمل، انگریزوں کا مسلمانوں کے ساتھ عمومی رویہ، مسلمانوں کا احساسِ محرومی اور مسلمانوں کو حکومت کی طرف سے نظر انداز کرنا ایسے محرکات تھے جو مسلمانوں کو متحرک کرنے کا باعث بنے اور انھوں نے سیاسی جماعت بنانے کا فیصلہ کیا۔

مسلم لیگ کے قیام کے چیدہ چیدہ مقاصد درج ذیل تھے:

1- مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کے اقدامات کے بارے میں ان کے شکوک و شبہات کو دور کرنا۔

2- مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے مطالبات کو حکومت کے سامنے پیش کرنا۔

3- مسلم لیگ کے مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری اقوام سے تعلقات استوار کرنا۔

منٹو مارلے اصلاحات 1909ء (Minto- Morley Reforms 1909)

1905ء میں تقسیم بنگال کی وجہ سے ملک میں سیاسی بے چینی بڑھ گئی تھی۔ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے بیزار ہوتے جا رہے تھے۔ حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے 1909ء میں مسٹر مارلے (وزیر ہند) اور لارڈ منٹو (وائسرائے ہند) نے مل کر ہندوستان کے لیے کچھ اصلاحات مرتب کیں جنھیں منٹو مارلے اصلاحات کا نام دیا جاتا ہے ان اصلاحات میں مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق مل گیا۔ مسلم لیگ نے

Web version of PCTB Textbook

اس کا خیر مقدم کیا۔ یہ مطالبہ شملہ وفد کے ممبران مسلمانوں نے تین سال قبل یعنی 1906ء میں لارڈ منٹو سے ملاقات کے دوران کیا تھا۔

میثاقِ لکھنؤ 1916ء (Lucknow Pact 1916)

1916ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ اور کانگریس کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے "میثاقِ لکھنؤ" کا نام دیا گیا۔ اس معاہدے میں پہلی بار مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کیا گیا اور جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کیا گیا۔ قبل ازیں 1909ء میں منٹو مارلے اصلاحات میں اس مطالبے کو حکومت پہلے ہی تسلیم کر چکی تھی۔ میثاقِ لکھنؤ کی بدولت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو "ہندو مسلم اتحاد کا سفیر" قرار دیا گیا۔

تحریکِ خلافت 1919ء (Khilafat Movement 1919)

1914ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگِ عظیم میں ترکیہ نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ جنگ میں جرمنی اور اس کے حلیفوں کو شکست ہوئی۔ جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں نے اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر ترکیہ کو سعودی عرب، شام، عراق، فلسطین اور اردن کے علاقوں سے محروم کر دیا جس سے ترکیہ کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ اس طرح ترکیہ کی خلافت کو بچانے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے 1919ء میں ایک ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جسے تحریکِ خلافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے مقاصد درج ذیل تھے:

1- ترکیہ کی خلافت قائم رکھی جائے۔

2- مسلمانوں کے مقدس مقامات ترکوں کی حفاظت میں رہیں۔

3- ترکیہ کی حدود میں تبدیلی نہ کی جائے۔

تحریکِ عدم تعاون 1920ء (Non-Cooperation Movement 1920)

اس تحریک کے اہم مقاصد حسبِ ذیل تھے:

(i) حکومت کے ساتھ عدم تعاون
(ii) سرکاری ملازمتوں کو ترک کرنا
(iii) فوج میں مقامی لوگوں کا بھرتی نہ ہونا
(iv) انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ
(v) عدالتی بائیکاٹ
(vi) بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں نہ بھیجنا
(vii) انگریزوں کے عطا کردہ خطابات واپس کرنا

تحریکِ ہجرت 1920ء (Hijrat Movement 1920)

1920ء میں چند علمائے کرام نے فتویٰ جاری کیا کہ برصغیر "دارالحرب" ہے۔ مسلمانوں کا انگریزوں کی عملداری میں رہنا جائز نہیں۔ انھیں دارالسلام میں ہجرت کر جانی چاہیے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان خاندان اپنی جائیدادیں بیچ کر افغانستان ہجرت کر گئے۔ افغانستان نے

Web version of PCTB Textbook

ان کو اپنے ملک میں داخلے کی اجازت نہ دی اور انھیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ جب یہ لٹے پٹے مسلمان واپس آئے تو بربادی کے سوا ان کے لیے کچھ نہ تھا۔

نہرو رپورٹ 1928ء (Nehru Report 1928)

نہرو رپورٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ماضی میں کیے گئے معاہدہ لکھنؤ پر پانی پھیر دیا اور جداگانہ انتخابات کے اصول کو رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جو مسلمان اپنی ترقی اور بقا کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے دونوں قوموں کے مابین تعلقات خراب ہو گئے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ نِکات 1929ء
(Fourteen Points of Quaid-e-Azam 1929)

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے 1929ء میں چودہ نکات پر مشتمل درج ذیل رہنما اصول پیش کیے:

1- آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خود مختاری دی جائے۔
2- تمام صوبوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خود مختاری دی جائے۔
3- صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔
4- مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔
5- جداگانہ انتخابات کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیے البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط طریقہ انتخابات قبول کر سکتا ہے۔
6- صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کی مسلمان اکثریت متاثر ہوتی ہو۔
7- تمام لوگوں کو یکساں مذہبی آزادی دی جائے۔
8- اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودہ کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔
9- سندھ کو بمبئی (ممبئی) سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔
10- بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔
11- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور تناسب کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔
12- مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔
13- صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔
14- آئین میں صوبوں کی مرضی کے بغیر کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے چودہ نکات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے نہ صرف مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی ترجمانی کی بلکہ ہندوستان میں دستوری اصلاحات کا بنیادی ڈھانچا بھی مہیا کر دیا۔

Webversion of PCTB Textbook

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ الٰہ آباد 1930ء (Allama Iqbal's Allahabad Address)

مسلمانانِ برصغیر کی یہ خواہش تھی کہ ان کا الگ تشخص تسلیم کیا جائے۔ اس سلسلے کی کڑی علامہ محمد اقبالؒ کا خطبہ الٰہ آباد (1930ء) ہے۔ مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے لہٰذا مسلمانوں نے اپنے لیے الگ ملک کا مطالبہ کر دیا جس کو علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے خطبہ میں اس طرح پیش کیا:

علامہ محمد اقبالؒ

''میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے۔ مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام کم از کم شمال مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔''

قائدِاعظمؒ کی خواہش تھی کہ مسلمان برصغیر میں ایک قوت بن کر ابھریں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اس تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے خطبہ الٰہ آباد میں الگ ریاست کا تصور دیا۔ 1933ء میں چودھری رحمت علیؒ نے علامہ محمد اقبالؒ کے اس تصور کو ''پاکستان'' کا نام دیا۔ قائداعظمؒ نے 1934ء میں مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی اور مسلمانوں کے سیاسی استحکام کے لیے اس جماعت کو مضبوط اور فعال بنایا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
پہلی گول میز کانفرنس 1930ء، دوسری 1931 اور تیسری 1932 میں لندن میں منعقد ہوئی۔

1935ء کا آئین اور کانگریسی وزارتیں (Act 1935 and Congress Ministries)

1935ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں ایک نیا آئین متعارف کرایا جس میں صوبائی خودمختاری کو اولیت دی گئی۔ اس آئین کے تحت 1937ء میں انتخابات کرائے گئے جس میں کانگریس نے واضح اکثریت حاصل کی۔ اکثریت حاصل کرنے کے بعد کانگریس نے مسلمانوں کی الگ شناخت ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ہندوؤں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں لگانے کی کوششیں کیں۔ مسجدوں کے باہر شور غل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ سکولوں میں اردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ گاندھی کی مورتی کی پوجا کرنے پر زور دیا گیا۔ مسلمان بچوں کو ماتھوں پر تلک لگانے کا کہا جانے لگا۔ مسلمانوں کو اُن کے خلاف نفرت پر مبنی بندے ماترم کا ترانہ گانے کے لیے مجبور کیا گیا۔

اس رویے کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں میں الگ ملک کے مطالبے کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ 1938ء میں پٹنہ کے مقام پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں محمد علی جناح کو قائداعظمؒ کے لقب سے نوازا گیا۔ 1939ء میں جب کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ ہوا تو قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات (Day of Deliverance) منایا۔

قراردادِ لاہور 1940ء (Lahore Resolution 1940)

یہ قرارداد مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں قائداعظمؒ کی صدارت میں 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی اور شیرِ بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے پیش کی۔ قائداعظمؒ نے اپنی صدارتی تقریر میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل اور دوقومی نظریہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

Web version of PCTB Textbook

قرارداد کا متن:

مینارِ پاکستان، جہاں قراردادِ لاہور منظور ہوئی

قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی متفقہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابلِ عمل اور مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا جب تک مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی روشنی میں تیار نہ کیا جائے یعنی جغرافیائی طور پر جڑی ہوئی وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوں میں کی جائے (علاقوں میں مناسب ردو بدل کے ساتھ) کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے۔ ان کی تشکیل اس طرح آزاد ریاستوں کی شکل میں کی جائے کہ اس میں شامل ہونے والی وحدتیں خود مختار ہوں اور انھیں مکمل اقتدار حاصل ہو۔ اس کے علاوہ ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور وہ علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں وہاں بھی اُن کے حقوق اور مفادات کا مناسب تحفظ کیا جائے۔

گاندھی اور ہندوؤں نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔ برطانوی پریس نے اس قرارداد کو جناحؒ کا پاکستان قرار دے دیا۔ اس قرارداد کے صرف سات سال بعد مسلمانانِ برصغیر نے اپنی جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنالیا۔

کرپس مشن 1942ء (Cripps Mission 1942)

دوسری جنگ عظیم (45-1939ء) کے دوران 1942ء میں حکومت برطانیہ نے سرسٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا۔ جس نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔

کرپس مشن کی تجاویز:

کرپس مشن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں۔

1- جنگ کے بعد برصغیر تاج برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔
2- جنگ کے دوران ہندوستان کا دفاع برطانوی حکومت کے زیرِ کنٹرول رہے گا۔
3- آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی منتخب کی جائے گی جس کے چناؤ کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو حاصل ہوگا۔ آئین مکمل ہوگیا تو اسے ہر صوبے کی توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کرلیں۔
4- اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔

سرسٹیفورڈ کرپس کی یہ تجاویز مسلم لیگ اور کانگریس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتوں نے بھی مسترد کردیں۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف علیحدہ مملکت کا حصول رہا جس کو کانگریس ماننے کے لیے تیار نہ تھی جس کے لیے مسلمانوں کو اپنی جدوجہد تیز کرنی پڑی۔ 1945ء میں ویول پلان پیش ہوا جس کے خلاف قائداعظمؒ چٹان بن گئے۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کرنے کی کوشش کی جسے کانگریس نے ماننے سے انکار کردیا۔

Web version of PCTB Textbook

شملہ کانفرنس اور انتخابات (Simla Conference and Election)

جب 1945ء میں برطانیہ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ جنگ میں فتح حاصل کر لے گا تو وائسرائے لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہوں گے۔ اس کونسل میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد برابر ہو گی۔ 1945ء میں ان تجاویز پر غور کرنے کے لیے شملہ کے مقام پر کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کونسل میں پانچ مسلم اراکین شامل کرنے کی تجویز تھی جبکہ کانگریس کا مطالبہ تھا کہ وہ ایک مسلم نمائندہ نامزد کرے گی۔ قائد اعظمؒ نے کہا کہ پانچوں مسلم اراکین کو مسلم لیگ ہی نامزد کرے گی کیونکہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔ اسی نکتہ پر شملہ کانفرنس ناکام ہوئی۔

جب شملہ کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ نہ ہوا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے تو اس بات کا فیصلہ 46-1945ء کے انتخابات میں ہوا۔ مسلم لیگ نے زبردست کامیابی حاصل کی اور مسلمانوں کے لیے مخصوص نشستوں پر مکمل کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> 1864ء سے انگریزوں نے شملہ کو موسم گرما کے لیے دارالحکومت بنادیا تھا اور گورنر جنرلز شملہ ہی میں گرمیاں گزارتے تھے۔

کابینہ مشن پلان 1946ء (Cabinet Mission Plan 1946)

1945ء میں انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت آئی۔ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیش نظر کابینہ مشن بھیجا جو کہ تین ارکان پر مشتمل تھا۔ اس مشن کے دو بنیادی مقاصد تھے، ایک ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کر دی جائے اور دوسری مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرتوں کی خلیج کم کر کے ہندوستان کو متحد رکھنے کی کوشش کی جائے لیکن انتخابات نے ثابت کر دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

کابینہ مشن کے ارکان نے تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے ملاقات کی مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ 16 مئی 1946ء کو ان اراکین نے ایک منصوبے کا اعلان کیا جس کے نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

1- برصغیر میں یونین قائم کی جائے گی جو امور خارجہ، دفاع اور مواصلات کی ذمہ دار ہو گی۔
2- مرکزی امور کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کو دے دیے جائیں گے۔
3- صوبوں کو اختیار ہو گا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔
4- ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہو گا کہ وہ کثرت رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کر سکیں۔

یومِ راست اقدام (Direct Action Day)

16 اگست 1946ء کو مسلم لیگ نے عوامی سطح پر یومِ راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا کیونکہ ہندو انگریزوں کے بعد برصغیر پر حکومت کا خواب دیکھ رہے تھے۔ اس روز برصغیر میں جگہ جگہ جلسے کیے گئے جس میں کانگریس کے عزائم کو بے نقاب کیا گیا۔

عبوری حکومت کا قیام (Interim Governmnet)

ستمبر 1946ء میں وائسرائے نے کانگریس کو عبوری حکومت قائم کرنے کو کہا۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے میدان خالی چھوڑنے کے بجائے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا ارادہ کیا اور عبوری حکومت کے لیے پانچ مسلم لیگی ارکان کے نام تجویز کیے، جن میں لیاقت علی خاں،

Web version of PCTB Textbook

قائدِ اعظمؒ اور لیاقت علی خاں

آئی آئی چندریگر، سردار عبدالرب نشتر، راجہ غضنفر علی خان اور اقلیتی رکن جوگندر ناتھ منڈل شامل تھے۔ عبوری حکومت کانگریس اور مسلم لیگ کے اختلافات کی وجہ سے مؤثر انداز میں کام نہ کر پائی۔ ان حالات میں مسلم لیگ کا دو قومی نظریے کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ وزیرِ اعظم برطانیہ نے 20 فروری 1947ء کو اعلان کیا کہ حکومت جون 1948ء تک اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کر دے گی۔ اس طرح پاکستان کا قیام قریب تر ہوتا چلا گیا۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ (3rd June 1947 Plan)

3 جون 1947ء کو برصغیر کی تقسیم کا اعلان کیا گیا جس کی رو سے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ 14 اگست 1947ء تک اقتدار ہندوستان کے نمائندوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ 3 جون 1947ء کے منصوبے میں ایک شق یہ بھی تھی کہ پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے ہندو اور مسلمان اراکین کے الگ الگ اجلاس ہوں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ان صوبوں کو تقسیم کر دیا جائے اور صوبوں کی حد بندی ایک کمیشن کرے گا۔

سندھ اسمبلی کثرت رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔ صوبہ سرحد اور سلہٹ کے عوام پاکستان یا بھارت میں شمولیت کا فیصلہ استصواب رائے کے ذریعے کریں گے جبکہ بلوچستان کا فیصلہ شاہی جرگہ کرے گا۔

قانون آزادیِ ہند 1947ء (Indian Independence Act 1947)

3 جون کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادی ہند منظور کیا۔ ہندوستان کو دو ریاستوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم کر دیا گیا۔

ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

پنجاب اور بنگال کے علاقوں کی تقسیم کا فیصلہ ہونے لگا تو برطانوی حکومت نے سر ریڈکلف کی سربراہی میں ایک حد بندی کمیشن قائم کیا۔ جس میں پنجاب کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد جبکہ بھارت کے نمائندے جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ تھے۔

بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور ایس۔ اے رحمان جبکہ بھارت کی طرف سے سی۔ سی بسواس اور بی۔ کے مکرجی تھے۔ تقسیم کے وقت وائسرائے اور ان کے عملہ نے کانگریس سے گٹھ جوڑ کر کے حد بندی کا فیصلہ کر لیا اور ریڈکلف کو دستخط کرنے والی مشین کے طور پر استعمال کیا گیا۔ تقسیم میں ریڈکلف نے مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے کئی علاقے بھارت میں شامل کر کے ایک طرف پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کر دیا جبکہ دوسری جانب بھارت کی سرحد کو کشمیر کے ساتھ ملا دیا۔ گورداسپور کے راستے بھارت نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا جو آج تک حل نہیں ہو سکا۔ ریڈکلف کی

Web version of PCTB Textbook

ناقص منصوبہ بندی کے باعث پاکستان کو کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔

صبحِ آزادی (Dawn of Freedom)

آزادی کا تصور قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ 14؍اگست 1947ء بہ مطابق 27 رمضان المبارک کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ قائداعظم محمد علی جناح ؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی اور آئینی کوششوں کے حوالے سے قیامِ پاکستان میں کردار

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ سیاست میں آپ کی دلچسپی اس وقت شروع ہوئی جب آپ انگلستان میں تھے۔ آپ پہلے کانگریس میں شامل ہوئے۔ اُس وقت وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر بھی کہا جاتا تھا۔

- 1909ء میں ہندوستان میں "منٹو مارلے اصلاحات" کا نفاذ ہوا۔ وائسرائے ہند کی کونسل کے لیے مسلمانوں نے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔

- 1913ء میں آپ مسلم لیگ میں شامل ہوئے کانگریس کی مسلم دشمن پالیسیوں کے باعث 1920ء میں کانگریس چھوڑ دی۔
- دسمبر 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگریس لکھنؤ میں کے درمیان معاہدہ لکھنؤ ہوا۔ اسی مقام پر اُنھیں "ہندو مسلم اتحاد کے سفیر" کے لقب سے نوازا گیا۔
- 1919ء میں حکومت برطانیہ نے رولٹ ایکٹ منظور کیا۔ قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسودہ قانون کی مخالفت کی اور اسے غیر آئینی قرار دیا۔ احتجاجاً انھوں نے وائسرائے ہند کی کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔
- 1929ء میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔
- تین گول میز کانفرنسیں 1930ء سے 1932ء تک لندن میں ہوئیں۔ قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی دو کانفرنسوں میں شرکت کی۔
- 1934ء میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ انگلستان سے وطن واپس آ گئے۔ ان کو مسلم لیگ کی صدارت سونپ دی گئی۔ 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں قراردادِ پاکستان منظور کی گئی۔
- مسلم لیگ نے 46-1945ء کے انتخابات میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں شاندار کامیابی حاصل کی۔
- 14؍اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔ 15؍اگست 1947ء کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس نئی اسلامی خودمختار ریاست کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔
- قیامِ پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ دن رات اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ اُن کو آرام کا موقع نہ ملا۔ جس کی وجہ سے ان کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو گئی ۔ جولائی 1948ء میں

Web version of PCTB Textbook

بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ آخر کار 11 ستمبر 1948ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ریاست کا استحکام اور آئین کی تیاری، 56-1947ء
(Consolidation of the State and making of Constitution, 1947-56)

پاکستان کو آغاز ہی میں آئین سازی کی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ قیامِ پاکستان کے وقت حکومتی امور کو چلانے کے لیے کوئی آئین موجود نہ تھا لہٰذا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء ہی کو بعض ترامیم کے ساتھ اپنایا گیا۔ 10 / اگست 1947ء کو عبوری آئین کے تحت آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا یہ اسمبلی آئین سازی کے علاوہ مرکزی پارلیمنٹ کا کردار بھی ادا کر رہی تھی۔

ابتدائی مسائل (Early Problems)

پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہی بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

قیامِ پاکستان کے اعلان کے بعد دونوں ممالک کی سرحدوں کے تعین کے لیے وائسرائے نے 30 جون 1947ء کو پنجاب اور بنگال میں حد بندی کمیشن مقرر کیے۔ ایک انگریز قانون دان مسٹر ریڈکلف کو دونوں کمیشنوں کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ اختلافات کی صورت میں اسے ثالثی فیصلہ کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ اس کمیشن نے جو فیصلہ کیا اسے ریڈکلف ایوارڈ کہتے ہیں۔ ریڈکلف ایوارڈ میں پاکستان سے ملے ہوئے مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کر دیے گئے۔ گورداسپور کا مسلم علاقہ بھارت کو دے کر کشمیر تک اس کی رسائی کو ممکن بنا دیا۔ اس طرح مسئلہ کشمیر پیدا ہوا، جو آج تک حل طلب ہے۔

2- مہاجرین کی آبادکاری (Settlement of Migrants)

ہجرت کا ایک منظر

1947ء میں آزادی کے بعد ہندو مسلم فسادات نے مسائل میں مزید اضافہ کر دیا۔ بھارت میں پُر امن آباد مسلمانوں کی بستیاں جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا اور زبردستی مسلمانوں کو پاکستان میں دھکیل دیا گیا۔ یہ مہاجرین اس حال میں پاکستان آئے کہ نئی مملکت کو ان کی بحالی اور آبادکاری میں خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بے حال لاکھوں لوگ بہت سی مشکلات برداشت کر کے پاکستان آئے۔ اگرچہ یہ نئی مملکت کے لیے ایک زبردست آزمائش تھی مگر مسلمانوں نے دل کھول کر اپنے مہاجر بھائیوں کی مالی امداد کی۔ انھیں کھانا اور لباس مہیا کیا۔ آخر کار یہ مشکل وقت بھی گزر گیا۔

3- انتظامی مشکلات (Administrative Problems)

قیامِ پاکستان کے وقت کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا۔ مرکزی دفاتر کے لیے گورنر ہاؤس اور سیکرٹریٹ کی عمارتیں خالی کرائی گئیں مگر گنجائش کم تھی اس لیے شہر کے مختلف حصوں میں عارضی دفاتر قائم کئے گئے۔ نظم و نسق کا یہ ڈھانچا اس لیے تباہ حال تھا کہ ماہر اور تجربہ کار عملہ موجود نہ تھا۔ سول سروس کے کل 81 مسلمان افسر پاکستان کے حصے میں آئے جن میں سے زیادہ تر کو اعلیٰ عہدوں کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ جو سرکاری

ملازمین کسی طرح پاکستان پہنچ چکے تھے ان کے لیے رہائش کا کوئی بندوبست نہ تھا مگر ان لوگوں نے ہمت نہ ہاری اپنی تمام تر انتظامی صلاحیتیں قوم کے لیے وقف کر دیں اور پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔

4- معاشی مشکلات (Economic Problems)

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو کئی معاشی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آزادی کے وقت پاکستان کے زیادہ تر علاقے پسماندہ تھے۔ نقل وحمل اور مواصلات کی سہولتیں ناکافی تھیں۔ انگریزوں اور ہندوؤں نے جان بوجھ کر مسلم آبادی والے علاقوں کو پسماندہ رکھا۔ تقسیم کے وقت متحدہ ہندوستان میں کپڑے کے 394 کارخانے تھے مگر پاکستان کے حصہ میں صرف 14 کارخانے آئے۔ بینکوں کی کل شاخیں 487 تھیں مگر پاکستان کے حصے میں 69 شاخیں آئیں۔ ان کا بھی سارا سرمایہ ہندو اپنے ساتھ لے گئے۔ بھارتی حکمرانوں نے پاکستان اور بھارت میں اثاثوں کی مناسب تقسیم میں بھی ناانصافی سے کام لیا۔ انھوں نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کیا اور پاکستان کے حصے کے اثاثے روک لیے۔

5- فوجی اثاثوں کی تقسیم (Distribution of Military Assets)

برصغیر کی تقسیم کے بعد فوجی اثاثوں کی تقسیم میں بھی انصاف سے کام نہ لیا گیا۔ حکومت برطانیہ نے یہ طے کیا کہ 3 جون 1947ء کے منصوبے کے مطابق بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیے جائیں۔ متحدہ بھارت میں اسلحہ بنانے والی 16 فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور اُن میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں بنایا گیا ہو۔ بھارتی حکومت اسلحہ بنانے والی فیکٹری تو کیا اس کی مشینری کا کوئی پرزہ بھی پاکستان منتقل کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ کافی تکرار کے بعد طے پایا کہ اسلحہ بنانے والی فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ اپنی اسلحہ بنانے والی فیکٹری قائم کر سکے۔ عام فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بنایا گیا، حکومت ہند نے اُسے بھی مسترد کر دیا جس سے حالات مزید پیچیدہ ہو گئے۔ یوں پاکستان کو اپنے جائز حصے سے محروم کر دیا گیا۔

6- دریائی پانی کا تنازع (Dispute of River Water)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، جہاں نہری آب پاشی کے بغیر زراعت ممکن نہیں۔ تقسیم ہند کے وقت دریاؤں اور نہروں پر اہم ہیڈ ورکس بھی بھارت کو دے دیے گئے جس کے نتیجے میں ہماری نہروں کا کنٹرول بھارت کے پاس چلا گیا۔ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے بھارت نے فیروز پور (دریائے ستلج) اور مادھو پور (دریائے راوی) ہیڈ ورکس سے پاکستان کو پانی کی فراہمی اپریل 1948ء میں روک دی۔ اس چال کا مقصد پاکستان کے زرعی علاقے کو بنجر کرنا اور پاکستان کو معاشی طور پر غیر مستحکم کرنا تھا۔ چنانچہ "سندھ طاس معاہدہ" 1960ء کے تحت دونوں ممالک کے درمیان پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل ہوا۔ تین دریا راوی، ستلج اور بیاس بھارت کو اور دوسرے تین دریا سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کو مل گئے۔

7- سیاسی مشکلات (Political Problems)

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو کئی سیاسی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آزادی کے وقت کئی آزاد شاہی ریاستوں (Princely States) نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا ان میں مناوادر، دیر، سوات، جونا گڑھ وغیرہ شامل تھیں۔ بھارت کو ان ریاستوں کا الحاق پسند نہ آیا اور اس نے جونا گڑھ پر 9 نومبر 1947ء کو قبضہ کر لیا۔ اسی طرح ریاست کشمیر پر بھی بھارت نے 1947ء کے آخر میں قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد

Web version of PCTB Textbook

قائدِ اعظمؒ کی وفات پر جب قوم غم میں نڈھال تھی بھارت نے 17 ستمبر 1948ء کو حیدر آباد دکن پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس طرح قدم قدم پر بھارت نے پاکستان کے استحکام کے خلاف مسلسل کام کیا۔ کشمیری عوام پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے تھے۔ اسی گومگو کی کیفیت میں ریاست میں تحریکِ آزادی نے زور پکڑا اور آزاد کشمیر کا علاقہ پاکستان میں شامل ہو گیا۔

پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور کارنامے

(Quaid-e-Azam's Role and achievements as First Governor General)

- ☆ 14 راگست 1947ء کو قائداعظمؒ نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ لیاقت علی خاں پاکستان کے وزیرِاعظم مقرر ہوئے۔ نوزائیدہ مملکت کا دستوری ڈھانچا تیار نہیں تھا۔ 1935ء کے ایکٹ میں مناسب تبدیلیاں کر کے ملک کا نظام اس کے تحت چلایا گیا۔ ☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قدآور شخصیت نے آزادی کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات کو احسن طریقے سے سلجھایا۔
- ☆ قائداعظمؒ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا۔
- ☆ پاکستان کا سیکرٹریٹ بنایا اور سرکاری ملازمین کو مکمل دیانتداری اور ایمانداری سے کام کرنے کی تلقین کی۔
- ☆ ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے سرکاری ملازمین کی نقل و حمل شروع ہوئی۔
- ☆ انتظامی ڈھانچے کی بہتری کے لیے چودھری محمد علی کی سرکردگی میں کمیٹی بنائی۔
- ☆ بحری و بری افواج کو بہتر حالات میں لانے کے لیے ہیڈ کوارٹر بنائے گئے۔
- ☆ قائداعظمؒ نے دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ خارجہ پالیسی کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ ہمسایہ ممالک اور دیگر بڑے ممالک کے ساتھ تعلقات کو استوار کیا جو کہ ہماری خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔
- ☆ قائداعظمؒ کی مدبرانہ شخصیت کی بدولت ہی پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن بنا۔ ☆ آپ نے 1947ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس منعقد کرائی۔
- ☆ قائداعظمؒ کے جسم میں جب تک جان رہی انھوں نے پاکستان کی ہر ممکن خدمت کی۔

پہلے وزیرِاعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان کی خدمات اور کارنامے

(Liaqat Ali Khan's Role and Achievements as First Prime Minister)

☆ پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم لیاقت علی خاں قائداعظم محمد علی جناحؒ کے دستِ راست رہے۔ پنجاب میں داخل ہونے والے مہاجرین کے سیلاب کو سنبھالنا بہت مشکل مسئلہ تھا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر آپ نے پنجاب مہاجر کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے مہاجرین کی آبادکاری اور انھیں ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کے کام کی نگرانی کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھارت میں مسلمانوں سے سخت نفرت کے باعث ہندو مسلم فسادات معمول بن چکے تھے۔ آپ نے پنجاب میں مسلمانوں کا قتلِ عام رکوانے کے لیے پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ سرحدی علاقوں کا دورہ کیا اور انسانی خون بہانے کی مکروہ حرکت سے باز رہنے کی اپیل کی۔ انتظامی ڈھانچے کی تشکیل، معاشی زندگی کی بحالی، بجٹ کی تیاری، کشمیر کی جنگ، داخلی انتشار پر کنٹرول اور بھارت کی سازشوں کے خلاف دفاع سمیت تمام درپیش مسائل میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ قوم اور حکومت کی رہنمائی کرتے تھے لیکن ان کے

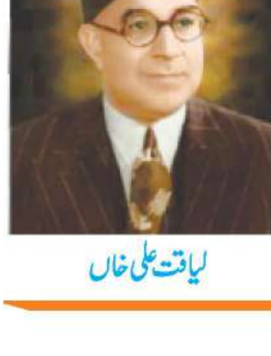

لیاقت علی خاں

Web version of PCTB Textbook

فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری وزیر اعظم لیاقت علی خاں ہی پر عائد ہوتی تھی۔

☆ لیاقت علی خان کے عہد حکومت میں معاشی ترقی کے لیے بھرپور جدوجہد شروع کی گئی۔ عوام کو پاکستانی مصنوعات کے فروغ کی ترغیب دی گئی۔

☆ آپ نے 1949ء میں اسمبلی سے قرارداد مقاصد منظور کروائی اور نئے آئین کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی بنائی۔ آپ نے 1950ء میں امریکہ کا دورہ کیا۔ آپ نے امریکی قیادت کو پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

☆ لیاقت علی خاں کی خارجہ پالیسی میں اسلامی ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔

16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی کے کمپنی باغ میں آپ کو اُس وقت گولی مار کر شہید کر دیا گیا جب آپ ابھی خطاب کے لیے کھڑے ہی ہوئے تھے۔ اُن کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے۔ "یا اللہ! پاکستان کی حفاظت فرما!"

قوم نے لیاقت علی خاں کو ان کی عظیم خدمات پر "قائدِ ملّت" کا خطاب دیا اور کمپنی باغ کو "لیاقت باغ" کے نام سے موسوم کر کے ہمیشہ کے لیے ان کی ملّی خدمات کا اعتراف کر لیا۔ آپ کو قائداعظمؒ کے مزار کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

Web version of PCTB Textbook

قراردادِ مقاصد (Objectives Resolution)

12 مارچ 1949ء کو اس وقت کے وزیر اعظم نواب زادہ لیاقت علی خاں نے قانون ساز ادارے میں ایک قرارداد پیش کی جس میں ان نکات کی نشاندہی کی گئی جن کو بنیاد بنا کر ملک کے مستقبل کا دستور بنانا تھا۔ دستور ساز اسمبلی نے اس قرارداد کو اکثریت سے منظور کر لیا۔ اس قرارداد کو عُرفِ عام میں قراردادِ مقاصد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قراردادِ مقاصد کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت (Sovereignty of Allah Almighty)

قرارداد مقاصد میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ ساری کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سارا اقتدار اسی کو حاصل ہے۔ اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عوام کے منتخب نمائندے استعمال کریں گے۔

(2) اسلامی اقدار کی پابندی (Follow the Islamic Values)

قرارداد مقاصد میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پاکستان میں اسلامی اقدار مثلاً جمہوریت، آزادی، رواداری اور معاشرتی انصاف کو فروغ دیا جائے گا۔

(3) اسلامی طرزِ زندگی (Islamic Way of Life)

مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارنے کے لیے بہتر اور مناسب ماحول فراہم کیا جائے گا۔

(4) اقلیتوں کا تحفظ (Protection of Minorities)

پاکستان میں رہنے والے تمام غیر مسلم شہریوں کو اپنے مذاہب اور عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(5) بنیادی حقوق کی فراہمی (Provision of Fundamental Rights)

تمام شہریوں کو کسی نسلی، معاشرتی، معاشی و مذہبی تعصب کے بغیر تمام شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

(6) وفاقی نظامِ حکومت (Federal Form of Government)

قرار داد مقاصد میں وضاحت کر دی گئی کہ پاکستان کا نظام وفاقی جمہوری ہو گا، جو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلایا جائے گا۔

(7) پسماندہ طبقات کے مفادات کا تحفّظ

(Safeguard the Interests of Backward and Depressed Classes)

قرارداد مقاصد میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ پسماندہ طبقات کے مفادات کا تحفّظ کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

(8) عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

قراردادِ مقاصد میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بالکل آزاد ہو گی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

قراردادِ مقاصد کی اہمیت (Importance of Objectives Resolution)

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد پورے ملک میں خوشی و اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب دستور بنانے کا کام لوگوں کی خواہشات اور مرضی کے مطابق پورا ہو سکے گا۔

(i) قرارداد مقاصد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس قرارداد کی منظوری کے بعد ملک میں دستور بنانے کے کام کا آغاز کر دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی جسے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا نام دیا گیا۔

(ii) قرارداد مقاصد نے دستور بنانے کے لیے بنیادی اصولوں کی نشاندہی کر دی۔

(iii) قراردادِ مقاصد پاکستان میں بننے والے تمام دساتیر میں بطور ابتدائیہ شامل کی گئی اور 1985ء میں 1973ء کے آئین میں ترمیم کر کے اسے باقاعدہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔

Web version of PCTB Textbook

پاکستان میں دستور سازی کے مراحل

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد اس بات کا یقین تو ہو گیا کہ ملک کا دستور کن بنیادوں پر بنایا جائے گا اور اس مقصد کے لیے وفاقی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بھی قائم کر دی گئی، مگر آزادی کے فوراً بعد ہی پاکستان ایسے بے شمار مسائل کا شکار ہو گیا کہ دستور سازی پر بھرپور توجہ نہ دی جا سکی۔ سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے حکومتیں تیزی سے تبدیل ہونے لگیں۔ گورنر جنرل غلام محمد نے ان حالات کے پیش نظر آئین سازِ اسمبلی 24 اکتوبر 1954ء کو توڑ دی اور نئی اسمبلی کے قیام کا اعلان کیا۔ دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں ایک اہم رکاوٹ یہ بھی تھی کہ ملک کا مغربی حصہ تین صوبوں پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کے علاوہ بلوچستان اور شاہی ریاستوں پر مشتمل تھا اور مشرقی حصہ ایک صوبے پر مشتمل تھا، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مغربی پاکستان کے صوبوں اور علاقوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا گیا اور اسے وَن یونٹ کا نام دیا گیا۔ وَن یونٹ کے قیام اور آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے بعد دستور سازی کا کام کافی حد تک آسان ہو گیا تھا۔ نو منتخب وزیر اعظم چودھری محمد علی نے دستور سازی کے کام کی طرف پوری توجہ دی اور اسے مکمل کیا۔ اسمبلی نے نئے آئین کی منظوری دے دی۔

1956ء کے آئین کی اہم خصوصیات (Salient Features of Constitution1956)

پاکستان کا پہلا آئین 23 مارچ 1956ء کو نافذ کیا گیا۔ اس آئین کی اہم خصوصیات درج ذیل تھیں:

(i) پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ (ii) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت قائم کیا گیا۔

(iii) آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اختیارات کا عوامی نمائندوں کے ذریعے استعمال، قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول اور اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا گیا۔

(iv) آئین میں اس بات کی نشاندہی کر دی گئی کہ شہریوں کو بہتر زندگی بسر کرنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے مکمل شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

(v) اس بات کی ضمانت فراہم کی گئی کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تمام دباؤ سے آزاد ہوگی۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو ملازمت کا تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(vi) 1956ء کے دستور کے مطابق اردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبانیں قرار دیا گیا۔ (vii) 1956ء کے آئین کو تحریری شکل میں تیار کیا گیا تھا۔

آئین کی منسوخی (Abrogation of Constitution)

1956ء کا آئین 9 سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا تھا، مگر پاکستان کے مخصوص حالات اور سیاست دانوں کی باہمی چپقلش، جمہوری اداروں میں فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت، اعلیٰ قیادت کے فقدان اور غیر سنجیدہ رویّے کی وجہ سے آئین زیادہ دیر نہ چل سکا۔ 1956ء کا یہ آئین دو سال اور 7 ماہ تک نافذ رہا جس کے بعد اکتوبر 1958ء میں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے ملک کی جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر دی اور تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ جنرل محمد ایوب خان نے 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی وصوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود صدر پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھال لیا۔

ریاستوں اور قبائلی علاقوں کا پاکستان سے الحاق
(Accession of states and tribal areas to Pakistan)

برصغیر میں لگ بھگ 600 دیسی ریاستیں تھیں جن کو نیم خودمختاری حاصل تھی۔ 3 جون 1947ء کے منصوبہ کے اعلان کے بعد ان ریاستوں نے اپنے جغرافیائی حالات، آبادی اور مذہب کے پیشِ نظر پاکستان یا بھارت، کسی ایک ملک میں شامل ہونا تھا۔ ان میں سے چند ریاستوں کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:

1- ریاست جموں وکشمیر (State of Jammu & Kashmir)

ریاست جموں وکشمیر برصغیر کے انتہائی شمال میں ہے جسے براعظم ایشیا کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ کشمیر میں مسلمان بھاری اکثریت میں آباد تھے جنھوں نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہا مگر کشمیر کا ہندو حکمران راجہ ہری سنگھ بھاگ کر بھارت چلا گیا اور کشمیری عوام کی امنگوں کے خلاف اس کا الحاق بھارت سے کر دیا۔

بھارت نے اپنی فوجیں کشمیر میں بھیج کر اس پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر کشمیری مجاہدین نے موجودہ آزاد جموں وکشمیر کا علاقہ بھارت سے آزاد کرا لیا۔ بھارت اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں لے گیا۔ اقوام متحدہ نے بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ بندی کرا

Web version of PCTB Textbook

دی۔ اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں میں اس بات کو اکثریت سے منظور کیا کہ کشمیر کا فیصلہ رائے شماری سے کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق کیا جائے گا۔ مسئلہ کشمیر بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک مرکزی مسئلہ ہے جس کے حل کے بغیر خطے کا امن وترقی خطرے میں ہے۔ اگرچہ پاکستان نے ہر موقع پر بھارت کو مذاکرات کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی دعوت دی ہے مگر بھارت ہر دفعہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا ہے۔ پاکستان اور بھارت اب دونوں ایٹمی طاقتیں ہیں۔ اگر اس مسئلہ پر ایک بار پھر جنگ چھڑ گئی تو یہ ایٹمی جنگ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

2- ریاست حیدرآباد دکن (Hyderabad Deccan State)

تقسیم برصغیر کے وقت حیدرآباد دکن کا حکمران نظام کہلاتا تھا۔ یہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ برطانوی ہندوستان میں یہ ایک الگ ریاست تھی اور اس کا رقبہ 86 ہزار مربع میل تھا۔ نظام اپنی ریاست کو خود مختار رکھنا چاہتا تھا لیکن 1948ء میں بھارتی افواج نے نظام کی حکومت کا خاتمہ کر کے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔

3- ریاست جوناگڑھ (Junagarh State)

تقسیم ہند کے وقت اس ریاست کے نواب محمد مہابت خان نے ریاست جوناگڑھ کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرنے کا اعلان کر دیا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی اس کی منظوری دے دی گئی لیکن بھارتی افواج نے 1947ء میں ریاست جوناگڑھ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

4- ریاست مناوادر (Manavadar State)

تقسیم ہند کے وقت اس ریاست کا حکمران مسلمان تھا۔ اس نے پاکستان کے ساتھ اپنی ریاست کے الحاق کا اعلان کر دیا۔ یہ ریاست جوناگڑھ کے ساتھ واقع تھی۔ بھارتی افواج نے جوناگڑھ پر پہلے ہی قبضہ کر رکھا تھا۔ بھارتی افواج نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ریاست مناوادر پر بھی قبضہ کر لیا۔

5- ریاست سوات، ریاست خیر پور اور ریاست بہاول پور
(Swat State, Khairpur State and Bahawalpur State)

ریاست سوات، ریاست خیر پور اور ریاست بہاول پور کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہوا۔

6- قبائلی علاقے (Tribal Areas)

قیامِ پاکستان کے بعد قبائلی علاقہ جات چاروں صوبوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے تھے اور یہ وفاق کے زیر انتظام رہے۔ 2018ء میں یہ علاقے صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم ہو گئے۔

1- جنرل محمد ایوب خان کا دور، 1958-1969ء
(General Muhammad Ayub Khan Era, 1958-1969)

جنرل محمد ایوب خان

جنرل محمد ایوب خان کے مارشل لا کے اہم اسباب درج ذیل تھے:

(i) سیاسی قیادت کا فقدان (Lack of Political Leadership)

قیام پاکستان کے ایک سال بعد بانی پاکستان قائداعظمؒ وفات پا گئے اور 1951ء میں قائد ملت لیاقت علی خاں کو شہید کر دیا گیا۔ ان قائدین کے رخصت ہو جانے کے بعد پاکستان میں تجربہ کار سیاسی قیادت کا بحران پیدا ہو گیا۔ نتیجتاً ملک کی باگ ڈور ایسے قائدین کے ہاتھوں میں آ گئی، جو نہ تو

Web version of PCTB Textbook

مطلوبہ قومی وحدت پیدا کر سکے اور نہ ہی صوبائی، لسانی اور معاشی بحرانوں پر قابو پا سکے۔

(ii) انتخابات کا التوا (Delay in Elections)

پاکستان کو سیاسی بحران سے دوچار کرنے کا ایک اہم سبب انتخابات کا التوا تھا۔ 1956ء کا دستور منظور ہونے کے بعد یہ توقع تھی کہ ایک سال کے اندر اندر انتخابات منعقد کیے جائیں گے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

(iii) ناکامی (Failure)

14/ اگست 1947ء سے لے کر 7/ اکتوبر 1958ء تک پاکستان میں پارلیمانی نظام رائج رہا۔ پہلے گیارہ برسوں میں یہ نظام ناکام ہو گیا۔ پارلیمانی نظام کی ناکامی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان گیارہ برسوں میں چار گورنر جنرلوں کے تحت سات وزارتیں تشکیل دی گئیں۔

(iv) دستور سازی میں مسلسل رکاوٹ (Constant Hurdles in Making of Constitution)

پاکستان اور بھارت دونوں ایک ہی وقت میں آزاد ہوئے۔ بھارت نے اپنا دستور اڑھائی سال میں تیار کر لیا لیکن پاکستان کا دستور جلد تشکیل نہ پا سکا۔ آخر کار صورت حال ایسی پیدا ہو گئی کہ ملک میں مارشل لا کا نفاذ ہو گیا۔

2- بنیادی جمہوریتوں کا نظام 1959ء (Basic Democracies System 1959)

1958ء میں جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لا لگا کر ملک کا انتظام سنبھال لیا۔ وہ بذات خود صدارتی نظام کے حامی تھے جس میں صدر کو وسیع اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا 1959ء میں جنرل محمد ایوب خان نے چار سطحی بنیادی جمہوریتوں کا نظام لانے کا فیصلہ کیا۔

(i) یونین کونسل/ ٹاؤن کمیٹی (Union Council/Town Committee)

بڑے دیہی قصبات میں یونین کونسل اور چھوٹے قصبات میں ٹاؤن کمیٹی بنیادی جمہوریتوں کی پہلی منزل تھی۔

(ii) تحصیل کونسل/ تھانہ کونسل (Tehsil Council/Thana Council)

بنیادی جمہوریتوں کے نظام کی دوسری منزل تھانہ کونسل اور تحصیل کونسل کہلاتی تھی۔

(iii) ضلع کونسل (District Council)

ضلع کونسل بنیادی جمہوریت کے نظام کی تیسری اہم منزل تھی۔

(iv) ڈویژنل کونسل (Divisional Council)

ڈویژن کونسل بنیادی جمہوریت کے نظام کی آخری منزل تھی۔

Web version of PCTB Textbook

3- مسلم عائلی قوانین 1961ء (Muslim Family Laws 1961)

جنرل محمد ایوب خان نے 1961ء میں مسلم عائلی قوانین کا نفاذ کیا۔ ان قوانین کے مطابق پاکستان میں پہلی دفعہ نکاح کا اندراج لازمی قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی خلاف قانون قرار دی گئی۔ شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم 18 سال مقرر کی گئی جبکہ لڑکی کی عمر 16 سال مقرر کی گئی۔ طلاق کی صورت میں عدّت کا عرصہ 90 دن رکھا گیا۔ ان قوانین کے تحت دادا کی وراثت میں یتیم پوتے کا حق بھی تسلیم کیا گیا۔

مسلم عائلی قوانین اپنی طرز پر پاکستان میں پہلی قانون سازی تھی۔ جس کا مطالبہ کافی عرصے سے خواتین اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے کیا جا رہا تھا۔ اس طرح مسلم عائلی قوانین کے نفاذ سے ان لوگوں کا دیرینہ مطالبہ بھی پورا کیا گیا اور صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرے کے لیے ضروری قوانین کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔

1962ء کے آئین کی خصوصیات (Salient Features of Constitution1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے ملک کے لیے نیا آئین بنانے کے لیے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ کمیشن نے اپنی سفارشات 1961ء میں صدر کو پیش کیں۔ صدر نے ان سفارشات میں اپنی مرضی کی ترامیم کے بعد پاکستان کے لیے ایک نیا آئین تیار کیا جسے 8 جون 1962ء کو نافذ کیا گیا۔

(i) 1962ء کا آئین تحریری تھا جو کہ 250 دفعات پر مشتمل تھا۔

(ii) 1962ء کا آئین وفاقی نوعیت کا تھا۔ اس دستور میں پاکستان کے دونوں حصوں کو برابر نمائندگی دی گئی۔

(iii) 1962ء کے دستور کے تحت ملک میں صدارتی طرزِ حکومت رائج کیا گیا۔ تمام اختیارات کا منبع صدر کو بنایا۔

(iv) 1962ء کے دستور میں کئی اسلامی دفعات شامل کی گئیں مثلاً: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اقتدار اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سربراہ ریاست کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(v) عوام کو بہتر زندگی گزارنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے کئی حقوق دیے گئے، جن کو شہریوں کے بنیادی حقوق کہتے ہیں۔

(vi) 1962ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی دونوں کو پاکستان کی قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

1962ء کے آئین کی ناکامی (Failure of Constitution 1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے قریباً 10 سال حکومت کی جنرل محمد ایوب خان کی آمرانہ حکومت کے خلاف عوام نے زبردست تحریک چلائی اور حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ایک دفعہ پھر ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ 25 مارچ 1969ء

Web version of PCTB Textbook

کو جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے حکومت سنبھال لی اور 1962ء کے آئین کو ختم کر دیا۔

4- صدارتی انتخابات 1965ء (Presidential Elections 1965)

1962ء کے آئین کے تحت جنوری 1965ء میں صدارتی انتخاب ہوا جس میں امیدواروں کی تعداد چار تھی لیکن اصل مقابلہ جنرل محمد ایوب خان اور مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان تھا۔ مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح دراصل جنرل محمد ایوب خان کے قائم کردہ آمرانہ نظام کے سخت خلاف تھیں۔ آپ کو کسی عہدے یا اقتدار کا لالچ نہ تھا۔ لیکن ملک کو آمریت سے بچانے کے لیے اور پارلیمانی جمہوری اداروں کو بحال کرنے کی غرض سے آپ نے بڑھاپے اور صحت کی کمزوری کے باوجود اس انتخاب میں حصہ لیا۔ 1962ء کے آئین کے مطابق بنیادی جمہوریت کے ارکان کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارہ کی حیثیت حاصل تھی۔ بنیادی جمہوریت کے ارکان نے ایوب خان کو اکثریت سے صدر منتخب کر لیا اور محترمہ فاطمہ جناح کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سیاست پر انتخابات کے اثرات (Impacts of Elections on Politics)

بنیادی جمہوریتوں کا نظام جنرل محمد ایوب خان کے زوال کا ایک اہم سبب بنا۔ پاکستان کی حزبِ مخالف کی تمام سیاسی جماعتوں نے ان انتخابات میں جنرل محمد ایوب خان پر دھاندلی کا الزام لگایا اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا۔ مشرقی پاکستان میں شدید احساس محرومی اور احساس عدم تحفظ نے جنم کیا۔ مشرقی پاکستان کے عوام نے اپنے چھے نکاتی مطالبے میں ایک نئے آئین کا مطالبہ کر دیا۔ جماعتی اور علاقائی عناصر کی ایک مشترکہ عوامی تحریک شروع ہو گئی۔

5- پاکستان، بھارت جنگ 1965ء (Pakistan and India War 1965)

بھارت نے قیامِ پاکستان ہی سے پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ہر قسم کی چال چلی، کبھی سرحدی تنازعات تو کبھی پانی کی تقسیم کا مسئلہ، کبھی اثاثوں کی تقسیم میں رکاوٹ اور کبھی کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب کرنا۔ ان سب واقعات کی وجہ سے ستمبر 1965ء میں پاک بھارت جنگ چھڑ گئی۔

رن آف کچھ میں پاک بھارت سرحدی تنازعات 1965ء کے موسم بہار سے شروع ہو چکے تھے اسی طرح کشمیر میں بھی حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے تھے۔ کشمیری عوام نے اس بھارتی تسلط کے خلاف مظاہرے شروع کیے۔ ان تمام واقعات نے دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو بڑھا دیا۔

جنگ کے اہم واقعات (Main Events of War)

6 ستمبر صبح 3 بجے بھارت نے غیر علانیہ جنگ کا آغاز کیا اور بین الاقوامی سرحد عبور کرتے ہوئے مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ ان میں لاہور سیکٹر، رن آف کچھ، سیالکوٹ (چونڈہ) اور کشمیر وغیرہ کے محاذ شامل تھے۔

Web version of PCTB Textbook

اس موقع پر صدرِ پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہمارے بہادر سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لیے آگے بڑھ گئے ہیں اور پاکستان کی مسلح افواج بہادری کا مظاہرہ کریں گی۔ ہماری مسلح افواج ناقابلِ شکست جذبے سے دشمن کو شکست دیں گی۔ بھارتی حکمرانوں کو یہ علم نہیں کہ انھوں نے کس قوم کو للکارا ہے۔''

میجر راجا عزیز بھٹی شہید (نشانِ حیدر)

پاکستان کی فوج نے جواں مردی کے ساتھ اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا مقابلہ کیا اور پاکستان کے بہادر عوام نے اپنی فوج کا بھرپور ساتھ دیا۔ ملی نغموں نے عوام اور افواج کے جذبے کو مزید بڑھایا۔ لاہور واہگہ کے محاذ پر میجر راجا عزیز بھٹی اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، دشمن کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔ انھوں نے اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیا مگر دشمن کو کامیاب نہ ہونے دیا اور وہ بی۔ آر۔ بی نہر کو عبور نہ کر سکا۔ اس بہادری کے صلہ میں انھیں ''نشانِ حیدر'' سے نوازا گیا۔

چونڈہ کے مقام پر ٹینکوں کی بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔ ہمارے جوانوں نے اپنے جسموں پر بم باندھ کر دشمن کے ٹینکوں کا راستہ روکا۔ ہماری فضائیہ نے بھی اپنی صلاحیت سے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ صرف ابتدائی تین دن میں بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ دی گئی۔ فضائی جنگ میں سکوارڈن لیڈر ایم۔ ایم عالم کا نام ہمیشہ کے لیے تاریخ میں رقم ہو گیا جس نے صرف ایک منٹ میں بھارتی فضائیہ کے پانچ جہاز فضا میں تباہ کیے۔ ہمارے فوجی جوانوں نے جنگی تاریخ کے یادگار کارنامے انجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا جب کہ عوام کا جذبہ بھی دیکھنے کے قابل تھا۔

جنگ میں دشمن کے خلاف پاکستانی ٹینکوں کی پیش قدمی

1965ء کی جنگ کا ایک منظر

Web version of PCTB Textbook

جنگ کے اثرات (Impacts of War)

اس عوامی جوش وخروش کے پیشِ نظر پاکستان کے تین شہروں لاہور، سرگودھا اور سیالکوٹ کو ہلالِ استقلال سے نوازا گیا۔ اس جنگ کی بدولت پاکستان کے عوام میں قومی یکجہتی اور اتحاد کی روح پیدا ہوئی۔ پوری قوم نے اپنے ذاتی اندرونی اختلافات کو بھلا کر متحد ہو کر پورے نظم وضبط کے ساتھ حملہ آور دشمن کا مقابلہ کیا۔ صدر پاکستان کی اپیل پر پوری قوم نے دل کھول کر چندہ دیا۔ نوجوانوں نے ہسپتال جا کر اپنے زخمی فوجی بھائیوں کو خون کا عطیہ دیا۔ اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کا دفاع مضبوط ہوا اور مسئلہ کشمیر اجاگر ہوا۔

ہر سال 6 ستمبر کو یومِ دفاع کی تقریبات، جوش وخروش اور جذبے سے منائی جاتی ہیں تاکہ ایک دفعہ پھر دشمن کو بتایا جائے کہ تمام سچے جذبے آج بھی اپنے وطن کے لیے ہیں۔ 6 ستمبر 1965ء کی صبح بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اس حملے کے جواب میں ہماری فوج نے جس طرح وطن کا دفاع کیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں وطن عزیز کے لیے قربانی دینے کو بے قرار تھا۔ افواج کے ساتھ ساتھ 1965ء کی پاکستان، بھارت جنگ میں عوام کے جذبوں اور دعاؤں کی بدولت فتح پاکستان کا مقدر بنی۔ قومی یکجہتی، حب الوطنی اور اتحاد نے ہمارا سر پوری دنیا میں اونچا کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان کی بہادر افواج نے بھارت کے دانت کھٹے کر دیے۔ ملک اور قوم کی حفاظت کرنے والے بہادر جوانوں کو سلام کہ جنھوں نے اپنی زندگی کی بھی پروانہ کی اور شہادت کے اونچے مرتبے پر فائز ہو گئے۔

6- معاشی ترقی (Economic Development)

جنرل محمد ایوب خان کے دورِ حکومت میں معاشی ترقی کی اوسط سالانہ شرح 7 فیصد کے قریب تھی۔ معاشی ترقی کے لیے جنرل محمد ایوب خان نے درج ذیل اقدامات کیے:

زرعی شعبے پر توجہ (Focus on Agriculture Sector)

پاکستان کی معیشت کا انحصار زیادہ تر زراعت پر تھا لہٰذا ایوب خان نے زراعت کے شعبے میں مختلف اصلاحات متعارف کروائیں۔ انھوں نے بڑے جاگیرداروں کے لیے زمین کی ملکیت کی حد مقرر کی۔ مزارعوں اور ہاریوں میں زمین تقسیم کی۔ زیادہ پیداوار دینے والے بیج، کیمیائی کھادوں، ٹریکٹر، ہارویسٹر، تھریشر اور کسانوں کے لیے آسان شرائط پر قرضہ سکیم جیسی اصلاحات کیں۔ آب پاشی کے نظام میں بہتری کے لیے کئی نہریں، ڈیم اور بیراج بنائے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل بھی لگائے گئے تاکہ ان اقدامات سے زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔

صنعتی شعبے پر توجہ (Focus on Industrial Sector)

1958ء میں جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لا کے نفاذ کے بعد نئی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا۔ ملک میں نئی صنعتوں کا قیام عمل میں لایا گیا جس سے عوام کو روزگار ملا۔ صنعتی برآمدات میں اضافہ ہوا۔ چھوٹی صنعتوں کو ترقی دی گئی۔ صنعت کاروں کو ٹیکسوں اور خام مال کی درآمدات پر چھوٹ دی گئی۔ ٹیکنیکل ٹریننگ کا انتظام کیا گیا۔ بیرونی سرمایہ کاروں کو ملک میں سرمایہ کاری کی ترغیب دینے کے لیے انویسٹمنٹ پروموشن بیورو (IPB) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ صنعتی شعبوں کی مدد کے لیے سائنسی تحقیق میں اضافہ کے لیے پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (PCSIR) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد صنعتوں کی ترقی کے لیے طویل اور قلیل مدت کے لیے قرضے دینا تھا۔ پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن (PICIC) کا قیام عمل میں لایا گیا

Web version of PCTB Textbook

جس نے سٹیٹ بنک آف پاکستان کی مدد سے صنعتوں کی مالی مدد کی۔ ایکسپورٹ بونس سکیم کا بھی آغاز کیا گیا۔

تعلیمی اور سماجی شعبوں میں بہتری (Improvement in Education and Social Sector)

جنرل محمد ایوب خان کے دورِ حکومت میں تعلیمی اور سماجی شعبوں میں بھی اصلاحات لائی گئیں۔ سکولوں کے لیے نیا نصاب بنایا گیا۔ نئی درسی کتب کی چھپائی عمل میں لائی گئی۔ مختلف صوبوں میں ٹیکسٹ بک بورڈز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ملک میں نئے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سماجی شعبے کی ترقی کے لیے آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لیے فیملی پلاننگ کا پروگرام متعارف کروایا گیا۔ جنرل محمد ایوب خان کے دورِ حکومت میں ملکی ترقی میں اضافہ ہوا۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> 25 مارچ 1969ء کو جب حالات زیادہ خراب ہوئے تو جنرل محمد ایوب خان نے استعفیٰ دے دیا۔

پانچ سالہ منصوبے

جنرل محمد ایوب خاں کے دور میں دوسرے اور تیسرے پانچ سالہ منصوبے بروئے کار لائے گئے۔ اس طرح معاشی ترقی کے اہداف حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

1- جنرل یحییٰ خان کا دورِ حکومت 71-1969ء (General Yahya Khan Regime, 1969-71)

جنرل یحییٰ خان

1965ء کے عام انتخابات میں مادرِ ملت فاطمہ جناح کی شکست اور پاک بھارت معاہدہ تاشقند کو پاکستانی عوام نے قبول نہ کیا جس کے نتیجے میں جنرل محمد ایوب خان کے خلاف ملک گیر احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ آخر کار رائے عامہ کے دباؤ کے تحت صدر جنرل محمد ایوب خان نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد فوج کے سربراہ جنرل یحییٰ خان نے 25 مارچ 1969ء کو ملک میں مارشل لا لگا کر حکومت سنبھال لی اور 1962ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ نئی حکومت کی تشکیل تک جنرل یحییٰ خان نے تمام سیاسی قائدین کی مشاورت سے ایک عبوری آئین بنایا جس کو لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کا نام دیا گیا۔

2- لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء (Legal Framework Order 1970)

نومبر 1969ء میں عبوری آئین کی تشکیل کے لیے جنرل یحییٰ خان نے ایک کمیشن ترتیب دیا جس نے 30 مارچ 1970ء کو اسے حتمی شکل میں پیش کیا۔ اس لیگل فریم ورک آرڈر کے اہم نکات درج ذیل تھے:

1- مغربی پاکستان سے ون یونٹ کا خاتمہ کر دیا گیا اور چاروں صوبے بحال کر دیے گئے۔

2- انتخابات کے لیے عوام کو براہ راست ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔ رائے دہی کے لیے 21 سال کی عمر مقرر کی گئی۔

3- صوبوں کے درمیان قومی اسمبلی کی سیٹوں کی برابر تقسیم کو ختم کر کے تمام صوبوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے نشستیں دی گئیں۔ قومی اسمبلی کی نشستوں کی کل تعداد 313 کر دی گئی۔ جن میں 13 نشستیں خواتین کے لیے مخصوص کر دی گئیں جبکہ خواتین کو جنرل نشستوں پر انتخاب لڑنے کا حق بھی دیا گیا۔

4- انتخاب لڑنے کے لیے امیدوار کی کم از کم عمر 25 سال مقرر کی گئی۔

5- اگر نئی قومی اسمبلی 120 دن کے اندر نیا آئین بنانے میں ناکام رہی تو اسمبلی ختم ہو جائے گی۔

Web version of PCTB Textbook

ان تمام نکات کے علاوہ لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء میں مستقبل کے آئین کے لیے ایک پالیسی تشکیل دی گئی، جس کے مطابق ملک کا آئین وفاقی طرز کا ہوگا۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔ آئین میں اسلامی نظریات اور جمہوری اقدار کو مدنظر رکھا جائے گا۔ شہری اپنے بنیادی حقوق کا آزادی سے استعمال کر سکیں گے۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے آزاد رکھا جائے گا۔ صوبوں کو خودمختاری دی جائے گی۔ صدر کے پاس اختیار ہوگا کہ آئین کو اس وقت تک منظور نہ کرے جب تک اوپر بیان کردہ نکات آئین کا حصہ نہ ہوں۔ صدر کے پاس آئین کی ترمیم کا اختیار ہوگا اور اس کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

3- 1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کے مطابق قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے عام انتخابات ہوئے۔ یہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر پاکستان کی تاریخ میں پہلے انتخابات تھے لہٰذا عوام میں ان انتخابات کے لیے بھرپور جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ ان انتخابات میں تمام سیاسی جماعتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اہم سیاسی جماعتوں میں عوامی لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی بہت مقبول تھیں۔ پیپلز پارٹی نے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا جو کہ عوام میں بہت مقبول ہوا۔

انتخابی نتائج کے بعد عوامی لیگ واحد اکثریتی جماعت کے طور پر سامنے آئی جس نے قومی اسمبلی کی 300 جنرل نشستوں میں سے 160 نشستیں جیت لیں اور پاکستان پیپلز پارٹی نے 81 نشستیں حاصل کیں۔ باقی نشستیں دوسری جماعتوں اور آزاد امیدواروں کے حصے میں آئیں۔ اس طرح صوبائی اسمبلیوں کے نتائج بھی مختلف نہیں تھے۔ عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان کی 300 جنرل نشستوں میں سے 288 نشستیں جیت لیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے پنجاب اور سندھ میں اکثریت حاصل کی جبکہ نیشنل عوامی پارٹی (NAP) اور جمعیت علمائے اسلام (JUI) کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) اور بلوچستان میں اکثریت ملی۔

ان انتخابات کے نتائج نے واضح کر دیا کہ عوامی لیگ مرکز میں حکومت بنائے گی۔ مغربی پاکستان کی سیاسی قیادت اور افسر شاہی کو تشویش لاحق ہوئی کیونکہ عوامی لیگ جس منشور کی بنیاد پر جیت کر آئی تھی وہ مغربی پاکستان کی سیاسی قیادت کے لیے قابل قبول نہ تھا۔ لہٰذا نئی حکومت کو اختیارات کی منتقلی میں تاخیر ہوئی جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں تشویش کی لہر اٹھی۔ جنرل یحییٰ خان نے عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن کے ساتھ مذاکرات کیے لیکن یہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد مشرقی پاکستان میں خانہ جنگی کی صورتِ حال پیدا ہو گئی۔ بنگالیوں نے بھارت نواز تنظیم مکتی باہنی کی مدد سے آزاد مملکت کا نعرہ لگایا۔ افواج پاکستان کو بغاوت کچلنے کے لیے مداخلت کرنا پڑی۔ اس طرح مشرقی پاکستان میں خون ریز فسادات شروع ہو گئے۔

4- مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کا قیام
(Separation of East Pakistan and Emergence of Bangladesh)

1970ء کے عام انتخابات کے بعد جب عوامی لیگ کو مشرقی پاکستان میں کامیابی ملی اور ملک کی باگ ڈور عوامی لیگ کو نہ سونپی گئی تو مشرقی پاکستان میں امن و امان کی صورتِ حال خراب ہو گئی۔ ان حالات کو سنبھالنے کے لیے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل یحییٰ خان نے وہاں پر ایمرجنسی لگا دی۔ پاک فوج نے امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کی لیکن حالات روز بروز خراب ہوتے چلے گئے کیونکہ وہاں پر مکتی باہنی نامی تنظیم فسادات پھیلانے میں مصروف تھی۔ ان حالات میں 15 مارچ 1971ء کو ذوالفقار علی بھٹو، جنرل یحییٰ خان

Web version of PCTBTextbook

پیپلز پارٹی کے رہنما ذوالفقار علی بھٹو، عوامی لیگ کے رہنما مجیب الرحمان اور چودھری فضل الٰہی

اور شیخ مجیب الرحمٰن کی ڈھاکہ میں ملاقات ہوئی تاکہ حالات کو پرامن بنایا جاسکے۔ یہ مذاکرات بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گئے۔ کشیدہ حالات کے باعث لاکھوں کی تعداد میں بنگالیوں نے بھارت کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ بھارت نے بنگالیوں کی مدد کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا۔ بھارتی فوج نے باغیوں کو اسلحہ دیا اور ان کی تربیت کرنا شروع کر دی، جس کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے مابین حالات خراب ہو گئے۔ جنرل یحییٰ خان نے فوج کے مزید دستے مشرقی پاکستان روانہ کیے جس کے نتیجے میں پاک فوج نے بیشتر علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ حالات کو دیکھتے ہوئے بھارت نے مشرقی پاکستان پر اپنی افواج کی مدد سے حملہ کیا۔ مشرقی پاکستان میں موجود پاک فوج نے دو ہفتوں تک بھارتی افواج کو روکے رکھا۔ جب ان کے پاس رسد ختم ہو گئی اور مغربی پاکستان سے مزید امداد نہ پہنچ سکی تو بھارت اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا اور بنگلہ دیش کے نام سے علیحدہ ملک بن گیا۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> سانحہ آرمی پبلک سکول پشاور 16 دسمبر 2014ء کو وقوع پذیر ہوا۔

5- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب (Causes of Separation of East Pakistan)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات کا مختصر جائزہ مندرجہ ذیل عوامل سے لیا جاسکتا ہے:-

(i) جغرافیائی فاصلہ (Geographical Distance)

مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا۔ ان دونوں حصوں کے درمیان ملک بھارت تھا جو کہ 1947ء میں تقسیم ہند کے بعد سے ہی پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ ایک ہزار میل فاصلے پر واقع دونوں حصوں میں سیاسی اور ثقافتی رابطے رکھنا بہت دشوار کام تھا۔ دونوں حصوں کی ثقافت بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھی۔

(ii) تجارت و ملازمت پر ہندوؤں کے اثرات (Impacts of Hindus on Trade and Services)

مشرقی پاکستان میں تجارت و سرکاری ملازمتوں پر کافی تعداد میں ہندو چھائے ہوئے تھے اور وہ ایک خاص منصوبہ کے تحت لوگوں کے اندر علیحدگی کے جذبات کو ابھار رہے تھے۔

(iii) معاشی پسماندگی (Economic Backwardness)

مشرقی پاکستان معاشی لحاظ سے پسماندہ علاقہ تھا۔ کسی بھی حکومت نے اس علاقہ کی معاشی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہ کیے۔

Web version of PCTB Textbook

(iv) ہندو اساتذہ کا کردار (Role of Hindu Teachers)

مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ پوری طرح ہندوؤں کے کنٹرول میں تھا۔ انھوں نے بنگالیوں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا اوران کے جذبات کو ابھارا۔

(v) زبان کا مسئلہ (Language Issue)

زبان کا مسئلہ اگرچہ 1956ء اور 1962 کے دساتیر میں حل ہو گیا تھا مگر مشرقی پاکستان کے لوگوں کے اندر زبان کے حوالے سے ایک احساس محرومی پیدا ہو چکا تھا، جو ان اقدامات کے باوجود بھی ختم نہ کیا جا سکا۔

(vi) نمائندگی کی شرح کا مسئلہ (Problem of Representation Ratio)

مشرقی پاکستان کی آبادی 56 فیصد تھی اور وہ آبادی کی اکثریت کی وجہ سے نمائندگی کا حق چاہتے تھے۔ اگرچہ انھوں نے 1956ء اور 1962ء کے آئین میں برابری کی بنیاد پر نمائندگی قبول کر لی تھی۔ مگر انھیں ان کے جائز حقوق نہ دیے گئے لہٰذا ان میں مایوسی پیدا ہوگئی۔

(vii) بھارت کی مداخلت (Indian Interferance)

بھارت کی مشرقی پاکستان کے معاملات میں بے جا مداخلت نے بھی حالات کو خراب کیا۔ بھارت نے مکتی باہنی کے کارکنوں کو تربیت اور امداد دینے کے علاوہ علیحدگی چاہنے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔

(viii) شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات (Six Points of Sheikh Mujeeb-ur-Rehman)

عوامی لیگ کے صدر شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات نے بھی علیحدگی کو فروغ دیا۔

(ix) 1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

1970ء کے عام انتخابات نے حالات کو ایک نئی کروٹ دی اور مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کی مکمل کامیابی کے بعد لوگوں نے ایک نئے انداز سے سوچنا شروع کر دیا۔

Web version of PCTB Textbook

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) اورنگ زیب عالمگیر نے وفات پائی:

(الف) 1707ء میں (ب) 1708ء میں (ج) 1717ء میں (د) 1718ء میں

(ii) 1906ء میں قائم کی گئی:

(الف) نیشنل کانگریس (ب) آل انڈیا مسلم لیگ (ج) انجمن حمایت اسلام (د) مجلسِ احرار

(iii) پہلی جنگِ عظیم میں ترکیہ نے ساتھ دیا:

(الف) رُوس کا (ب) امریکا کا (ج) جرمنی کا (د) جاپان کا

(iv) علما نے برصغیر کو قرار دیا:

(الف) دارالحرب (ب) دارالسّلام (ج) دارالامان (د) دارالقرار

(v) نہرو رپورٹ پیش کی گئی:

(الف) 1938ء میں (ب) 1928ء میں (ج) 1918ء میں (د) 1908ء میں

(vi) کرپس مشن ہندوستان میں آیا:

(الف) 1940ء میں (ب) 1942ء میں (ج) 1944ء میں (د) 1946ء میں

(vii) قائداعظمؒ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر دارالحکومت بنایا:

(الف) اسلام آباد کو (ب) کراچی کو (ج) لاہور کو (د) حیدر آباد کو

(viii) جنرل محمد ایوب خاں نے ملک میں مارشل لا لگایا:

(الف) اکتوبر 1956ء میں (ب) اکتوبر 1957ء میں (ج) اکتوبر 1958ء میں (د) اکتوبر 1959ء میں

(ix) 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان سے پاکستان پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی کی نشستیں حاصل کیں:

(الف) 37 (ب) 81 (ج) 112 (د) 160

(x) بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1970ء میں (ب) 1971ء میں (ج) 1972ء میں (د) 1973ء میں

Web version of PCTB Textbook

2- مختصر جوابات دیں۔

(i) برصغیر میں جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد کب ہوئی؟
(ii) میثاق لکھنؤ میں مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوئے؟
(iii) تحریک علی گڑھ کا بنیادی مقصد تحریر کریں۔
(iv) تحریک ہجرت کا کیا نتیجہ نکلا؟
(v) مسلم لیگ کے قیام کے پس منظر میں کیا محرکات شامل تھے؟
(vi) قرارداد لاہور کب اور کس نے پیش کی؟
(vii) تحریک ہجرت کا کیا سبب تھا؟
(viii) لیاقت علی خاں کو کب اور کہاں شہید کیا گیا؟
(ix) ریڈ کلف ایوارڈ کا اہم ترین فیصلہ کیا تھا؟
(x) 1956ء کا آئین کب منسوخ ہوا؟
(xi) قیامِ پاکستان کے بعد مسلمانوں کو جو مشکلات پیش آئیں، اُن میں سے صرف تین کے نام لکھیں۔
(xii) قراردادِ مقاصد کے حوالے سے حاکمیتِ اعلیٰ کس کے پاس ہے؟
(xiii) 1956ء کے آئین کی تین خصوصیات بیان کریں۔
(xiv) پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک کے قیام کا کیا مقصد تھا؟
(xv) بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے درجات کو بیان کریں۔

3- مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں۔

(i) تحریک علی گڑھ پر سیاسی، سماجی اور تعلیمی پہلوؤں سے روشنی ڈالیں۔
(ii) قائداعظمؒ کے چودہ نکات لکھیں۔
(iii) قائداعظمؒ کی سیاسی اور آئینی کوششوں کے حوالے سے قیام پاکستان میں کردار کو بیان کریں۔
(iv) قیام پاکستان کے بعد پیش آنے والی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیں۔
(v) قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کو تفصیل سے بیان کریں۔
(vi) جنرل محمد ایوب خاں کے مارشل لا کے اسباب کیا تھے؟ وضاحت کریں۔
(vii) 1962ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات لکھیں۔
(viii) لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کا جائزہ پیش کریں۔
(ix) مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کے قیام کے اسباب اور اثرات کا جائزہ لیں۔

سرگرمی
مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب پر طلبہ کے درمیان ایک گفتگو کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ
طلبہ کو صدر جنرل محمد ایوب خاں کے دورِ حکومت میں ہونے والے اہم واقعات سے آگاہ کریں۔

Web version of PCTB Textbook

باب 3

تاریخِ پاکستان (1971ء تاحال)
History of Pakistan (1971 Till Date)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- مختلف اَدوار میں پاکستان کی صنعتی، زرعی، تعلیمی، طبّی، معاشی، معاشرتی، آئینی اور انتظامی اِصلاحات اور ترقّی کے اہم پہلوؤں کی وضاحت کر سکیں۔

(i) ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت (ii) جنرل محمد ضیاء الحق کا دورِ حکومت (iii) بے نظیر بھٹو کا دورِ حکومت (اوّل، دوم)

(iv) میاں محمد نواز شریف کا دورِ حکومت (اوّل، دوم اور سوم) (v) جنرل پرویز مشرف کا دورِ حکومت (vi) سیّد یوسف رضا گیلانی کا دورِ حکومت

2- انتخابات 2018ء اور نئی حکومت کی تشکیل پر بحث کر سکیں۔ 3- میاں محمد شہباز شریف کا دورِ حکومت بیان کر سکیں۔

4- 1973ء کے دستور کے اہم پہلوؤں کی نشان دہی کر سکیں۔ 5- پاکستان بحیثیت ایٹمی قوت پر بحث کر سکیں۔

(i) ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت 77-1971ء
(Zulfiqar Ali Bhutto's Era 1971-1977)

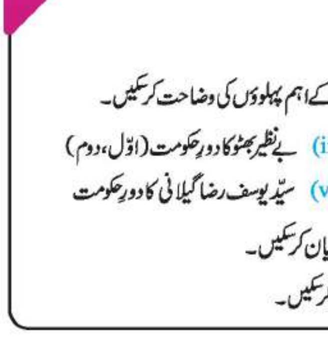

ذوالفقار علی بھٹو

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جنرل یحییٰ خان نے 20 دسمبر 1971ء کو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار منتقل کر دیا، اس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت کا آغاز ہوا۔ انھوں نے اقتدار سنبھالتے ہی پاکستان کی تعمیرِ نو کا آغاز کیا۔ پاکستانی قوم میں نا اُمیدی اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے عوام کو حوصلہ دیا اور ملک کی بہتری کے لیے فوری طور پر انقلابی اقدامات اٹھائے۔

21 اپریل 1972ء کو ملک سے مارشل لا کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عبوری آئین (1972ء) کے تحت ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھال لی اور ملکی مسائل کی طرف توجہ دی۔ آئین کی ضرورت اور اہمیت محسوس کرتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دیتے ہوئے پچیس (25) اراکین پر مشتمل دستور ساز کمیٹی بنا دی گئی۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتی اِصلاحات کا مقصد مزدوروں کے حالاتِ کار کو بہتر بنانا اور بہتر صنعتی ماحول پیدا کرنا تھا۔ ملکی معیشت کی تعمیرِ نو کی خاطر صنعت کی بحالی اور ترقّی کے لیے مزدوروں کو صنعتوں کی انتظامیہ میں مناسب اور مؤثر نمائندگی دی گئی۔ صنعتوں کے منافع میں مزدوروں کا حصّہ بڑھایا گیا۔ ملازمین کے لیے بونس (Bonus) کی ادائیگی لازم قرار پائی۔ مزدوروں کے لیے صحت کی سہولتوں میں اضافہ کیا گیا۔ مزدوروں کے زخمی ہونے، وفات پانے یا کسی حادثے کی صورت میں اُن کو ملنے والے معاوضے میں اضافہ کیا گیا۔ گروپ انشورنس

Web version of PCTB Textbook

اور سوشل سکیورٹی کا نظام نافذ کیا گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو نے مختلف اداروں کو قومی تحویل (Nationalisation) میں لینے کی حکمتِ عملی اپنائی۔ اہم صنعتی اداروں، بینکوں، بیمہ کمپنیوں اور تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ ملک کی تمام اہم صنعتوں، بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کو بھی قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد ملک کے مالیاتی معاملات پر کنٹرول حاصل کر کے اس کے فوائد عام آدمی تک پہنچانا تھا۔ سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان (State Life Insurance Corporation of Pakistan) کا ادارہ قائم کیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دولتِ مشترکہ (Commonwealth) ان ممالک کی تنظیم ہے جن پر تاجِ برطانیہ (United Kingdom) کی حکومت رہی۔ یہ تنظیم 1926ء میں قائم ہوئی۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش سمیت کئی ممالک اس کے رکن ہیں۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے یکم مارچ 1972ء کو زرعی اِصلاحات کا اعلان کیا۔ ان اِصلاحات کا مقصد زرعی نظام کو بہتر بنا کر زراعت سے وابستہ افراد کے معاشی حالات کو بہتر بنانا، زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا اور ملکی معیشت کی تعمیرِ نو تھا۔ زرعی اراضی کی ملکیتی حد کم کر کے 150 ایکڑ نہری، جب کہ 300 ایکڑ بارانی مقرر کر دی گئی۔ زرعی اِصلاحات سے زمین کی ملکیت کی حد درست کی گئی۔ اس مقررہ حد سے زیادہ اراضی ریاست کی ملکیت قرار پائی۔ زمین سے مزارعین کی بے دخلی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ جاگیرداروں اور زمین داروں سے حاصل کردہ زمین بے زمین کاشت کاروں میں بلا معاوضہ تقسیم کر دی گئی۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے 1972ء میں تعلیمی اِصلاحات کا اعلان کیا۔ نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا، جس سے ان اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہیں، سرکاری تعلیمی اداروں کے ملازمین کے برابر ہو گئیں۔ طلبہ کو سستی ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے لیے اُن کو بسوں اور ریل گاڑیوں کے کرایوں میں خصوصی رعایت دی گئی۔ اس سے تعلیمی اداروں میں طلبہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ طلبہ کے وظائف میں اضافہ کیا گیا۔ کئی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ 1974ء میں اسلام آباد میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (پرانا نام پیپلز اوپن یونیورسٹی) قائم کی گئی، جس سے طلبہ کو بذریعہ خط کتابت تعلیم کے حصول کے مواقع ملے۔ تعلیم بالغاں کے مراکز بھی قائم کیے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اقدامات کیے گئے۔ سکولوں اور کالجوں کو اپ گریڈ کیا گیا۔ اساتذہ کی تربیت کے لیے تربیتی ادارے کھولے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

بنیادی مراکزِ صحت کا قیام اور غریبوں کے لیے علاج کی مفت سہولت، تعلیم اور علاج کے لیے بجٹ میں اضافہ کیا گیا۔ ملک میں نئے میڈیکل کالجز قائم کیے گئے۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کی معاشی تعمیرِ نو کے لیے متعدد اقدامات اُٹھائے، جن میں صنعتوں اور بینکوں کو قومی تحویل میں لینا

Web version of PCTB Textbook

اور مزدوروں کے لیے اِصلاحات شامل تھیں۔ ان تمام اِصلاحات کا مرکز پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور تھا، جس میں مقبولِ عام نعرہ ''روٹی، کپڑا اور مکان'' کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کی معاشی حکمتِ عملی کی سمت سوشلزم (Socialism) تھی۔ اُن کے واضح الفاظ تھے کہ ''اسلام ہمارا دین ہے۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے۔'' ملک بھر میں سڑکوں کا جال بچھایا گیا۔ نجی ٹرانسپورٹ کے مقابلے میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو فروغ دیا گیا۔ ریل کے سفر کو آرام دہ بنایا گیا۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

معاشرے میں امیر اور غریب کا فرق کم کرنے اور عوام کا معیارِ زندگی بہتر بنانے کے لیے پُرخلوص اور نتیجہ خیز اقدامات اٹھائے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ملک میں بے چینی کی کیفیت کو ختم کرنے کے لیے اپنی تقریروں کے ذریعے سے عوام کو ہمت اور حوصلہ دیا۔ بے گھر افراد کو گھر فراہم کرنے کے لیے پانچ (5) مرلہ سکیم کا آغاز کیا۔ حکومت نے لاکھوں بے روزگار نوجوانوں کو مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھیجا۔ معاشرتی لحاظ سے پاکستان میں خواتین کے تحفظ کے لیے اقدامات اُٹھائے گئے۔ عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت دیہاتی علاقوں کی ترقّی کے لیے کئی عملی اقدام اٹھائے گئے۔ سیکڑوں دیہات کو بجلی فراہم کی گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے پہلے اور واحد سویلین چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر (Civilian Chief Martial-law Administrator) تھے۔

Web version of PCTB Textbook

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پاکستان کا متفقہ آئین 1973ء نافذ کیا گیا۔ اس دور کی آئینی ترامیم درج ذیل ہیں:۔

پہلی ترمیم 1974ء

پہلی ترمیم میں چاروں صوبوں کی حدود کے تعیّن کے علاوہ فاٹا (FATA) کو پاکستان کا حصّہ قرار دیا گیا۔

دوسری ترمیم 1974ء

دوسری آئینی ترمیم میں کہا گیا کہ نبوت کا جھوٹا دعوے دار یا حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔

تیسری ترمیم 1975ء

تیسری آئینی ترمیم میں ہر وہ شخص جو پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچائے، ملک دشمن قرار دیا گیا۔

چوتھی ترمیم 1975ء

چوتھی آئینی ترمیم کے ذریعے سے اقلیتوں کے لیے قومی اسمبلی میں چھے نشستوں کا اضافہ کیا گیا۔

پانچویں ترمیم 1976ء

پانچویں آئینی ترمیم میں کہا گیا ہے کہ رکن قومی اسمبلی یا عام انتخابات میں حصّہ لینے والا بہ یک وقت صوبے کا گورنر نہیں ہوسکتا۔

چھٹی ترمیم 1976ء

چھٹی آئینی ترمیم میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور ہائی کورٹس کے چیف جسٹس کی مدتِ ملازمت اور ریٹائرمنٹ کی عمر کا تعیّن کیا گیا۔

ساتویں ترمیم 1977ء

ساتویں آئینی ترمیم کے ذریعے سے وزیرِ اعظم کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مُلکی حالات کے پیشِ نظر کسی معاملے میں ریفرنڈم کے لیے صدر کو مشورہ دے سکتا ہے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے دوسرے ممالک کے سربراہوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور پاکستان کو عظیم اقوام کی صَف میں جائز مقام دلانے کے لیے 1972ء میں افغانستان، چین اور روس وغیرہ کے دورے کیے۔ بھارت کے ساتھ شملہ معاہدہ کیا، جس کے نتیجے میں 1971ء کی جنگ کے قیدیوں کی وطن واپسی ممکن ہوئی۔ بھٹو حکومت نے سول سروس آف پاکستان کے ڈھانچے اور پولیس کے نظام میں اِصلاحات کیں۔ 1974ء میں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا نہ صرف انعقاد کیا بلکہ مسلم اُمّہ کے اتحاد کے لیے گراں قدر خدمات بھی انجام دیں۔ 5 فروری کو یوم کشمیر کے طور پر منانے کا فیصلہ بھٹو کے عظیم کارناموں میں سے ایک ہے۔ پاکستانی عوام کو شناخت دینے کے لیے قومی شناختی کارڈ بنانے کا آغاز کیا گیا۔

Web version of FCTB Textbook

(ii) جنرل محمد ضیاء الحق کا دورِ حکومت 88-1977ء
(General Muhammad Zia-ul-Haq Era 1977-88)

جنرل محمد ضیاء الحق

ذوالفقار علی بھٹو نے قبل از وقت انتخابات کرانے کا اعلان کیا اور مارچ 1977ء میں انتخابات منعقد کرائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنے کے لیے حزبِ اختلاف کی نو جماعتوں نے متحد ہو کر ''پاکستان قومی اتحاد (PNA)'' تشکیل دیا۔ ان انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی، مگر پاکستان قومی اتحاد نے پاکستان پیپلز پارٹی پر دھاندلی کا الزام لگا کر احتجاجی تحریک شروع کر دی۔

ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان مسئلے کے حل کے لیے مذاکرات شروع ہوئے، ابھی یہ مذاکرات جاری ہی تھے کہ جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لا نافذ کر دیا۔ تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح سیاسی منظر نامہ یکسر تبدیل ہو گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں قتل کیس میں سزائے موت دے دی گئی۔

محمد خاں جونیجو

1985ء میں غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں محمد خان جونیجو وزیر اعظم بنے۔ محمد خاں جونیجو، چوں کہ جمہوری مزاج کے آدمی تھے، اس لیے جنرل ضیاء الحق کے ساتھ اُن کی بہت زیادہ ہم آہنگی نہ ہو سکی۔ دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے، جس کی بنا پر جنرل محمد ضیاء الحق نے 29 مئی 1988ء کو آئین پاکستان کے آرٹیکل 58-2B کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے محمد خاں جونیجو کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور قومی وصوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق کے دورِ حکومت کی اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

جنرل محمد ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی پالیسیاں ترک کر دیں اور بہت سی صنعتیں اُن کے مالکان کو واپس کر دیں۔ ان میں کاٹن فیکٹریاں، چاول اور آٹے کی ملیں وغیرہ نمایاں تھیں۔ سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ بڑی صنعتیں زیادہ تر پرائیویٹ شعبے میں لگائی گئیں۔ ملکی برآمدات میں اضافہ ہوا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کے شعبے کو ترقی دی گئی۔ زرعی پیداوار پر عُشر نافذ کر دیا گیا، جس کی شرح بارانی علاقوں میں 10 فی صد، جب کہ نہری علاقوں میں 5 فی صد تھی۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

اسلامیات اور مطالعۂ پاکستان کے مضامین کو گریجوایشن تک لازمی قرار دیا گیا۔ خواتین کے لیے الگ یونیورسٹی کے قیام کے لیے اقدامات کیے گئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو کی گئی۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی وژن پر اسلامی شعائر کی ترویج کا کام کیا گیا۔ غلطیوں سے پاک قرآنِ پاک کی طباعت کا بندوبست کیا گیا۔ ملک میں خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے تعلیمی ترقی اور تعلیمِ بالغاں کے پروگرام شروع کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

ملک میں صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے پروگرام شروع کیا گیا، جس میں دیہی علاقوں میں بنیادی صحت کے مراکز کے علاوہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کے ذریعے سے طبّی سہولیات کی فراہمی کا آغاز کیا گیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

1980ء سے زکوٰۃ کا نظام سرکاری سطح پر نافذ کر دیا گیا۔ یکم رمضان المبارک کو بینک کے مسلمان کھاتے داروں کے اکاؤنٹ سے اڑھائی فی صد سالانہ کے حساب سے زکوٰۃ کاٹی جانے لگی۔ سود سے پاک بینکاری کا نظام قائم کیا گیا۔ تمام بینکوں میں نفع ونقصان میں شراکت کی بنیاد پر اکاؤنٹ کھولے گئے۔

Webversion of PCTB Textbook

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

1977ء سے 1988ء کے دوران میں جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ قراردادِ مقاصد جو کہ قبل ازیں 1956ء اور 1962ء کے دساتیر میں بطور دیباچہ شامل تھی، اُسے باقاعدہ طور پر دستور کا حصّہ بنادیا گیا۔ ملک میں شرعی عدالتیں قائم کی گئیں۔ غیر اسلامی قوانین کو تیزی سے اسلامی قوانین سے بدلنے کا عمل شروع کیا گیا۔ شراب نوشی اور چوری جیسے دیگر جرائم کے خاتمے کے لیے اسلامی سزائیں نافذ کی گئیں۔ منشیات کے خاتمہ کے لیے صدارتی احکامات جاری کیے گئے۔ ملک میں نماز کے نظام کو باقاعدہ بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔ الغرض ملک میں اسلامی ماحول کے قیام کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کے آئین میں درج ذیل ترامیم ہوئیں:۔

آٹھویں ترمیم 1985ء

آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت آئندہ سے صدرِ مملکت کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور چاروں صوبائی اسمبلیوں پر مشتمل انتخابی ادارہ (Electoral College) کرے گا۔ ترمیم کے بعد صدرِ مملکت کو غیر معمولی اختیارات حاصل ہو گئے اور وزیرِ اعظم کی حیثیت ثانوی ہو گئی۔ سینیٹ (Senate) کے اراکین کی مدت چھے سال مقرر کی گئی۔

نویں ترمیم 1985ء

اسلامی احکامات، جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہوں، اعلیٰ ترین قانون اور راہنمائی کا منبع ہوں گے۔

دسویں ترمیم 1987ء

دسویں آئینی ترمیم کی رُو سے قومی اسمبلی اور سینٹ کے لیے ورکنگ کے کم از کم 130 دن مقرر کیے گئے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

1979ء میں روسی افواج افغانستان میں داخل ہو گئیں۔ افغانستان کے خراب حالات کی وجہ سے لاکھوں افغان مہاجرین ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کے سیکڑوں کیمپ قائم کیے گئے۔ دونوں ممالک کے عوام کے درمیان تعلقات مضبوط ہوئے۔ کامیاب افغان پالیسی کی وجہ سے پاکستان کو عالمی سطح پر بہت پذیرائی ملی۔ جمہوری ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات مزید مستحکم ہوئے۔ پاک افغان سفارتی تعلقات میں بھی نمایاں بہتری آئی۔ افغان مسئلے پر جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلامی سربراہی کانفرنس اور مسلم اُمّہ کے اتحاد سے متعلق سرگرمیوں میں شرکت کی۔

Web version of PCTB Textbook

(iii) بے نظیر بھٹو کا پہلا دورِ حکومت 90-1988ء
(Benazir Bhutto's First Term 1988-90)

محترمہ بے نظیر بھٹو

جنرل محمد ضیاء الحق اپنے ساتھیوں کے ہم راہ بہاول پور سے واپسی پر فضائی حادثے میں 17 اگست 1988ء کو جاں بحق ہو گئے۔ اس طرح جنرل ضیاء الحق کے 11 سالہ دورِ اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ سینیٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان نے فوری طور پر قائم مقام صدرِ مملکت کا عہدہ سنبھالا اور ملک میں قیادت کے بحران کو حل کیا۔ صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے 1988ء میں جماعتی بنیادوں پر انتخابات منعقد کرائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی سمیت کثیر تعداد میں سیاسی جماعتوں نے انتخابات میں حصّہ لیا۔ انتخابات میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مرکز، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس طرح مرکز اور دو صوبوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیرِ اعظم کی حیثیت سے 2 دسمبر 1988ء کو حلف اٹھایا۔ پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت بنائی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے قیام کو حقیقی معنوں میں عوامی حکومت کی بحالی قرار دیا گیا۔ اس دور کی اہم اِصلاحات کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں ملک میں بہت سی نئی صنعتیں لگائی گئیں۔ آٹو موبائل اور ٹیکسٹائل کی صنعت نے ترقّی کی۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کے شعبے کو ترقّی دی گئی۔ زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے بیج، کھاد اور زرعی ادویات خریدنے کے لیے کسانوں کو آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

تعلیمی اداروں میں مختلف سہولیات فراہم کی گئیں اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

شہروں اور دیہی علاقوں میں صحّت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے بہت سے پروگرام شروع کیے گئے۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پلیسمنٹ بیورو (Placement Bureau) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس سے ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں ملیں۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے، ملک کی ترقّی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے ''پیپلز ورکس پروگرام'' شروع کیا۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے پہلے دور میں گیارھویں ترمیم 1989ء میں پیش ہوئی۔ یہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کے حوالے سے تھی۔

Web version of PCTB Textbook

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں 1972ء میں پاکستان نے دولتِ مشترکہ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ 1989ء میں بےنظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان دوبارہ دولتِ مشترکہ کا رکن بنا۔ بےنظیر بھٹو کی حکومت نے پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی پالیسی پر عمل کیا۔ بھارتی وزیرِ اعظم راجیو گاندھی نے پاکستان میں منعقد ہونے والی چوتھی سارک سربراہی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر حکومتِ وقت نے بھارت سمیت تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ بےنظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں دسمبر 1988ء میں صدارتی انتخاب کا انعقاد ہوا، جس میں غلام اسحاق خان صدرِ پاکستان منتخب ہوئے۔

حکومت کا خاتمہ

یہ حکومت 20 ماہ سے زیادہ نہ چل سکی۔ صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے محترمہ بےنظیر بھٹو حکومت پر بہت سے الزامات عائد کرتے ہوئے آئین کی دفعہ 58-2B کو استعمال کرتے ہوئے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔

بےنظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت 96-1993ء
(Benazir Bhutto's Second Term 1993-96)

1993ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ پیپلز پارٹی نے دیگر اتحادیوں کے ساتھ مل کر مرکز، سندھ، پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) میں حکومت بنائی۔ محترمہ بےنظیر بھٹو کی حکومت اِس مرتبہ زیادہ پُراعتماد اور مستحکم تھی۔ انھوں نے متعدد اِصلاحات کے ذریعے سے ملکی ترقّی کے عمل کو آگے بڑھایا۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:-

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

ملک میں صنعتیں لگانے پر بہت سی رعایتیں دینے کا اعلان کیا گیا لیکن عوام پر بھاری ٹیکس لگا دیے گئے۔ ملک صنعتی اور معاشی بحران کا شکار رہا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

بےنظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں کسانوں کو قرضے دینے کے لیے کسان بینک قائم کیا گیا اور عوامی ٹریکٹر سکیم کے ذریعے سے کسانوں کو ٹریکٹر فراہم کیے گئے۔ زرعی ترقّیاتی بینک اور دیگر کمرشل بینکوں نے بھی زرعی قرضے جاری کیے۔ ان قرضوں سے کسان بیج، کھاد اور فصلوں پر چھڑکنے والی ادویات وغیرہ خریدنے کے قابل ہوئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

پرائمری تعلیم اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اساتذہ کے لیے مختلف مراعات کا اعلان کیا گیا۔ تعلیمی اداروں میں سہولتوں کی فراہمی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

عوامی ہیلتھ سکیم کے ذریعے سے صحت کی سہولیات گھر گھر پہنچانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ خواتین کے لیے صحت کی پالیسیاں بنائی گئیں۔ ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔ سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت ملک میں بہت سی ڈسپنسریاں قائم کی گئیں۔ انسدادِ پولیو مہم محترمہ بےنظیر بھٹو کے دور میں شروع ہوئی۔

Web version of PCTB Textbook

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کے اس دورِ حکومت میں آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کا آغاز کیا گیا، جس سے ملک میں ترقّی کی رفتار تیز ہوئی۔ بے نظیر بھٹو نے 1994ء میں ایک نئی پاور پالیسی کا اعلان کیا۔ ملک بھر میں توانائی، بجلی کی کمی اور لوڈ شیڈنگ کا بحران ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے گئے۔ لاکھوں گیس کنکشنز فراہم کیے گئے۔ پاکستان اسٹیل ملز کو منافع بخش ادارہ بنایا گیا۔ کراچی میں پورٹ قاسم کو وسعت دی گئی۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے اور ملک کی ترقّی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پیپلز ورکس پروگرام شروع کیا۔ خواتین کے لیے سماجی پالیسیاں بنائیں۔ خواتین کی سہولت کے لیے وومن پولیس سٹیشن اور فرسٹ وومن بینک قائم کیے گئے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

1993ء میں صدارتی انتخابات ہوئے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما سردار فاروق احمد خاں لغاری صدرِ مملکت منتخب ہوئے۔ یوں وزیرِ اعظم اور صدرِ مملکت دونوں کا تعلق ایک ہی سیاسی جماعت سے تھا۔ دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

حکومت کا خاتمہ

اگرچہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت پُر اعتماد اور بہتر تھا، مگر اس مرتبہ بھی اُن کی حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ اس مرتبہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اپنے منتخب کردہ صدر سردار فاروق احمد خاں لغاری نے متعدد الزامات لگا کر آئین کے آرٹیکل 58-2B کا استعمال کرتے ہوئے 5 نومبر 1996ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کر دی، قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں اور نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

(iv) میاں محمد نواز شریف کا پہلا دورِ حکومت 93-1990ء
Mian Muhammad Nawaz Sharif's First Term 1990-93)

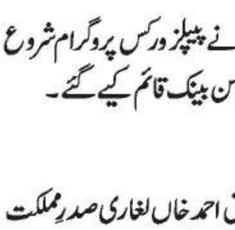
میاں محمد نواز شریف

محترمہ بے نظیر بھٹو کی پہلی حکومت کے خاتمہ کے بعد ملک میں نگران حکومتیں قائم کر کے 1990ء میں انتخابات منعقد کرائے گئے۔ ان انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کے میاں محمد نواز شریف وزیرِ اعظم منتخب ہوئے۔ میاں محمد نواز شریف نے وزیرِ اعظم بننے کے بعد اپنی حکومت مستحکم کرنے اور ملک کو سیاسی و معاشی بحران سے نکالنے کے لیے متعدد اِصلاحات کیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:-

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

1990ء میں صنعتی پالیسی کا اعلان کیا گیا، جس کے تحت نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ 1991ء میں نجکاری کمیشن قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد خسارے میں چلنے والے قومی اداروں کی نجکاری کے عمل کو آگے بڑھانا تھا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

1991ء میں حکومت نے کسانوں کے لیے زرعی پالیسی کا اعلان کیا اور کسانوں کی ترقّی کے لیے 10 کروڑ روپے مختص کیے۔

Web version of PCTB Textbook

زرعی مشینری، ادویات اور دوسرے زرعی سامان کی درآمدی ڈیوٹی میں چھوٹ دی گئی۔ لاکھوں ایکڑ زمین مزارعین میں تقسیم کی گئی اور انھیں مالکانہ حقوق دیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

میاں محمد نواز شریف حکومت نے 1992ء میں دس سالہ تعلیمی منصوبے کا اعلان کیا۔ ملک میں نئے تعلیمی ادارے کھولنے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ تعلیمی اداروں کی عمارات کو بہتر بنایا۔ لاکھوں اساتذہ کو تربیت دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

میاں محمد نواز شریف نے شعبۂ صحت پر خصوصی توجہ دی۔ سرکاری ہسپتالوں کا معیار بہتر بنایا اور بہت سا طبّی عملہ بھرتی کیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

میاں محمد نواز شریف کے اس دورِ حکومت میں بے روزگاری کے خاتمے کے لیے خود روزگار سکیم شروع کی گئی۔ اس سکیم کے تحت نوجوانوں کو پچاس ہزار روپے سے 3 لاکھ تک قرضہ فراہم کیا گیا، تاکہ وہ خود روزگار کا بندوبست کر سکیں۔ حکومت نے ملک میں تعمیرِ وطن کے نام سے ترقیاتی پروگرام شروع کیا۔ حکومت نے موٹروے جیسے بڑے منصوبے شروع کیے جو بہت کامیاب ثابت ہوئے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

غریب لوگوں کی مالی اعانت کے لیے میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے 1992ء میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے سے بیت المال کا محکمہ قائم کیا۔ سوشل سکیورٹی سکیم (Social Security Scheme) کو زیادہ فائدہ منداور با مقصد بنانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ کسی مزدور کی وفات کی صورت میں تجہیز و تکفین اور بیماری کی صورت میں مالی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا گیا۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

1991ء میں پاکستان کے آئین میں بارھویں ترمیم کی گئی۔ اس ترمیم میں عدلیہ سے متعلق خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ سنگین جرائم کے مقدمات کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے صوبوں کے درمیان ایک معاہدہ کرایا، جس سے پانی کی تقسیم کا تنازع ختم ہو گیا۔ قومی مالیاتی ایوارڈ کے ذریعے سے صوبوں کو قابلِ تقسیم محاصل (Divisible Pool) میں سے حصّہ دیا گیا۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کئی مثبت تبدیلیاں لائی گئیں۔ افغانستان میں قیامِ امن کے حوالے سے افغانستان کے مختلف راہنماؤں سے مذاکرات کیے گئے۔ مسئلۂ کشمیر کے حل کے لیے بھارت کو باضابطہ دعوت دی گئی۔ حکومتِ پاکستان نے امریکا اور دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔

حکومت کا خاتمہ

میاں محمد نواز شریف حکومت کے مختلف اقدامات کے باوجود یہ حکومت زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ کراچی اور اندرونِ سندھ میں سیاسی حالات خراب ہو گئے۔ وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف اور صدر غلام اسحاق خان کے درمیان تعلقات بھی خوش گوار نہ رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صدرِ پاکستان غلام اسحاق خان نے 18 اپریل 1993ء کو آئین کی شق 58-2B کا سہارا لے کر میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو برطرف کر دیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔ ملک میں جاری سیاسی کش مکش کی وجہ سے صدر غلام اسحاق خان کو بھی صدرِ پاکستان کا عہدہ چھوڑنا پڑا۔

میاں محمد نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت (1997ء-1999ء)
Mian Muhammad Nawaz Sharif's Second Tenure (1997-1999)

1- اقتصادی اصلاحات اور نجکاری (Economic Reforms and Privatization)

i- معیشت کو مضبوط کرنا (Strengthening the Economy)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے سرکاری اداروں کی نجکاری کو فروغ دے کر پاکستان کی معیشت کو بحال کرنے پر توجہ دی۔ پبلک سیکٹر پر بوجھ کم کر کے اور نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کر کے، میاں محمد نواز شریف کا مقصد معیشت کو جدید بنانا اور اسے عالمی سطح پر مزید مسابقتی بنانا تھا۔

ii- مارکیٹ لبرلائزیشن (Market Liberalization)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے تجارت کو آزاد کرنے اور محصولات کو کم کرنے کے لیے پالیسیاں متعارف کروائیں، جس سے بین الاقوامی سرمایہ کاری اور تجارتی مواقع کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ ان کوششوں نے پاکستان کو عالمی سطح پر ایک وسیع معیشت کے طور پر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

2- جدید انفراسٹرکچر کی ترقی (Development of Modern Infrastructure)

i- موٹروے پراجیکٹ (Motorway Project)

لاہور-اسلام آباد موٹر وے (M-2) کی تعمیر نمایاں اقدامات میں سے ایک ہے۔ یہ منصوبہ اپنے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے اور بڑے شہروں کے درمیان بہتر رابطے کو فروغ دینے کے پاکستان کے عزائم کی علامت ہے۔ اس نے مستقبل کے موٹر وے منصوبوں کی بنیاد بھی فراہم کی، جس کا مقصد تجارت، سیاحت اور تجارت کو فروغ دینا ہے۔

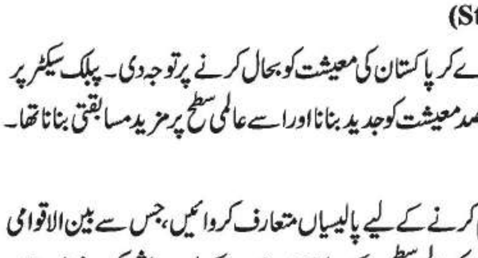

لاہور اسلام آباد موٹروے

ii- بہتر ٹرانسپورٹیشن نیٹ ورک (Improved Transportation Network)

سڑکوں اور نقل و حمل کو جدید بنا کر میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے علاقائی رسائی کو بڑھانے کی کوشش کی، جس سے کاروبار اور شہریوں کے لیے سفر کرنا اور اقتصادی سرگرمیوں میں مشغول ہونا، آسان ہو گیا۔

3- نیوکلیئر ڈیٹرنس-قومی سلامتی کو مضبوط بنانا (Nuclear Deterrence-Strengthening National Security)

i- چاغی نیوکلیئر ٹیسٹ (1998) (Chagai Nuclear Tests)

میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں، پاکستان نے بھارت کے جواب میں اپنے پہلے جوہری تجربات کامیابی سے کیے، جس سے ایک جوہری طاقت کے طور پر ملک کی پوزیشن مستحکم ہوئی۔ اس سے نہ صرف پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا بلکہ قومی لحاظ سے باعثِ فخر بھی بنا کیونکہ پاکستان ایٹمی ہتھیار رکھنے والا پہلا مسلم ملک بن گیا۔

ii- قومی فخر اور خودمختاری (National Pride and Sovereignty)

جوہری تجربات نے پاکستان کی خودمختاری کو تقویت دی اور خطے میں اس کی اسٹریٹجک پوزیشن کو مضبوط کیا، پڑوسی ممالک کے ساتھ طاقت کے توازن کو یقینی بنایا۔

Web version of PCTB Textbook

4- آئینی اور سیاسی اصلاحات (Constitutional and Political Reforms)

i- جمہوریت کو مضبوط کرنا (Strengthening Democracy)

آئین میں 13ویں ترمیم کی منظوری میاں محمد نواز شریف حکومت کی ایک تاریخی کامیابی تھی۔ قومی اسمبلی کو تحلیل کرنے کے صدر کے اختیار کو ختم کر کے، میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے جمہوری عمل کو با اختیار بنایا اور پارلیمانی نظام کے استحکام کو تقویت دی۔

ii- پارٹی ڈسپلن اور استحکام (Party Discipline and Stability)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت کی طرف سے متعارف کرائی گئی 14ویں ترمیم نے سیاسی جماعتوں میں انحراف کی حوصلہ شکنی کر کے سیاسی استحکام پیدا کیا۔ اس سے زیادہ ہم آہنگ سیاسی ماحول پیدا کرنے میں مدد ملی۔ اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ منتخب نمائندے اپنی جماعتوں اور پالیسیوں کے ساتھ وفادار رہیں۔

5- اقتصادی ترقی اور سرمایہ کاری (Economic Development and Investment)

i- زراعت اور دیہی ترقی کو فروغ دینا (Boosting Agriculture and Rural Development)

میاں محمد نواز شریف نے زرعی شعبے کو ترجیح دی، پیداوار میں اضافے، آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے اور کسانوں کو بہتر وسائل تک رسائی فراہم کرنے کے لیے مختلف پروگرام شروع کیے۔ ان اقدامات کا مقصد دیہی برادریوں کو با اختیار بنانا اور غذائی تحفظ کو بہتر بنانا تھا۔

ii- غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی (Encouraging Foreign Investment)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے تجارتی رکاوٹوں کو کم کر کے اور پاکستان کو ایک سرمایہ کاری دوست ملک کے طور پر فروغ دے کر، براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Direct Investment) لانے، خاص طور پر توانائی اور ٹیلی کمیونیکیشن جیسے شعبوں میں پیش رفت کی۔

6- ٹیکنالوجی اور مواصلات کو آگے بڑھانا (Advancing Technology and Communication)

i- ٹیلی کمیونیکیشن انقلاب (Telecommunication Revolution)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے پاکستان کے ٹیلی کمیونیکیشن انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے اہم اقدامات کیے۔ جدید مواصلاتی نیٹ ورکس کی ابتدائی ترقی میں اپنا حصہ ڈالا۔ اس نے بعد کے سالوں میں موبائل فون اور انٹرنیٹ خدمات کی تیزی سے بنیاد رکھی۔

7- سفارتی رسائی اور بین الاقوامی تعلقات (Diplomatic Outreach and International Relations)

i- پڑوسیوں کے ساتھ امن کو فروغ دینا (Promoting Peace with Neighbours)

میاں محمد نواز شریف نے پڑوسیوں کے ساتھ امن اور تعاون کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ 1999ء کا لاہور اعلامیہ جس پر ہندوستان کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے دستخط کیے تھے، دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو کم کرنے اور بات چیت کے راستے کھولنے کی طرف ایک تاریخی قدم تھا۔ اس نے پر امن بقائے باہمی اور علاقائی استحکام کے لیے ان کے وژن کو اجاگر کیا۔

ii- پاکستان امریکا تعلقات میں بہتری (Improved U S Pakistan Relations)

جوہری تجربات سے پہلے، میاں محمد نواز شریف نے اقتصادی تعاون اور تجارتی شراکت داری پر زور دیتے ہوئے، امریکا کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنانے پر کام کیا۔ اس سفارتی رسائی نے مضبوط بین الاقوامی اتحاد کی پاکستان کی خواہش کو اجاگر کیا۔

خلاصہ یہ کہ 1997ء سے 1999ء تک میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے بہترین قیادت فراہم کی جس کے باعث معاشی لبرلائزیشن، قومی سلامتی، بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور سفارتی رسائی پر زور دیا گیا۔ ان کے جرأت مندانہ اقدامات نے پاکستان کی معیشت کو جدید بنانے، اس کی عالمی حیثیت کو

Web version of PCTB Textbook

بڑھانے اور اس کے لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے میں مدد کی۔ مختصر مدت کے باوجود، ان اقدامات نے ملک کی ترقی کی رفتار پر پائیدار اثر چھوڑا۔

میاں محمد نواز شریف کا تیسرا دورِ حکومت (2013ء-2017ء)
Mian Muhammad Nawaz Sharif's Third Tenure (2013-2017)

جون 2013ء سے جولائی 2017ء تک تیسری مدت کے لیے بطور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے مختلف شعبوں میں بہت کامیابیاں حاصل کیں اور متعدد اقدامات کیے۔ اس عرصے کے دوران ان کے کارناموں کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے:

1- توانائی کے شعبے میں اصلاحات (Reforms in Energy Sector)

i- توانائی کے منصوبے (Energy Projects)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے پاکستان کے توانائی کے دائمی بحران سے نمٹنے کے لیے توانائی کے کئی منصوبے شروع کیے۔ ان منصوبوں میں روایتی اور قابل تجدید توانائی کے ذرائع جیسے کوئلہ، پن بجلی اور ہوائی بجلی وغیرہ شامل تھے۔

ii- بجلی کی بندش کا خاتمہ (Ending Power Outages)

حکومت کا مقصد نیشنل گرڈ میں نمایاں صلاحیت کا اضافہ کر کے ملک بھر میں بجلی کی بندش (لوڈ شیڈنگ) کو ختم کرنا تھا۔ اس کوشش میں بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لیے توانائی کے مختلف منصوبوں کی تکمیل شامل تھی۔

iii- توانائی کی پالیسیوں میں اصلاحات (Reforming Energy Policies)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری لانے اور توانائی کی پیداوار اور تقسیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے توانائی کی پالیسیوں میں اصلاحات پر کام کیا۔

2- چین پاکستان اقتصادی راہداری (China Pakistan Economic Corridor-CPEC)

i- آغاز اور ترقی (Initiation and Development)

میاں محمد نواز شریف نے چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) منصوبے کو شروع کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اربوں ڈالر کے اس بنیادی ڈھانچے کے منصوبے کا مقصد سڑکوں، ریلوے، بندرگاہوں اور توانائی کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے ذریعے پاکستان اور چین کے درمیان روابط کو بڑھانا ہے۔

ii- اقتصادی اثرات (Economic Impact)

چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) منصوبے سے روزگار کے مواقع پیدا کرنے، غیر ملکی سرمایہ کاری لانے اور دونوں ممالک اور وسیع تر خطے کے درمیان تجارت کو آسان بنا کر پاکستان کی معیشت کو فروغ دینے کی توقع تھی۔

3- صحت کارڈ سکیم (Health Card Scheme)

i- انشورنس کوریج (Insurance Coverage)

اس سکیم کا مقصد ملک بھر میں کم آمدنی والے خاندانوں، خاص طور پر خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کو ہیلتھ انشورنس کوریج فراہم کرنا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

ii- صحت کی سہولیات تک رسائی (Access to Health Care)

صحت کارڈ سکیم کا بنیادی مقصد معاشرے کے پسماندہ طبقوں کے لیے صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی کو بہتر بنانا تھا، بشمول وہ لوگ جو طبی علاج کی استطاعت نہیں رکھتے۔

iii- مالی بوجھ میں کمی (Reduction of Financial Burden)

اس سکیم کا مقصد کم آمدنی والے خاندانوں کو ہیلتھ انشورنس کوریج فراہم کر کے صحت کی دیکھ بھال کے اخراجات کے مالی بوجھ کو کم کرنا ہے۔

4- بنیادی ڈھانچے کی ترقی (Infrastructure Development)

i- نقل وحمل کے منصوبے (Transportation Projects)

حکومت نے نقل وحمل کے مختلف منصوبوں بشمول سڑکوں کے نیٹ ورک کی توسیع اور نئی شاہراہوں اور موٹرویز کی تعمیر میں سرمایہ کاری کی۔

ii- پبلک نقل وحمل (Public Transportation)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے لاہور اور اسلام آباد جیسے بڑے شہروں میں میٹرو بس سسٹم متعارف کرایا، جس کا مقصد پبلک ٹرانسپورٹ کو بہتر بنانا اور ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنا تھا۔

iii- بنیادی ڈھانچے میں جدّت (Infrastructure Modernization)

موجودہ بنیادی ڈھانچے بشمول ہوائی اڈے، بندرگاہیں اور عوامی سہولیات کو جدید اور اپ گریڈ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

5- اقتصادی نمو اور ترقی (Economic Growth and Development)

i- مستحکم اقتصادی پالیسیاں (Stable Economic Policies)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی اور اقتصادی ترقی کو فروغ دینے کے لیے مستحکم اقتصادی پالیسیوں پر عمل کیا۔ اس میں مہنگائی کو کنٹرول کرنے، ٹیکس وصولی کو بہتر بنانے اور مالیاتی خسارے کو کم کرنے کے اقدامات شامل تھے۔

ii- جی ڈی پی کی بہتر نمو (Improved GDP Growth)

میاں محمد نواز شریف کے دور میں پاکستان میں جی ڈی پی کی نمو نسبتاً مستحکم رہی، جس کی اوسط شرح نمو تقریباً 4-5 فیصد سالانہ تھی۔

iii- غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Investment)

توانائی، بنیادی ڈھانچے اور مینوفیکچرنگ جیسے اہم شعبوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری لانے کی کوششیں کی گئیں۔

6- امن وامان (Law and Order)

i- انسدادِ دہشت گردی کے لیے آپریشنز (Counterterrorism Operations)

حکومت نے عسکریت پسند گروہوں سے نمٹنے اور امن وامان کو بہتر بنانے کے لیے، خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں انسدادِ دہشت گردی کے لیے ٹارگٹڈ آپریشنز (Targeted Operations) شروع کیے۔

ii- حفاظتی اقدامات (Security Measures)

سیکیورٹی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے مختلف حفاظتی اقدامات اٹھائے گئے، جن میں سرحدی سیکیورٹی کو مضبوط بنانے اور انٹیلی جنس

Web version of PCTB Textbook

کوآرڈینیشن کو بہتر بنانے کی کوششیں شامل ہیں۔

7- نیشنل اینڈومنٹ فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی

(The National Endowment for Science and Technology-NEST)

i- مقاصد (Objectives)

اس کا قیام 2015ء میں وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی کے تحت میاں محمد نواز شریف کی وزارت عظمیٰ کے تیسرے دور میں عمل میں آیا تھا۔ اس سے جدت کے کلچر کو فروغ دینے اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے حکومتی عزم کی عکاسی ہوتی ہے۔

ii- جدت کے لیے مالی امداد (Funding for Innovation)

اس ادارے کا بنیادی مقصد سائنس دانوں، محققین اور اختراع کاروں کی جدید تحقیق کو آگے بڑھانے اور جدید ٹیکنالوجیز تیار کرنے کے لیے مالی مدد اور وسائل فراہم کرنا تھا۔ اس میں تحقیقی منصوبوں کے لیے مالی امداد کے مواقع، سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی (STEM) کے شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے وظائف اور تکنیکی شعبوں کے لیے مالی امداد شامل تھی۔

iii- مربوط شعبے (Connecting Sectors)

اس کا مقصد محققین اور کاروباری افراد کے درمیان تعاون اور علم کی منتقلی کو آسان بنا کر تعلیم یافتہ افراد اور صنعت کے درمیان خلا کو پُر کرنا ہے۔

(v) جنرل پرویز مشرف کا دورِ حکومت 1999ء تا 2008ء

(General Pervez Musharraf's Era 1999-2008)

جنرل پرویز مشرف

12- اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم کر کے پاکستان کے چیف ایگزیکٹو بن گئے اور 20 جون 2001ء کو صدرِ پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا اور نئی انتظامیہ تشکیل پائی۔ جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ سے تین برس کے لیے حکومت کرنے کی اجازت حاصل کرلی۔ انھوں نے ملک میں جلد انتخابات کرانے کا وعدہ بھی کیا۔ جنرل پرویز مشرف کی اہم اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے معاشی اقدامات میں صنعتوں کی بحالی اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے علاوہ سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرنا بھی شامل تھے۔ مشرف دورِ حکومت میں ملک میں کئی نئی صنعتیں بھی قائم کی گئیں جن میں موٹر گاڑیوں کی صنعت، موٹر سائیکل کی صنعت، چینی کی صنعت، کیمیکل کی صنعت، بنیادی ضروریات کا سامان بنانے کی صنعتیں، بجلی کا سامان بنانے کی صنعت، سیمنٹ کی صنعت اور فولاد سازی کی صنعت قابلِ ذکر ہیں۔ بجلی کی مسلسل فراہمی کے لیے تھرمل پاور پلانٹس کو گیس اور کوئلے کے پلانٹس میں تبدیل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ جنرل پرویز مشرف نے نجکاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے نجکاری کمیشن قائم کیا۔ اس طرح پی ٹی سی ایل اور مالیاتی اداروں کی نجکاری عمل میں لائی گئی۔

Web version of PCTB Textbook

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کی ترقّی کے لیے زراعت میں جدّت لائی گئی۔ کسانوں کو خصوصی مراعات دی گئیں۔ کھیتوں کو سیراب کرنے کے لیے کھالوں کو پختہ کیا گیا۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے تحت تعلیمی نصاب کو تبدیل کر دیا گیا۔ پہلی مرتبہ دینی مدارس کے طلبہ کو کمپیوٹر سائنس اور دوسرے سائنسی مضامین پڑھانے کا آغاز کیا گیا۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو علاج معالجے کی بہتر سہولتیں دینے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ مریضوں کو ہسپتال پہنچانے کے لیے خصوصی ایمبولینس سروس (ریسکیو 1122) شروع کی گئی۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

11 ستمبر 2001ء کو امریکا کے شہر نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے ہوئے۔ امریکا میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث پاکستان اہمیت اختیار کر گیا۔ مغربی ممالک کی امداد کے باعث پاکستان کی معیشت کو سہارا ملا۔

معاشرتی اصلاحات (Social Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی جیسی اصطلاحات کا بہت چرچا رہا۔ ملک میں بہت سے نجی ٹیلی وژن چینلز متعارف کرائے گئے، کئی اخبارات اور نئے رسائل کا اجرا کیا گیا۔ ایئرفورس میں پہلی بار فلائنگ فائٹر کی حیثیت سے خواتین کو شامل کیا گیا۔ آرمی میں میڈیکل کور کے علاوہ پہلی بار بحیثیت کیڈٹ اور انجینئر خواتین کی بھرتی کی گئی۔ خواتین کو بطور ''ٹریفک وارڈن'' بھرتی کیا گیا۔ ایک خاتون ڈاکٹر شمشاد اختر کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان بنایا گیا۔ مشرف دورِ حکومت میں خواتین کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستیں مخصوص کی گئیں۔

Web version of PCTB Textbook

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں پاکستان کے آئین میں سترھویں ترمیم 2003ء میں کی گئی، جس کے تحت صدرِ پاکستان کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کرنے کا اختیار واپس مل گیا۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

جنرل پرویز مشرف نے 14 راگست 2001ء سے مقامی حکومتوں کا نظام (Local Government System) نافذ کیا۔ اس نظام کے تین بنیادی مقاصد تھے:۔

1- وسائل کی ضلع کی سطح پر دستیابی 2- مقامی معاملات، مقامی سطح پر حل کرنا 3- اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی

اس نظام کی بنیادی اکائی یونین کونسل (Union Council) کو قرار دیا گیا۔ یونین کونسل کا سربراہ ناظم ہوتا تھا۔ تحصیل یا ٹاؤن کونسل (Tehsil / Town Council) کا درجہ یونین کونسل سے بلند تر تھا۔ تحصیل یا ٹاؤن کی یونین کونسلوں کے تمام نائب ناظمین اس کونسل کے اراکین ہوتے تھے۔ ضلع کی سطح پر ضلع کونسل (District Council) کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ ضلع کی تمام یونین کونسلوں کے ناظمین ضلع کونسل کے رکن ہوتے تھے۔ ضلع کونسل کا سربراہ ضلعی ناظم ہوتا تھا۔

عام انتخابات 2002ء (General Elections 2002)

جنرل پرویز مشرف نے 2002ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد کروائے۔ ان انتخابات میں مسلم لیگ (قائداعظمؒ) نے اکثریت حاصل کی۔ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے میر ظفر اللہ خاں جمالی کو وزیرِاعظم منتخب کیا گیا۔ میر ظفر اللہ خاں جمالی کی حکومت بھی محض ڈیڑھ برس چل سکی اور اُنھوں نے اپنی سیاسی پارٹی کے فیصلے کے مطابق استعفیٰ دے دیا۔ اُن کی جگہ عبوری مدت کے لیے چودھری شجاعت حسین وزیرِاعظم بنے۔ اس کے بعد شوکت عزیز ملک کے وزیرِاعظم بنے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> میر ظفر اللہ خاں جمالی صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے واحد وزیرِاعظم ہیں جو 2002ء کے عام انتخابات کے بعد وزیرِاعظم بنے۔

(vi) سیّد یوسف رضا گیلانی کا دورِ حکومت 2008-12ء
(Syed Yousaf Raza Gillani's Era 2008-12)

سیّد یوسف رضا گیلانی

2008ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی اور سیّد یوسف رضا گیلانی وزیرِاعظم بنے۔ وہ 2012ء تک وزارتِ عظمیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ اس دور کی اہم اِصلاحات درج ذیل ہیں:۔

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتی ترقّی کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے، لیکن بجلی اور گیس کا شدید بحران رہا۔ تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

کسان دوست اقدامات میں دس ہزار چھوٹے کاشت کاروں کو رعایتی ٹریکٹرز کی فراہمی، اجناس کی امدادی قیمتوں میں اضافہ اور دیگر اقدامات کیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

حکومت نے نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ (National Commission for Human Development) کے ذریعے سے بالغ افراد کو تعلیم فراہم کرنے کے لیے تعلیمِ بالغاں پروگرام شروع کیا۔ دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں تباہ شدہ تعلیمی اداروں کی تعمیرِ نو کے لیے اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہسپتالوں میں ڈاکٹر، نرسیں اور دیگر میڈیکل سٹاف بھرتی کیا گیا اور اِن

Web version of PCTB Textbook

کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

اس دور کے اہم اقدامات میں ساتواں قومی مالیاتی ایوارڈ، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، وسیلۂ حق پروگرام، خواتین کی ترقّی وتحفظ اور خواتین کے لیے سرکاری ملازمتوں میں دس فی صد کوٹہ مختص کرنا، جیسے اقدامات شامل تھے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

خواتین کی ترقّی وتحفظ کے حوالے سے گھریلو تشدد اور دفاتر میں خواتین کو ہراساں کرنے پر سزا کے قوانین کی منظوری اور غربت کو کم کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> سیّد یوسف رضا گیلانی کو پاکستان کی تاریخ میں اب تک سب سے طویل مدت کے لیے وزیرِ اعظم رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

سیّد یوسف رضا گیلانی کے دور میں پاکستان کے آئین میں درج ذیل ترامیم کی گئیں:۔

اٹھارھویں آئینی ترمیم 2010ء

اٹھارھویں آئینی ترمیم 2010ء میں منظور ہوئی، جس کے ذریعے سے صوبہ سرحد کا نام بدل کر خیبر پختونخوا رکھ دیا گیا۔ وفاق اور صوبوں کے درمیان کنکرنٹ لسٹ (Concurrent List) کو ختم کر دیا گیا۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے تقرر کے لیے جوڈیشل کمیشن آف پاکستان (Judicial Commission of Pakistan) اور ایک پارلیمانی کمیٹی (Parliamentary Committee) بنائی گئی۔

اُنیسویں آئینی ترمیم 2010ء

اس ترمیم کے منظور ہونے کے بعد جوڈیشل کمیشن کے ارکان کی تعداد سات (7) سے بڑھ کر نو (9) ہوگئی۔

بیسویں آئینی ترمیم 2012ء

اس ترمیم کے تحت سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے 28 ممبران کے ضمنی انتخابات کو قانونی تحفظ حاصل ہوگیا۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

دہشت گردی کے خلاف جنگ کامیابی سے جاری رہی، آغازِ حقوقِ بلوچستان کے تحت صوبہ بلوچستان کو جائز حقوق دیے گئے۔ گلگت بلتستان کی داخلی خودمختاری سمیت متعدد انتظامی اقدامات کیے گئے۔

حکومت کا خاتمہ

19 جون 2012ء کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت سیّد یوسف رضا گیلانی کو اپنا عہدہ چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد راجا پرویز اشرف 2013ء تک وزیرِ اعظم رہے۔

پاکستان کے عام انتخابات، 2018ء

عمران خان

قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کا انتخاب کرنے کے لیے پاکستان میں عام انتخابات 25 جولائی 2018ء کو منعقد ہوئے ۔ ان عام انتخابات میں پاکستان تحریکِ انصاف (پی ٹی آئی) نے برتری حاصل کی اور عمران خان پاکستان کے وزیرِ اعظم بنے۔ پاکستان تحریکِ انصاف وفاق کے علاوہ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں بھی

Web version of PCTB Textbook

حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئی۔اس دور کی اہم اصلاحات درج ذیل ہیں:

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتوں کی ترقی کے لیے اقدامات کیے گئے۔مستقل بنیادوں پر صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت نے بجلی پیدا کرنے والے خودمختار اداروں کے ساتھ بنیادی معاہدے پر نظرِ ثانی کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

کاشت کاروں کو زراعت کی ترقّی کے لیے قرضے دیے گئے۔کھیتوں سے تجارتی منڈیوں تک پختہ سڑکیں تعمیر کی گئیں۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

تعلیم کی ترقّی کے لیے ایک قوم ایک نصاب کے اصول پر نیا نصاب ترتیب دیا گیا،جس میں پہلے مرحلے میں پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک یکساں نصاب اور کتب مرتب کی گئیں۔دوسرے مرحلے میں چھٹی سے آٹھویں جماعت تک کا نصاب اور کتب شامل ہیں۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو علاج معالجے کے لیے صحت سہولت پروگرام کے تحت غریب اور نادار افراد کو ہسپتالوں میں مفت علاج معالجہ کرانے کی سہولت جاری رکھی گئی۔

معاشی اور معاشرتی اِصلاحات (Economic and Social Reforms)

وزیرِاعظم عمران خان نے جن پروگراموں کا آغاز کیا، ان میں نوجوان ہنرمند پروگرام، نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام، پلانٹ فار پاکستان (10 بلین ٹری پروگرام) شامل ہیں۔بڑے شہروں میں پناہ گاہیں قائم کی گئیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 4 جولائی 2018 کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی فوری تعمیر کا حکم دیتے ہوئے چیئرمین واپڈا کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

چین، ملائیشیا، ترکیہ، برطانیہ اور متحدہ عرب امارات سمیت کئی ممالک کے شہریوں کو وِیزا آن ارائیول (Visa on arrival) یعنی پاکستان پہنچنے پر ان کو فوراً ویزا دینے کی سہولت فراہم کی۔پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت نے سیاحت کے شعبے میں بھی خاطر خواہ اقدامات کیے تاکہ ملک میں سیاحت کو فروغ حاصل ہو۔

حکومت کا خاتمہ

اپریل 2022ء میں قومی اسمبلی میں تحریکِ عدمِ اعتماد کے نتیجے میں عمران خان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

Web version of PCTB Textbook

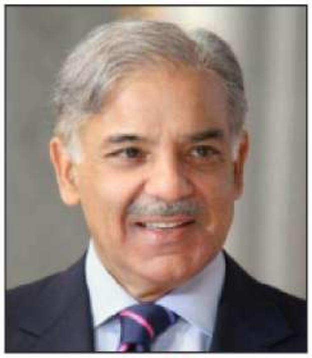

میاں محمد شہباز شریف

میاں محمد شہباز شریف کا پہلا دورِ حکومت 23-2022ء

میاں محمد شہباز شریف اپریل 2022ء سے اگست 2023ء تک پاکستان کے وزیرِاعظم رہے۔ اس دورِ حکومت میں زراعت، صنعت، صحت، تعلیم اور توانائی سمیت کئی شعبوں میں اصلاحات متعارف کرائیں، جیسا کہ لوگوں کو خدمت کارڈ جاری کیے گئے، زرعی شعبے میں کسان پیکج کے ذریعے سے اربوں روپے قرض دیے گئے۔

میاں محمد شہباز شریف کا دوسرا دورِ حکومت 2024ء تا حال

قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کا انتخاب کرنے کے لیے پاکستان میں فروری 2024ء میں عام انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات کے نتیجے میں میاں محمد شہباز شریف وزیرِاعظم بنے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی کی 33 نشستیں ہیں، جن میں سے 24 پر براہِ راست انتخابات منعقد ہوتے ہیں جب کہ 6 نشستیں خواتین اور 3 نشستیں ٹیکنوکریٹس کے لیے مخصوص ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

دستورِ پاکستان 1973ء
(Constitution of Pakistan 1973)

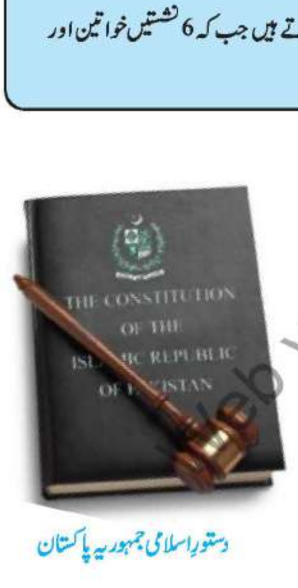

دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان

ذوالفقار علی بھٹو نے دستورِ پاکستان کی تیاری کے لیے تمام بڑی سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کرتے ہوئے 25-اراکین پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے دستور کی تیاری کے عمل کو آگے بڑھایا۔ دستور کی تیاری میں خصوصی طور پر حزبِ اختلاف کی سوچ اور تجاویز کو جگہ دی گئی۔ دستوری کمیٹی کی رپورٹ پر اسمبلی میں بحث مباحثہ ہوا، جس کی روشنی میں چند مزید تجاویز شامل کی گئیں، اس طرح دستور سازی کا کام مکمل ہوا۔ 14/ اگست 1973ء سے اسے باقاعدہ طور پر نافذ کر دیا گیا۔

اہم نِکات

دستورِ پاکستان 1973ء کے چند اہم نِکات درج ذیل ہیں:۔

(i) دستور اسلامی نوعیت کا ہے۔ کوئی قانون اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں بنایا جا سکتا۔

(ii) ملک میں وفاقی نظام قائم کیا گیا۔ پاکستان چار صوبوں پنجاب، سندھ، سرحد (خیبر پختونخوا)، بلوچستان اور وفاقی علاقوں پر مشتمل ایک وفاقی ریاست ہوگا۔

(iii) مرکز اور صوبوں میں اختیارات تقسیم کر کے صوبائی خود مختاری کا مسئلہ حل کیا گیا۔
(iv) دستور کے تحت ملک میں دو ایوانی مقننہ قائم کی گئی۔ ایوانِ بالا کا نام سینٹ جب کہ ایوانِ زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔
(v) صوبوں میں صوبائی اسمبلیاں قائم کی گئیں۔
(vi) دستور کے تحت آزاد اور خود مختار عدلیہ قائم کی گئی۔ مرکز میں سپریم کورٹ (عدالتِ عظمیٰ)، جب کہ چاروں صوبوں میں چار ہائی کورٹس (عدالت ہائے عالیہ) قائم کی گئیں۔
(vii) ملک میں پارلیمانی نظام قائم کیا گیا۔ صدرِ مملکت ریاست کا سربراہ، جب کہ وزیرِ اعظم حکومت کا سربراہ ہوگا۔
(viii) قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی سیاسی جماعت ہی وفاقی حکومت بنائے گی۔
(ix) صدر اور وزیرِ اعظم کے لیے مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا۔
(x) بنیادی انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

پاکستان ایٹمی قوت کی حیثیت سے
(Pakistan as Nuclear Power)

28 مئی 1998ء کا دن پاکستان کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس روز پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے بھارت کی برتری کا خواب خاک میں ملا دیا۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکے بھارت کے ایٹمی دھماکوں (11 اور 13 مئی 1998ء) کا جواب تھے۔ عالمی طاقتوں کی طرف سے پاکستان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ایٹمی دھماکے کرنے سے باز رہے، مگر پاکستان کے وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف نے عالمی طاقتوں کے دباؤ کو مسترد کر دیا۔ پاکستان نے امریکا اور مغربی دنیا کی طرف سے عائد ہونے والی پابندیاں برداشت کیں لیکن اپنا دفاع ناقابلِ تسخیر بنالیا۔

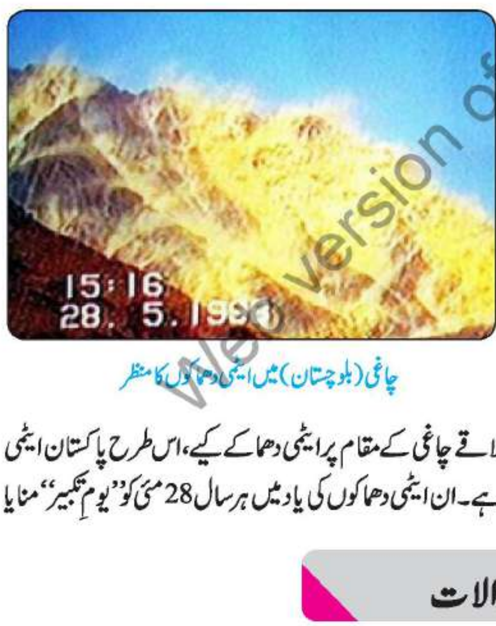

چاغی (بلوچستان) میں ایٹمی دھماکوں کا منظر

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے صوبہ بلوچستان کے پہاڑی علاقے چاغی کے مقام پر ایٹمی دھماکے کیے، اس طرح پاکستان ایٹمی ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا۔ پاکستان عالمِ اسلام کا پہلا ایٹمی ملک ہے۔ ان ایٹمی دھماکوں کی یاد میں ہر سال 28 مئی کو "یومِ تکبیر" منایا جاتا ہے۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) 1985ء سے 1988ء کے دوران میں پاکستان کے وزیرِ اعظم رہے:

(الف) محمد خاں جونیجو (ب) میاں محمد نواز شریف (ج) میر ظفر اللہ خاں جمالی (د) شوکت عزیز

Web version of PCTBTextbook

(ii) پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے:

(الف) 1996ء میں (ب) 1997ء میں (ج) 1998ء میں (د) 1999ء میں

(iii) ورلڈ ٹریڈ سنٹر (9/11) کا واقعہ پیش آیا:

(الف) 2001ء میں (ب) 2003ء میں (ج) 2005ء میں (د) 2007ء میں

(iv) 1988ء کے صدارتی انتخاب میں صدرِ پاکستان بنے:

(الف) فضل الٰہی چودھری (ب) غلام اسحاق خان (ج) سردار فاروق احمد خان لغاری (د) محمد رفیق تارڑ

(v) 1973ء کے آئین میں جس ترمیم سے اراکینِ اسمبلی کے فلور کراسنگ (Floor Crossing) پر پابندی لگائی گئی، وہ ہے:

(الف) آٹھویں ترمیم (ب) تیرھویں ترمیم (ج) چودھویں ترمیم (د) اٹھارھویں ترمیم

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) یومِ تکبیر سے کیا مراد ہے؟
(ii) اٹھارھویں آئینی ترامیم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
(iii) موٹروے کی کیا اہمیت ہے؟
(iv) ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں صنعتی اصلاحات کا کیا مقصد تھا؟
(v) دوایوانی مقنّنہ سے کیا مراد ہے؟
(vi) دولت مشترکہ تنظیم سے کیا مراد ہے؟
(vii) میاں محمد شہباز شریف کی کوئی سی دو اصلاحات تحریر کریں۔
(viii) بے نظیر بھٹو کی معاشی اصلاحات کیا تھیں؟
(ix) چودھویں آئینی ترمیم 1997ء کی کیا اہمیت ہے؟
(x) آٹھویں آئینی ترمیم 1985ء کی وضاحت کیجیے۔
(xi) مطالعہ پاکستان کو گریجوایشن تک کس نے لازمی قرار دیا؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

(i) ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں کی جانے والی زرعی اور صنعتی اِصلاحات بیان کریں۔
(ii) سیّد یوسف رضا گیلانی کے دور کی اصلاحات بیان کریں۔
(iii) محترمہ بے نظیر بھٹو کے دونوں ادوار کا حوالہ دیتے ہوئے بتائیں کہ ان کا کون سا دور عوام کے لیے بہتر رہا؟
(iv) میاں محمد نواز شریف کے تینوں ادوار کی معاشی اِصلاحات کے اثرات بیان کریں۔
(v) دستورِ پاکستان 1973ء کے چند اہم نِکات بیان کریں۔

سرگرمی

- یومِ تکبیر کے حوالے سے اپنی جماعت میں مضمون نویسی کے مقابلے کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- جدید دور میں طلبہ کو سیاسی رواداری کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

Web version of PCTB Textbook

باب 4

پاکستان اور عالمی اُمور
(Pakistan and World Affairs)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

-1 پاکستان کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت بیان کر سکیں۔
-2 پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد واضح کر سکیں۔
-3 پاکستان کے اپنے قریبی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات بیان کر سکیں۔
-4 مسئلہ کشمیر کی ابتدا، اقوامِ متحدہ کی مداخلت اور جموں و کشمیر پر اُس کے علامیے کی وضاحت کر سکیں۔
-5 پاکستان کے وسط ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات کو واضح کر سکیں۔
-6 پاکستان کے اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات پر بحث کر سکیں۔
-7 پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کر سکیں۔
-8 پاکستان کے امریکا، چین، برطانیہ، یورپی یونین، جاپان اور روس کے ساتھ تعلقات بیان کر سکیں۔
-9 چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ اور اس کے قومی معیشت پر اثرات بیان کر سکیں۔
-10 دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کے کردار پر بحث کر سکیں۔

پاکستان کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت
(Geo-Political Significance of Pakistan)

پاکستان کو اپنے خاص محلِ وقوع کی وجہ سے دنیا بھر میں جغرافیائی اور سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان جغرافیائی حیثیت سے بے مثال اہمیت کا حامل ہے، کیوں کہ وسط ایشیا کے تمام تجارتی راستے پاکستان سے ہو کر گزرتے ہیں۔ پاکستان جس خطے میں واقع ہے اس کی دفاعی، فوجی، اقتصادی اور سیاسی اہمیت درج ذیل وجوہات کی بنا پر نمایاں ہے:-

1- تجارتی شاہراہ

پاکستان شمال میں چین سے جُڑا ہوا ہے۔ شاہراہِ قراقرم زمینی راستے سے چین اور پاکستان کو باہم ملاتی ہے۔ یہ شاہراہ سلسلۂ قراقرم کی چٹانوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہے اور یہ چین اور پاکستان کے مابین اہم تجارتی شاہراہ ہے۔ پاکستان کے چین سے ساتھ انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں۔

2- بری اور بحری راستے

پاکستان تیل پیدا کرنے والے خلیجی ممالک (خلیج فارس Persian Gulf) کے آس پاس واقع ممالک، سعودی عرب، عراق، کویت، بحرین،

Web version of PCTB Textbook

متحدہ عرب امارات، اومان اور قطر وغیرہ) کے نزدیک اور مغرب میں مراکش سے لے کر مشرق میں انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی مسلم دنیا کے درمیان واقع ہے۔ بے شمار مغربی ممالک کی صنعتی ترقی کا انحصار خلیجی ممالک میں ہونے والی تیل کی پیداوار پر ہے۔ یہ تیل دوسرے ممالک کو بحیرۂ عرب کے ذریعے سے بھیجا جاتا ہے اور کراچی بحیرہ عرب کی انتہائی اہم بندرگاہ ہے۔ پاکستان افغانستان کو تجارت کے لیے بڑی اور بحری راہ داری کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ کراچی ایک بین الاقوامی بندرگاہ اور ہوائی اڈہ ہے۔ یہ ہوائی اور بحری راستوں سے یورپ کو ایشیا سے ملاتا ہے۔ وہ تمام ممالک جو مشرقِ وسطیٰ (Middle East) اور وسط ایشیائی (Central Asia) ممالک سے تجارت کرنا چاہتے ہیں، وہ پاکستان کے محلِ وقوع کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

3- مختلف ممالک کے ساتھ خوش گوار تعلقات

پاکستان کے شمال میں افغانستان کے علاقے کی ایک تنگ پٹی واخان ہے جو کہ پاکستان کی شمالی سرحد کو تاجکستان سے جدا کرتی ہے۔ پاکستان کے وسط ایشیا کے اس ملک سے انتہائی خوش گوار تعلقات قائم ہیں۔ پاکستان کے مشرق میں بھارت واقع ہے اور مشرقِ بعید میں ملائشیا، انڈونیشیا اور برونائی دارالسلام جیسے مسلم ممالک واقع ہیں۔ پاکستان کے ان تمام ممالک سے انتہائی خوش گوار تعلقات ہیں۔ پاکستان کی جنوب مغربی سرحد پر ایران واقع ہے۔ پاکستان، ایران اور ترکیہ اقتصادی تعاون کی تنظیم (Economic Cooperation Organization) کے بنیادی اراکین ہیں۔ اس تنظیم کی بدولت تمام رکن ممالک کے مابین انتہائی دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ ان ممالک نے باہمی دل چسپی کے کئی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ اور خلیج کے مسلم ممالک سے پاکستان کے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں۔ سعودی عرب اور عرب امارات جیسے ممالک پاکستانیوں کے لیے دوسرے گھر کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

4- سیاحت

پاکستان میں وادی سندھ اور گندھارا کی قدیم تہذیبیں ہیں اور یہ سیاحت کے نقطۂ نظر سے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح وادیِ کاغان، درۂ خیبر، سوات اور گلگت بلتستان سیاحوں میں بہت مقبول ہیں۔ پاکستان کی سب سے بلند پہاڑی چوٹی کے-ٹو (K-2) ہے، جس کی بلندی قریباً 8611 میٹر ہے اور یہ پوری دنیا میں بلندی کے لحاظ دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ کوہ پیماؤں کے لیے بہت دل چسپی کی حامل ہے۔ پاکستان کے دیگر مقبول سیاحتی مقامات میں ٹیکسلا، پشاور، کراچی، کوئٹہ، لاہور اور مری وغیرہ بھی شامل ہیں۔

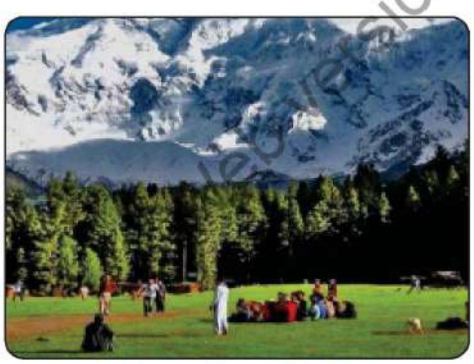

پاکستان کے ایک سیاحتی مقام کا منظر

5- ایٹمی قوت

پاکستان دنیا کی ایک اہم ایٹمی قوت ہے اور مسلم دنیا میں اس کو انتہائی تحسین اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلم ممالک کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ مشترکہ ترقی کے لیے قائدانہ کردار ادا کرے۔

Web version of PCTB Textbook

Web version of PCTB Textbook

6- مسئلۂ کشمیر

پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلۂ کشمیر حل ہوجائے تو پورے جنوبی ایشیا کے خطّے میں امن قائم ہوجائے گا اور تجارت کو فروغ ملے گا۔ دونوں ممالک کے درمیان خوش گوار، سیاسی اور اقتصادی تعلقات سے اس خطّے میں غربت اور اِفلاس کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

7- چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ

چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبے کی بدولت گوادر کی بندرگاہ کو ترقّی دے کر فعال معاشی سرگرمیوں کا محور بنایا جاسکتا ہے، جس سے یورپ، امریکا اور دیگر کئی ریاستوں کی تجارتی آمدورفت گوادر کی بندرگاہ کے ذریعے سے ممکن ہوجائے گی۔ اس طرح پاکستان معاشی سرگرمیوں کا مرکز بن جائے گا۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد
(Objectives of Pakistan's Foreign Policy)

خارجہ پالیسی سے مراد کسی ملک کی دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کی حکمتِ عملی ہے۔ اس سے مراد وہ رویہ ہے جس کے تحت کوئی ملک اپنے قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر دیگر ریاستوں اور ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں کوئی بھی ریاست تنہا رہتے ہوئے اپنی تمام ضروریات پوری نہیں کر سکتی بلکہ ہر چھوٹے یا بڑے ملک کو اپنی معاشی، معاشرتی، صنعتی اور دفاعی ضروریات کی تکمیل کے لیے اقوامِ عالم سے تعلقات قائم کرنا پڑتے ہیں۔ ہر ملک اپنی خارجہ پالیسی میں اپنے مفادات کے تحفظ کی بنیاد پر ترجیحات کا تعین کرتا ہے اور پھر انھی ترجیحات کے مطابق اقوامِ عالم سے اپنا رشتہ اُستوار کرتا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی بھی دیگر ریاستوں کی مانند قومی ضروریات کے پیشِ نظر ترتیب دی جانے والی ترجیحات کے مطابق ہے۔ پاکستان کے عوام تیزی سے ترقی کرتی ہوئی دنیا میں اپنے وسائل کے استعمال اور اقوامِ عالم کے تعاون سے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کا تحفظ، قومی سلامتی، خوش حالی، اسلامی اقدار کا تحفظ، ثقافتی اقدار کی حفاظت اور معاشی خوش حالی چاہتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

(i) نظریۂ پاکستان کا تحفظ

پاکستان اسلامی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والا دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے۔ برِصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے یہ خطّہ اس لیے حاصل کیا تھا کہ وہ اپنی زندگیاں قرآن و سنت کے مطابق بسر کر سکیں۔ نظریۂ پاکستان کا تحفظ بھی اُسی قدر اہم ہے، جس قدر اس کی جغرافیائی حدود کا تحفظ ضروری ہے۔ خارجہ پالیسی میں نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے سے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ قریبی تعاون کو فروغ دینے کے لیے معاہدے کیے جاتے ہیں، اس کے علاوہ معاشی، سیاسی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔ داخلہ پالیسی کی طرح خارجہ پالیسی میں بھی نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

(ii) قومی تحفظ اور سلامتی

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد قومی سلامتی کا تحفظ ہے، اس لیے قومی مفادات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ اور جغرافیائی و نظریاتی حدود کا تحفظ کیا جائے۔ قومی سلامتی کے خلاف اُٹھنے والے ہر قدم کو روکا جائے اور پاکستان کی حفاظت کی جائے۔ قومی سلامتی کے تحفظ اور بقا کی خاطر اندرونی طور پر ملک میں یک جہتی اور استحکام کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا کے ساتھ قریبی تعاون کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد ہر محاذ پر ایران، چین، سعودی عرب اور دیگر دوست ممالک نے پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ یہ پاکستان کی کامیاب خارجہ پالیسی کا نتیجہ تھا۔ اب پاکستانی سرحدوں کی حفاظت، اندرونی سلامتی اور اقتدارِ اعلیٰ کے تحفظ کی خاطر اقوامِ عالم سے خوش گوار تعلقات کے قیام کو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں بنیادی مقام حاصل ہے۔

(iii) ثقافت کا فروغ

ہر قوم کی طرح پاکستانی قوم کو بھی اپنی ثقافت عزیز ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی اقدار کی آئینہ دار ہے۔ ہماری ثقافت میں

Web version of PCTB Textbook

رواداری، احترامِ انسانیت، بہادری، عزّت، حیا اور چادر اور چار دیواری جیسی اقدار (Values) نمایاں ہیں۔ پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے سے ایسے ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات اُستوار کرنے ہیں، جن کے ذریعے سے پاکستانی ثقافت نہ صرف محفوظ رہے بلکہ اُسے فروغ بھی حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ ثقافتی تعلقات بڑھائے جاتے ہیں اور ان ریاستوں کے درمیان ثقافتی وفود کے تبادلے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا میں پاکستانی لباس، کشیدہ کاری، کڑھائی والے کُرتے، شلوار، چادریں اور دیگر اشیا خصوصی طور پر پسند کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ریاستوں کے درمیان عوامی ثقافت کی سطح پر تعلقات مضبوط کیے جاتے ہیں۔

(iv) معاشی ترقّی

معاشی ترقّی کے لیے معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔ پاکستان کی اکثریتی آبادی کا پیشہ زراعت ہے۔ زراعت کی ترقّی اور معیشت کی ترقّی کے لیے پاکستان کو زرعی اور صنعتی طور پر ترقّی یافتہ ریاستوں کے ساتھ تعلقات مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح ترقّی یافتہ ریاستوں کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اپنی زراعت اور صنعت کو ترقّی دے کر ملکی معیشت کو مستحکم بنا سکتے ہیں۔ معاشی ترقّی کے لیے تعلیمی ترقّی ضروری ہے۔ فنی ترقّی کی بنیاد پر ہی زراعت، صنعت اور کاروبار کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ فنی اور صنعتی علوم کے حصول کے لیے صنعتی طور پر ترقّی یافتہ ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کر کے اپنے ملک میں صنعتی و فنی علوم کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ان مقاصد کا حصول کامیاب خارجہ پالیسی ہی سے ممکن ہے۔

پاکستان کے قریبی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with Neighbouring States)

پاکستان ایک پُرامن ایٹمی صلاحیت کا حامل اسلامی ملک ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ ذیل میں قریبی ہمسایہ ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:۔

بھارت (India)

- بھارت پاکستان کا پڑوسی ملک ہے۔ چوں کہ پاکستان کا وجود برصغیر پاک و ہند سے اُبھرا ہے، اس لیے بھارت کے ساتھ پاکستان کی تاریخ، جغرافیہ اور ثقافت کے بہت سے پہلو مشترک ہیں۔ دونوں ممالک کی مشترکہ سرحد کی لمبائی قریباً 2163 کلومیٹر ہے۔
- بین الاقوامی اصولوں کے تحت دیکھا جائے تو بھارت کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہت قریبی اور مستحکم ہونے چاہییں مگر یہ مقصد حاصل نہیں کیا جا سکا۔ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت سے بھارت اور پاکستان کے درمیان بہت سے ایسے مسائل پیدا ہوئے جن کی بنیاد پر دائمی اختلافات موجود رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد اور پاکستانی قوم اور افواج کے عزم و استقلال نے اس ملک کی ہمیشہ حفاظت کی۔
- پاکستان اور بھارت کے درمیان پہلی جنگ 1948ء میں لڑی گئی۔ کشمیر کے محاذ پر لڑی جانے والی اس جنگ میں پاکستانی عوام، قبائلیوں اور مسلح افواج نے نہایت دلیری سے بھارتی مسلح افواج کا سامنا کیا۔ نہ صرف کامیابی سے مادرِ وطن کا دفاع کیا بلکہ بھارت کے قبضہ سے آزاد جموں و کشمیر کا قابلِ ذکر علاقہ بھی خالی کرا لیا۔ اس جنگ میں قبائلی لشکریوں کا کردار خصوصی اہمیت کا حامل تھا جو

Web version of PCTB Textbook

کہ سری نگر تک جا پہنچے تھے۔

- بھارتی وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے سلامتی کونسل میں جنگ بندی کی قرارداد منظور کرائی۔ سلامتی کونسل میں پنڈت جواہر لال نہرو نے اقرار کیا کہ وہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیں گے مگر یہ محض وعدہ ہی ثابت ہوا۔ 1965ء میں 6 ستمبر کی صبح 3 بجے پاکستان اور بھارت کے درمیان لاہور، قصور اور سیالکوٹ کے محاذ پر جنگ کا آغاز ہوا۔ پاکستانی فوج نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارتی حملے کا بھرپور جواب دیا اور دشمن کو پیچھے دھکیل دیا۔
- دسمبر 1971ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک دفعہ پھر جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں بھارت کو کسی حد تک مقامی لوگوں کی حمایت حاصل تھی، جس وجہ سے پاکستان اپنے ایک حصّے سے محروم ہوا اور مشرقی پاکستان 16 دسمبر 1971ء کو بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر نمایاں ہوا۔
- جنگوں کے علاوہ بھارت اور پاکستان کے درمیان دیگر معاملات بھی کچھ خوش گوار نہیں رہے۔ خواہ وہ ابتدائی ایام میں نہری پانی کا مسئلہ ہو یا دفاعی و مالی اثاثوں کی تقسیم ہو، ریاستوں کا الحاق ہو یا سرحدی معاملات۔ بھارتی قیادت مسئلہ کشمیر سمیت دیگر تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے سنجیدہ نظر نہیں آتی۔
- اگرچہ دونوں ممالک کے درمیان اعتماد بحال کرنے کے لیے کئی معاملات پر بات چیت ہوئی، جن میں تجارت، بس سروس، وفود کے تبادلے اور کرتار پور راہ داری وغیرہ شامل ہیں۔ دونوں ممالک کے عوام بھی یہ چاہتے ہیں کہ جو وسائل جنگ پر صَرف کیے جاتے ہیں وہ عوام کے مسائل حل کرنے پر خرچ کیے جائیں۔ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، یہ تعلقات مضبوط بنیادوں پر خوش گوار فضا میں قائم نہیں ہو سکتے۔
- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بقول، کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، لہٰذا دونوں ریاستوں کے درمیان خوش گوار تعلقات کے قیام کے لیے مسئلۂ کشمیر کا منصفانہ حل ضروری ہے۔

ایران (Iran)

- ایران پاکستان کا اسلامی برادر ہمسایہ ملک ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد سب سے پہلے ایران نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ ابتدا ہی سے پاکستان اور ایران کے درمیان خوش گوار اور مضبوط تعلقات قائم ہیں۔ دونوں برادر ممالک نے ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے اور بین الاقوامی سطح پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ دونوں برادر ممالک کے درمیان باہمی تعاون کے کئی سمجھوتوں پر دستخط ہو چکے ہیں۔ ابتدا میں پاکستان کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایران نے امداد کی پیش کش بھی کی۔
- پاکستان ایران اور ترکیہ کے درمیان "علاقائی تعاون برائے ترقّی" (آر سی ڈی) کا معاہدہ ان تینوں ریاستوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کا سبب بنا۔ جنرل ایوب خاں کے دورِ حکومت میں اس معاہدے کے ذریعے سے یہ تینوں برادر ممالک ایک دوسرے سے بہت زیادہ معاشی تعاون کر رہے تھے۔ یہ تعاون معاشی، عسکری اور سیاسی نوعیت کا تھا۔ جنگ کے بھاری اخراجات میں تیل کی سپلائی خصوصی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ ایران نے ان معاملات میں فراخ دلی دکھائی۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ایران پاکستان کے مؤقف کی حمایت کرتا چلا آ رہا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

- ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان اور ایران کے درمیان قُربتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ ایران نے نہ صرف گزشتہ قرضوں میں بہت سی رعایتیں دیں، بلکہ مزید قرضے بھی فراہم کیے، جن سے 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے مُضر اثرات کم کرنے اور پاکستان کی تعمیرِ نو کرنے میں مدد ملی۔ پاکستان اور ایران کے درمیان مذہبی اور ثقافتی تعلقات دونوں ریاستوں کے عوام کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب لے آئے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسلامی جمہوریہ ایران کا سرکاری مذہب اسلام اور قومی زبان فارسی ہے، اس کی کرنسی کو ایرانی ریال کہتے ہیں۔ ایران کا دار الحکومت تہران ہے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ تیل کے عظیم ذخائر کی بدولت اس کو بین الاقوامی سیاست میں اہم مقام حاصل ہے۔

- پاکستان سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں زائرین ایران جاتے ہیں اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرتے ہیں۔ پاکستان اور ایران ''اسلامی تعاون تنظیم'' کے نہایت فعال رکن ہیں۔ یہ تنظیم مسلم اُمہ کے مسائل حل کرنے میں اگرچہ بہت فعال نہیں ہے، مگر اس کے باوجود کئی ایک چھوٹے چھوٹے مسائل کے حل میں معاون ہے۔ پاکستان اور ایران ''اقتصادی تعاون کی تنظیم'' (Economic Cooperation Organization) کے بھی رکن ہیں، اس طرح وسط ایشیائی ریاستیں، پاکستان اور ایران ایک دوسرے کے ساتھ قریبی تعاون کرتے ہیں۔
- افغانستان اور عراق پر حملے کے بعد امریکا ایران کے خلاف بھی کئی بار اپنے جارحانہ عزائم کا اظہار کر چکا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ امریکا کے ان عزائم کی حوصلہ شکنی کی ہے اور کھلے لفظوں میں ایران کا ساتھ دینے کے عزم کا اعلان کیا ہے۔ یہ دونوں برادر ممالک ایک دوسرے کے ساتھ تعاون میں مزید اضافہ کر کے ایک دوسرے کے لیے اور اقوامِ عالم کے لیے زیادہ مفید کردار ادا کر سکتے ہیں، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان دونوں ریاستوں کے مالی، جغرافیائی، فنی، صنعتی اور انسانی وسائل سے متعلق تعاون کو باہم فروغ دیا جائے۔ اس طرح دونوں ریاستوں کی ترقّی کے عمل کو تیز تر بنایا جا سکتا ہے۔

افغانستان (Afghanistan)

- قیامِ پاکستان کے بعد افغانستان نے پاکستان کو 1948ء میں تسلیم کیا اور یوں سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی۔ افغانستان کی پاکستان کے ساتھ طویل مشترکہ سرحد ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان مذہب، تاریخ اور ثقافت کے مضبوط رشتے ہیں۔ دونوں ریاستوں کے عوام کے تعلقات کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے، اس لیے دونوں ممالک میں قریبی اور گہرے تعلقات قائم ہیں۔ حکومتی سطح پر پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں کئی اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں۔
- افغانستان پر روسی حملے کے وقت پاکستان نے افغان عوام کا ساتھ دیا۔ افغانستان سے لاکھوں افغان مہاجرین نے پاکستان کا رُخ کیا۔ پاکستان نے خالص انسانی بنیادوں پر اُنھیں پناہ دی اور امدادِ باہمی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ پاکستان نے روسی جارحیت کی کُھل کر مذمت کی اور افغانستان کے آزاد اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے ممکنہ کوششیں کیں۔ افغان عوام نے امریکا اور پاکستان کے تعاون سے اپنے وطن کا دفاع کیا اور یوں روسی قبضے سے نجات پائی۔

Web version of PCTB Textbook

جنوبی ایشیا کا نقشہ

- قیامِ پاکستان سے قبل برطانوی حکومت نے والیِ افغانستان امیر عبدالرحمٰن خان سے مراسلت کی اور اُن کی دعوت پر ہندوستان کے وزیرِ امورِ خارجہ مالٹیمر ڈیورنڈ (Mortimer Durand) ستمبر 1893ء میں کابل گئے۔
- نومبر 1893ء میں دونوں حکومتوں کے مابین 100 سال کے لیے ایک معاہدہ طے پایا، جس کے نتیجے میں سرحد کا تعین کر دیا گیا، جو ڈیورنڈ لائن (Durand Line) کہلاتی ہے اور اس کی لمبائی قریباً 2611 کلومیٹر ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کی حکومت نے یہ معاہدہ برقرار رکھا، مگر افغانستان اس سے کتراتا رہا ہے، جس کی وجہ سے دونوں ممالک کے تعلقات تناؤ کا شکار ہیں۔ اب بھی پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحد کو ''ڈیورنڈ لائن'' ہی کہا جاتا ہے۔
- افغانستان چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ملک ہے، جس کا کوئی سمندر نہیں، اسی لیے اس کی سمندری تجارت پاکستان کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ افغانستان کی جغرافیائی حیثیت ایسی ہے کہ وہ وسط ایشیا، جنوبی ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ کے درمیان ہے اور تینوں خطوں سے ہمیشہ اس کے نسلی، مذہبی اور ثقافتی تعلقات رہے ہیں۔ وسطی ایشیائی ممالک کے لیے افغانستان بہت اہم ہے کیوں کہ ان ممالک کو افغانستان سے گزر کر پاکستان کی بندرگاہیں استعمال کرنا پڑتی ہیں۔
- 11 ستمبر 2001ء میں امریکا میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے بعد امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغانستان میں طالبان کی حکومت کو ختم کر دیا۔ افغانستان اور پاکستان کے اعلیٰ حکام ایک دوسرے کے ممالک کے کئی دورے کر چکے ہیں۔ 2021ء سے پھر وہاں طالبان کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ مستقبل میں پاکستان اور افغانستان کے درمیان بہتر تعلقات کی امید ہے۔

Web version of PCTB Textbook

چین (China)

- پاک چین دوستی بین الاقوامی تعلقات میں مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ دونوں ریاستوں کی تہذیب وثقافت میں واضح فرق ہے، مگر قومی مفادات اور کشادہ دلی نے دونوں ریاستوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب کر رکھا ہے۔ 1949ء میں چین کے قیام کے بعد پاکستان نے اسے آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا۔
- ابتدا ہی سے پاک چین تعلقات خوش گوار اور تعمیری رہے ہیں۔ دونوں ممالک کی مشترکہ سرحد کی لمبائی تقریباً 599 کلومیٹر ہے۔ پاکستان کی تعمیر وترقی میں چین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاک بھارت جنگوں میں چین نے فراخ دلی اور دلیری سے پاکستان کا ساتھ دیا۔ اس طرح ایک بڑی طاقت کا تعاون حاصل ہونے سے پاکستانیوں کے حوصلے بلند ہوئے۔
- چین کو اپنے ابتدائی دور میں عالمی سطح پر مشکلات کا سامنا تھا۔ اس دور میں پاکستان نے چین کا ساتھ دیا۔ عالمی اداروں کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے بھی پاکستان نے چین کی کھلے دل سے معاونت کی جب کہ دوسری طرف امریکا اور یورپی ریاستیں اشتراکی چین کی کھلی مخالفت کر رہی تھیں، پاکستان امریکا کا اتحادی بھی تھا مگر اس کے باوجود پاکستان نے چین کے ساتھ دوستی کا حق نبھایا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

عوامی جمہوریہ چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ ہر سال یکم اکتوبر کو چینی باشندے اپنا یوم آزادی پورے قومی جوش وجذبے اور وقار سے مناتے ہیں۔ چین کی کرنسی کا نام یوان (Yuan) ہے۔

- چین نے پاکستان کی صنعتی اور معاشی ترقی میں بہت فعال اور موثر کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کی قومی تعمیر میں چین کا خصوصی کردار ہے۔ چین نے پاکستان میں ٹینک سازی اور طیارہ سازی میں بھرپور مدد کی، جس کی وجہ سے پاکستان کی اسلحہ سازی کی صنعت نے بہت ترقی کی، اس کے علاوہ چین، پاکستان کی مختلف دفاعی منصوبہ جات میں بھی بھرپور مدد کر رہا ہے
- پاک چین دوستی کی بہت بڑی علامت شاہراہِ قراقرم ہے۔ یہ شاہراہِ ریشم کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ اس سڑک کے ذریعے سے دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ باہم تجارت اور آمدورفت کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہر عہد میں پاکستان اور چین نے اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کے اقدامات کیے ہیں۔

شاہراہِ قراقرم کا ایک خوب صورت منظر

مسئلۂ کشمیر
(Kashmir Issue)

مسئلۂ کشمیر کی ابتدا (Genesis of Kashmir Issue)

- پاکستان اور بھارت دونوں مسئلۂ کشمیر پر ایک بنیادی نظریے پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت جموں وکشمیر برطانوی راج کے قبضے میں ایک ریاست تھی۔ جب ہندوستان کو تقسیم کیا جا رہا تھا تو جن علاقوں میں مسلم اکثریت تھی، وہ علاقے

Web version of PCTB Textbook

پاکستان اور جہاں ہندو اکثریت تھی، وہ علاقے بھارت کو دیے گئے۔ کشمیر میں اکثریتی آبادی تو مسلمان تھی، لیکن یہاں کا حکمران ایک ہندو ڈوگرا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ بھارت کے ساتھ اس ریاست کا الحاق ہوجائے، لیکن تحریکِ پاکستان کے راہنماؤں نے اس بات کو مسترد کر دیا۔ آج بھی کشمیر میں مسلمان زیادہ ہیں، اس لیے پاکستان اسے اپنا حصّہ سمجھتا ہے اور بھارت یہ سمجھتا ہے کہ اس پر ہندو ڈوگرا حکمران تھا جو بھارت سے الحاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے یہ بھارت کا حصّہ ہے۔

- قیامِ پاکستان کے وقت ریاست جموں وکشمیر کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کیا جائے، لیکن وہاں کا حکمران بھارت سے الحاق کا خواہش مند تھا۔ اس نے عوام کی خواہشات کے برعکس کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا اور بھارتی فوجوں کو کشمیر میں داخل کر کے یہاں بھارت کا تسلط قائم کروا دیا۔ اس پر کشمیری مسلمانوں نے علمِ جہاد بلند کر دیا اور وادیِ کشمیر کے قریباً ایک تہائی حصّے کو بھارتی فوجوں سے آزاد کرا لیا۔

اقوامِ متحدہ کی مداخلت اور جموں وکشمیر پر اس کا اعلامیہ
(United Nation's Intervention and its Declaration on Jammu and Kashmir)

- جب بھارتی فوجیں کشمیری مجاہدین کے قبضے سے علاقہ چھیننے میں ناکام ہو گئیں تو بھارت یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا۔ بھارت نے وہاں یہ موقف اختیار کیا کہ کشمیر کا باقاعدہ الحاق بھارت سے ہو چکا تھا، اس لیے یہ علاقہ بھارت کا حصّہ ہے۔ بھارت نے مزید دعویٰ کیا کہ پاکستان نے کشمیر پر حملہ کیا ہے جس کا مطلب بھارت پر حملہ ہے۔
- پاکستان نے کشمیر کی بھارت کے ساتھ الحاق کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا اور سلامتی کونسل کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے زور دیا کہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلے کا حق اس کے راجا کو نہیں بلکہ وہاں کے عوام کو ملنا چاہیے۔

سلامتی کونسل نے 1949ء میں ایک قرارداد کے ذریعے سے کشمیر میں جنگ بندی کی اپیل کی۔ چناں چہ اس قرارداد کے بعد جنگ بندی عمل میں آئی۔ سلامتی کونسل نے اپنے اعلامیے میں پاکستان کے اس موقف کو تسلیم کر لیا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس مقصد کے لیے اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی استصوابِ رائے (Plebiscite) کرایا جائے گا۔

- سلامتی کونسل کی اس قرارداد کو پاکستان اور بھارت دونوں نے منظور کر لیا۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے پہلے حصّے پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں مقررہ تاریخ کو جنگ بند ہو گئی اور جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ نے جنگ بندی لائن کی نگرانی کے لیے اپنے مبصر مقرر کر دیے۔

بھارت کا استصوابِ رائے سے انکار (India's refusal to Hold Plebiscite)

- ان ابتدائی مسائل کے طے ہو جانے کے بعد توقع کی جا رہی تھی کہ اقوامِ متحدہ اپنی زیرِ نگرانی کشمیر میں استصوابِ رائے کا بندوبست کرے گا۔ اقوامِ متحدہ نے اس سمت کچھ کوششیں بھی کیں لیکن اس معاملے میں بھارت کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اس نے کشمیر میں آزادانہ استصوابِ رائے کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنا شروع کر دیں۔
- بھارت کو علم تھا کہ کشمیر کے عوام پاکستان ہی کے حق میں ووٹ دیں گے، لہٰذا اس نے کشمیر میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے تمام عہدوں پر اپنے لوگوں کو مقرر کرنا شروع کر دیا۔ وہاں کثیر تعداد میں فوج متعین کر دی۔ اس طرح صورتِ حال قابو میں لانے کے لیے بھارت نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتے ہوئے استصوابِ رائے سے صاف انکار کر دیا۔

Web version of PCTB Textbook

اقوامِ متحدہ کے نمائندے کی آمد (The arrival of the UN Envoy)

- سلامتی کونسل نے اپنی منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد کرانے کے لیے کئی کوششیں کیں، تا کہ بھارت کو استصوابِ رائے پر آمادہ کیا جا سکے، جس کو خود بھارت تسلیم کر چکا تھا۔
- اس مقصد کے لیے 1957ء میں اقوامِ متحدہ نے ایک نمائندے کو مسئلہ کشمیر کا جائزہ لینے کی غرض سے بھارت اور پاکستان بھیجا۔ سلامتی کونسل کے اس نمائندے کو پاکستان نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی، لیکن بھارت نے قرارداد پر عمل درآمد کے سلسلے میں کسی قسم کے تعاون سے صاف انکار کر دیا۔ وہ آج تک سلامتی کونسل کی کسی قرارداد پر عمل درآمد کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنے اس وعدے کو بھلا دیا ہے جو اس نے سلامتی کونسل اور کشمیر کے عوام سے کیا تھا۔

موجودہ صورتِ حال (Current Situation)

- مسئلہ کشمیر، پاکستان اور بھارت کے درمیان دیرینہ حل طلب تنازع ہے۔ کشمیر کے معاملے پر پاکستان اور بھارت کے مابین کئی جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ آئے دن مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی سرحد، جسے لائن آف کنٹرول کہا جاتا ہے، پر بھی گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ جس میں اکثر سرحدی آبادی نشانہ بنتی رہی ہے۔
- مسئلہ کشمیر اب بھی جوں کا توں ہے جو عالمی امن کے لیے خطرہ ہے۔ عالمی امن برقرار رکھنے کے لیے اس کا حل ناگزیر ہے۔

مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس کا ایک منظر

پاکستان کے وسط ایشیا کے ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Central Asian Countries)

- 1991ء میں سابق سوویت یونین (روس) کی شکست و ریخت (Dissolution) کے بعد وسط ایشیا کے مسلم ممالک قازقستان (Kazakhstan)، کرغزستان (Kyrgyzstan)، تاجکستان (Tajikistan)، ترکمانستان (Turkmenistan)، اور ازبکستان (Uzbekistan) وغیرہ وجود میں آئے۔
- پاکستان نے ان ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کر کے اپنے خارجہ تعلقات کو فروغ دیا۔ ان تعلقات کو اقتصادی تعاون کی تنظیم کے ذریعے سے مزید فروغ حاصل ہوا۔ پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ تعلقات نہ صرف مذہبی بنیادوں پر ہیں، بلکہ موجودہ دور میں مفادات کا بھی تقاضا ہے کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔
- ان ریاستوں کے پاس ساحل سمندر نہیں ہے جو کہ بین الاقوامی تجارت کے لیے ضروری ہے۔ انھیں یہ سہولت پاکستان فراہم کرتا

ہے۔ان ریاستوں کے پاس توانائی کے وسائل اور معدنیات ہیں، جن کی پاکستان کو ضرورت ہے۔کوئلہ، قدرتی گیس اور تیل اس خطے کے کئی علاقوں سے نکالے جاتے ہیں۔ ان ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں مزید بہتری آئی ہے۔

اسلامی تعاون تنظیم (O.I.C) اور پاکستان
(Organization of Islamic Cooperation and Pakistan)

- پاکستان نے اسلامی تعاون تنظیم (اسلامی کانفرنس کی تنظیم .O.I.C) کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی، اسلامی ممالک کے اتحاد، ہم آہنگی اور تعاون کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ پاکستان نے ہمیشہ مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے مؤقف پر کھل کر اقوامِ متحدہ میں بات کی ہے۔
- 1969ء میں جب اسرائیل نے مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگائی تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔اس کے بعد مسلم ممالک کے نمائندے مراکش کے شہر رباط میں اکٹھے ہوئے۔اس اجلاس میں پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل تنظیم کی تشکیل کی تجویز پیش کی، جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی۔اس طرح 1969ء میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) کا قیام عمل میں آیا۔اس کا صدر دفتر جدہ (سعودی عرب) میں ہے۔اب اس تنظیم کا نام اسلامی تعاون تنظیم ہے۔
- 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں اسلامی تعاون تنظیم کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تو پاکستان نے اس کی کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس تنظیم کا دوسرا سربراہی اجلاس 1974ء میں لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں پاکستان نے میزبانی کے فرائض ادا کیے۔
- اس اجلاس کو منعقد کرنے میں ذوالفقار علی بھٹو، شاہ فیصل، معمر قذافی، حافظ الاسد، شیخ زید بن سلطان اور انور سادات نے مرکزی کردار ادا کیا۔ لاہور کے تاریخی شہر میں 40 اسلامی ممالک کے نمائندوں کے علاوہ مؤتمر عالمِ اسلامی (World Muslim Congress)، تحریکِ آزادیِ فلسطین اور عرب لیگ کے وفود نے شرکت کی۔
- پاکستان کی حکومت اور عوام نے بڑے جذباتی انداز میں اپنی ذمے داریاں نبھائیں۔ پاکستان نے اسلامی تعاون تنظیم میں فلسطینی عوام کی آزادی اور خودمختاری کے حق میں قرارداد پیش کی، جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔
- اس تنظیم کی کامیابی، مسلم اُمّہ کے اتحاد کے لیے پاکستان کی خدمات اور اسلامی ممالک سے خصوصی تعلقات کے قیام کے لیے پاکستان کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات کا پوری اسلامی برادری اعتراف کرتی ہے۔
- اوآئی سی سے منسلک دو ادارے پاکستان میں قائم ہیں:

(i) اسلامک چارٹر آف کامرس اینڈ ڈویلپمنٹ کراچی (ii) اوآئی سی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کوآپریشن اسلام آباد

ذیل میں پاکستان کے اسلامی تعاون تنظیم کے ممالک کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لیا گیا ہے:۔

پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات (Pakistan's Relations with Saudi Arabia)

- ابتدا ہی سے پاکستان کے سعودی عرب کے ساتھ قریبی تعلقات قائم ہیں۔سعودی عرب نے بھی ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ شاہ فیصل پاکستان کو اپنا دوسرا گھر قرار دیا کرتے تھے۔سعودی عرب نے بین الاقوامی سیاست میں ہمیشہ پاکستانی مؤقف کی

Web version of PCTB Textbook

تائید کی ہے۔ اسلام آباد کی فیصل مسجد سعودی عرب کے ساتھ پاکستانی عوام کے تعلقات کی مظہر ہے۔

- سعودی عرب نے مسئلہ کشمیر پر ہمیشہ پاکستانی مؤقف کی حمایت اور کشمیری مسلمانوں کے حق خودارادیت کے لیے آواز اُٹھائی ہے۔ تمام بین الاقوامی معاملات پر دونوں ریاستوں کے مؤقف میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ دور حاضر میں بھی پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان برادرانہ تعلقات ہیں۔

پاکستان کے انڈونیشیا اور ملائیشیا کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Indonesia and Malaysia)

- پاکستان کے انڈونیشیا اور ملائیشیا کے ساتھ بھی قریبی برادرانہ تعلقات ہیں۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا جنوب مشرقی ایشیا میں واقع اسلامی ممالک ہیں۔ آبادی کے اعتبار سے انڈونیشیا دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ان ممالک کو دفاع اور ثقافت سمیت دیگر شعبوں میں بھی ایک دوسرے کا بھرپور تعاون حاصل ہے۔
- پاکستان کی ان ممالک کے ساتھ ترجیحی تجارتی معاہدوں کے بعد اب دوطرفہ تجارت میں اضافہ ہوا ہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ ممالک نہ صرف دیرینہ دوست ہیں، بلکہ معیشت کے حوالے سے بھی پاکستان کے بہترین شراکت دار ہیں۔

پاکستان کے ایران کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with Iran)

- ایران کے پاکستان کے ساتھ برادرانہ تعلقات ہیں۔ ایران پہلا ملک تھا جس نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ ایران اور پاکستان کے برادرانہ تعلقات صدیوں پرانے تاریخی، تہذیبی، مذہبی اور ثقافتی رشتوں پر استوار ہیں۔ قریباً 909 کلومیٹر لمبی مشترکہ سرحد نے بھی دونوں ممالک کو ہمسائیگی کے رشتوں کی لڑی میں پرو کر رکھا ہوا ہے۔
- پاکستان نے ایران میں آنے والے 1979ء کے اسلامی انقلاب کی حمایت کی۔ ایران کا کشمیر کے مؤقف پر پاکستان کا بھرپور ساتھ دینا بھی دونوں ممالک کو قریب لانے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ پاکستان اور ایران کی سلامتی اور ترقّی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے۔
- دونوں ممالک معاشی ترقّی کے لیے دہشت گردی اور توانائی بحران سے مشترکہ طور پر نمٹنے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ ایران بھی سی پیک (CPEC) کے ذریعے سے چین اور سنٹرل ایشیا کے ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات میں دلچسپی رکھتا ہے۔

پاکستان کے ترکیہ کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with Turkiye)

- ترکیہ اور پاکستان کے درمیان گہرے، لازوال اور بے مثال تعلقات دونوں ممالک کے عوام کے لیے ایک ایسا اثاثہ ہے جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ موجودہ دور میں اس قسم کے تعلقات کی دنیا میں کہیں بھی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دونوں ممالک یک جان، دو قالب ہیں۔
- دنیا میں ترکیہ ایسا ملک ہے، جہاں پاکستان اور پاکستانی باشندوں کو اتنی عزت اور احترام حاصل ہے کہ پاکستانی یہاں پر اپنے پاکستانی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔
- ترکیہ، پاکستان اور ایران نے مل کر ایک تنظیم علاقائی تعاون برائے ترقّی یعنی آر سی ڈی 1964ء میں قائم کی تاہم 1979ء میں

Web version of PCTB Textbook

اس کی سرگرمیاں ختم ہوگئیں۔اس کی جگہ 1985ء میں اقتصادی تعاون کی تنظیم یا ای سی او(ECO) قائم کی گئی۔

- 2005ء میں پاکستان میں شدید زلزلہ آیا تو ترک باشندوں نے دل کھول کر زلزلہ متاثرین کے لیے عطیات دیے۔ترک ڈاکٹروں، نرسوں اور طبی عملے اور امدادی تنظیموں نے اپنے آرام وسکون کی پروا کیے بغیر زلزلے سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال اور مدد کی۔
- مسئلۂ کشمیر کے حل میں مددگار ہونے اور بین الاقوامی پلیٹ فارم پر پاکستان کا بھرپور ساتھ دینے کے لحاظ سے شاید ہی کسی اور ملک نے پاکستان کی اس قدر کھل کر حمایت کی ہو، جس قدر ترکیہ نے کی ہے۔

پاکستان کے لیبیا، مصر اور شام کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with Libya, Egypt and Syria)

- پاکستان نے لیبیا، مصر اور شام کے ساتھ ہمیشہ برادرانہ تعلقات کو فروغ دیا ہے۔1971ء کی پاک بھارت جنگ میں لیبیا، مصر اور شام نے پاکستان کے ساتھ بے حد ہمدردانہ رویہ رکھا۔
- پاکستان کی فوجی قوت بڑھانے میں بھی ان ممالک نے پاکستان کی کئی بار مدد کی ہے اور سرمایہ فراہم کیا، تاکہ اسلام کا قلعہ پاکستان ایک مضبوط ملک بن سکے۔1974ء کے اسلامی تعاون تنظیم کے اجلاس میں ان ممالک کے سربراہان نے شرکت کی اور پاکستانیوں سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ان ممالک نے اقوامِ متحدہ میں بھی پاکستان کا ساتھ دیا۔
- پاکستان نے بھی عرب اسرائیل جنگ میں ان ممالک کی ہر ممکن مدد کی۔مسئلۂ کشمیر پر بھی ان ممالک نے پاکستان کے مؤقف کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔پاکستان اور ان ممالک کے درمیان کئی زرعی، صنعتی اور دفاعی منصوبوں میں تعاون جاری ہے۔

پاکستان کے فلسطین کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with Palestine)

- 1948ء میں مغربی ممالک کے ایما پر فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے نام سے ایک ریاست قائم ہوئی۔فلسطینیوں کے لیے یہ بات تشویش ناک تھی، مگر اسرائیل نے اپنے علاقے پھیلانے شروع کر دیے۔مسلمان ممالک خصوصاً عرب ممالک فلسطین کے بچاؤ کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔
- کئی مرتبہ اسرائیل اور عربوں کے مابین باقاعدہ جنگ ہوئی، مگر عربوں کے درمیان اتحاد کی کمی اور دیگر وجوہات کی بنا پر عرب ممالک کامیاب نہ ہو سکے، اس طرح یروشلم سمیت اہم علاقے اسرائیل کے کنٹرول میں چلے گئے اور فلسطین کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر گیا۔اب بھی اقوامِ متحدہ، اسلامی دنیا اور بڑی طاقتوں کی طرف سے آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے کوششیں جاری ہیں۔
- پاکستان نے فلسطین کے مسلمانوں کے حقوق کے لیے ہر عالمی فورم پر بات کی اور عالمی برادری کی توجہ اس مسئلے کی جانب دلائی۔پاکستان ہمیشہ اس مسئلہ کے حل کے لیے کوشاں رہا ہے۔اسی لیے پاکستان نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔فلسطینیوں کے لیے اقوامِ متحدہ کے فنڈ میں پاکستان نے ہمیشہ خطیر رقم جمع کرائی۔عرب ممالک اور اسرئیل کے درمیان جنگوں میں پاکستان نے عربوں کی ہر ممکن سیاسی اور اخلاقی مدد کی۔
- تنظیم آزادیِ فلسطین کو تنظیم تعاون اسلامی کی رکنیت دلانے میں پاکستان نے بنیادی کردار ادا کیا۔موجودہ فلسطینی ریاست کے

Web version of PCTB Textbook

ساتھ پاکستان کے بہترین تعلقات قائم ہیں اور پاکستان فلسطینیوں کے مؤقف کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ اسرائیل نے نہتے فلسطینیوں پر جنگ مسلّط کی ہوئی ہے۔

پاکستان اور دیگر مسلم ممالک (Pakistan and other Muslim Countries)

- پاکستان تمام اسلامی ممالک سے قریبی تعلقات کی خواہش رکھتا ہے۔ موجودہ دور میں پاکستان نے عالمی سیاست میں کسی بھی بلاک کا ساتھ دینے کے بجائے غیر جانب دارانہ طرزِ عمل اپنا رکھا ہے۔
- پاکستان اسلامی ممالک سے اپنے دوطرفہ تعلقات ایسے استوار کر رہا ہے کہ وہ کسی تیسرے اسلامی ملک کے خلاف نہ ہوں۔ پاکستان کے اُردن، الجزائر، مراکش، تیونس، نائیجیریا، عراق، متحدہ عرب امارات، اومان اور لبنان وغیرہ کے ساتھ اچھے تجارتی اور تہذیبی تعلقات قائم ہیں۔
- دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آزادی کی جدوجہد کر رہے ہیں تو ان تحریکوں کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ تمام اسلامی ممالک کو دفاعی لحاظ سے مضبوط بنانے میں بھی پاکستان نے ہر ممکن مدد فراہم کی ہے۔ پاکستان نے عالمِ اسلام کے اتحاد کی کوششوں میں ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقتصادی تعاون کی تنظیم یا ای سی او میں 10 ایشیائی ممالک پاکستان، ایران، ترکیہ، افغانستان، آذربائیجان، قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان شامل ہیں۔ ای سی او کا صدر دفتر ایران کے دارالحکومت تہران میں واقع ہے۔ اس تنظیم کا مقصد یورپی اقتصادی اتحاد (European Union) کی طرح اشیا اور خدمات کے لیے واحد مارکیٹ تشکیل دینا ہے۔

پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with SAARC Countries)

سارک (South Asian Association for Regional Cooperation-SAARC) جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون ہے۔ اس کا قیام 1985ء میں عمل میں آیا۔ اس تنظیم میں آٹھ ممالک، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، مالدیپ، بھوٹان اور افغانستان شامل ہیں۔ پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:۔

(i) پاکستان اور بھارت (Pakistan and India)

- بھارت، پاکستان کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کا دارالحکومت دہلی ہے اور جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم ''سارک'' کے دائرہ میں دونوں ممالک میں تعاون بڑھانے کی کئی کوششیں کی گئیں۔ پاکستان نے ہمیشہ اختلافی امور کو مذاکرات کے ذریعے سے حل کرنے پر زور دیا۔
- 1988ء میں ''سارک'' کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا، جس میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔
- سارک تنظیم کے تحت 1990ء کے بعد پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری ہوئی۔ باہمی تجارت اور لوگوں کی آمدورفت بڑھی مگر یہ تعلقات بھی ایک حد سے آگے نہ بڑھ سکے۔

Web version of PCTB Textbook

- جنوری 2004ء میں سارک کانفرنس (اسلام آباد) کے دوران میں صدرِ پاکستان اور بھارت کے وزیرِ اعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے اور باہمی مسائل کو حل کرنے کے لیے مذاکرات جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا۔
- مسئلۂ کشمیر دونوں ممالک کے مابین کشیدہ تعلقات کی بنیادی وجہ ہے۔ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کرنا چاہتا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ موقف پر قائم ہے کہ مسئلۂ کشمیر اقوامِ متحدہ کی منظور کی ہوئی قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے سے حل کیا جائے۔
- سارک کے رکن ممالک نے پاکستان اور بھارت کے مابین مسئلۂ کشمیر اور پانی جیسے بنیادی تنازعے کے حل میں ہمیشہ مؤثر کردار ادا کیا ہے، لیکن بھارت ہمیشہ رکاوٹوں کا باعث بنا ہے، جس سے یہ مسئلہ ابھی تک حل طلب ہے اور دونوں ممالک کے تعلقات میں بڑی رکاوٹ ہے۔

(ii) پاکستان اور بنگلہ دیش (Pakistan and Bangladesh)

- 1985ء میں سارک کا پہلا سربراہی اجلاس اور 1993ء میں سارک کا ساتواں سربراہی اجلاس بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں منعقد ہوا۔ ان اجلاسوں میں سارک ممالک کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لیے بہت سے اقدامات اٹھائے گئے۔
- 2005ء میں سارک کی تیرھویں سربراہی کانفرنس ڈھاکہ میں منعقد ہوئی، جس میں بنگلہ دیش کی وزیرِ اعظم خالدہ ضیا کو اگلے سال کے لیے سارک کا چیئر پرسن منتخب کیا گیا۔ اس اجلاس میں پاکستان نے متنازعہ امور کو حل کرنے پر زور دیا اور علاقائی تعاون اور ترقّی کے لیے کشمیر کے مسئلے کے حل کو ناگزیر قرار دیا۔
- بنگلہ دیش سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں، لیکن ان تعلقات میں اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان تعلقات میں بہتری آ رہی ہے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان تجارتی تعلقات بھی قائم ہیں۔

(iii) پاکستان اور سری لنکا (Pakistan and Sri Lanka)

- پاکستان اور سری لنکا کے درمیان تجارتی تعلقات کافی مضبوط ہیں۔ سارک کا چھٹا سربراہی اجلاس 1991ء میں سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایشیا میں تخریب کاری اور تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر قابو پانے کے لیے مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔
- پاکستان کے وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف نے اس خطّے میں پائیدار امن کے قیام، اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی پابندی اور ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کی تجاویز دیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> 2011-12ء میں جب ڈینگی پاکستان کے صوبے پنجاب میں خطرناک حد تک پھیل چکا تھا، اُس وقت حکومتِ سری لنکا نے ماہر ڈاکٹروں کی ایک ٹیم پاکستان بھیجی اور دونوں حکومتوں نے مل کر ڈینگی کے سدِّباب میں اہم کردار ادا کیا۔

- 1998ء میں سارک کا دسواں سربراہی اجلاس سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بھارت کے وزیرِ اعظم اٹل بہاری واجپائی اور میاں محمد نواز شریف کے درمیان ملاقات ہوئی، جس کی بنا پر واجپائی نے لاہور کا دورہ کیا۔ سارک ممالک نے

Web version of PCTB Textbook

غربت کے خاتمے اور باہمی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا۔

- 2016ء کے شروع میں وزیرِ اعظم پاکستان نے سری لنکا کا دورہ کیا۔ اس دوران میں دونوں ممالک کے درمیان دفاع، سلامتی، انسدادِ دہشت گردی، تجارت اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں سے متعلق کئی معاہدوں اور مفاہمت کی یادداشتوں پر دستخط ہوئے۔

(iv) پاکستان اور نیپال (Pakistan and Nepal)

- سارک کے حوالے سے پاکستان کے نیپال سے تجارتی تعلقات کافی حوصلہ افزا ہیں اور مختلف وفود کے تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان اور نیپال کے مشترکہ اقتصادی کمیشن کے قیام کا معاہدہ 1983ء میں طے پایا۔ دونوں ممالک نے تجارت و زراعت اور سیاحت کے علاوہ توانائی کے شعبے میں معلومات کے تبادلے سمیت اہم پیش رفت کی ہے۔
- دونوں ممالک متعدد علاقائی اور عالمی مسائل پر یکساں مؤقف رکھتے ہیں۔ اس وقت دونوں ممالک کے درمیان تجارت، زراعت، تعلیم، توانائی، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں تعاون جاری ہے۔
- پاکستان اور نیپال کے قریبی اور دوستانہ تعلقات کو اقتصادی اور تجارتی تعاون میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ دوطرفہ تجارت کو وسعت دینے کے لیے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

(v) پاکستان اور جمہوریہ مالدیپ (Pakistan and Republic of Maldives)

کیا آپ جانتے ہیں؟

جمہوریہ مالدیپ، جزائر پر مشتمل ایک ریاست ہے۔ یہاں قریباً 200 جزیرے ایسے ہیں، جن پر انسانی آبادی موجود ہے۔ مالدیپ کا دارالحکومت مالے ہے جہاں پورے ملک کی 80 فی صد آبادی قیام پذیر ہے۔

- جمہوریہ مالدیپ کے پاکستان سے تعلقات ہمیشہ سے مثالی رہے ہیں۔ 1990ء میں سارک کی پانچویں سربراہی کانفرنس جمہوریہ مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں منعقد ہوئی۔ پاکستانی وفد کی قیادت وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف نے کی۔
- 2015ء میں مالدیپ کے صدر عبداللہ یامین عبدالقیوم نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اس دوران میں دونوں ممالک کے درمیان کئی معاہدے ہوئے، جن میں منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام، کھیل، صحت، تجارت اور تعلیم کے شعبے وغیرہ شامل تھے۔
- موجودہ دور میں مالدیپ، پاکستان کی انوسٹمنٹ فرینڈلی پالیسی سے بدلتے ہوئے اقتصادی حالات اور پاک مالدیپ دوستی سے استفادہ کر سکتا ہے۔

(vi) پاکستان اور بھوٹان (Pakistan and Bhutan)

- پاکستان کے بھوٹان کے ساتھ کافی قریبی تعلقات استوار ہو چکے ہیں۔ اس کے دارالحکومت کا نام تھمفو (Thimphu) ہے۔
- دونوں ممالک کے درمیان وفود کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ 2004ء میں اسلام آباد میں ہونے والی سارک کانفرنس میں بھوٹان نے شرکت کی۔ اسی سال پاکستان کے وزیرِ اعظم شوکت عزیز نے اپنے وفد کے ساتھ بھوٹان کا سرکاری دورہ کیا۔ بھوٹان نے سارک کی سرگرمیوں میں ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

- مارچ 2011ء میں بھوٹان کے وزیرِ اعظم نے پاکستان کا دورہ کیا اور پاکستان کے وزیرِ اعظم یوسف رضا گیلانی سے دوطرفہ تعلقات پر بات چیت کی۔اس دوران میں اقتصادی ترقّی، سرمایہ کاری، تجارت، تعلیم اور ثقافت کے حوالے سے مختلف یادداشتوں پر دستخط کیے گئے۔
- بھوٹان کے لیے پاکستان کی اہم برآمدات میں کپاس کی گانٹھیں، ٹیکسٹائلز کی اشیا، کھیلوں کا سامان اور چمڑے سے بنی ہوئی اشیا وغیرہ شامل ہیں۔ بھوٹان سے پاکستان کی اہم درآمدات میں پٹ سن، ربڑ، بیجوں کا تیل اور مختلف کیمیکلز شامل ہیں۔

(vii) پاکستان اور افغانستان (Pakistan and Afghanistan)

- جنوبی ایشیائی علاقائی تعاون کی تنظیم (سارک) نے افغانستان کو 2007ء میں اپنا رکن بنایا تھا۔اس تنظیم کے جھنڈے تلے پاکستان اور افغانستان نے امن، استحکام، ہم آہنگی اور اس خطّے کی ترقّی کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔
- دونوں ممالک، خودمختاری اور برابری کے اصولوں، علاقائی سالمیت، قومی آزادی، طاقت کا استعمال نہ کرنے اور تمام مسائل کا پُرامن حل ڈھونڈنے کے حامی ہیں۔
- افغانستان نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے پاکستان کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔سارک کے ذریعے سے دونوں ممالک کے معاشی اور تجارتی تعلقات بہتر ہوئے ہیں۔

پاکستان کے بڑی طاقتوں کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with major world powers)

پاکستان اپنی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت کی بنیاد پر عالمی سیاست میں خصوصی مقام رکھتا ہے، اسی لیے عالمی سیاست میں پاکستان کا کردار ہمیشہ فعال رہا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عالمی سیاست میں پاکستان کی اہمیت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا (United States of America)

- پاکستان اور امریکا کے تعلقات کی بنیاد قومی سلامتی اور قومی مفادات کا تحفظ ہے۔پاک امریکا تعلقات کی ابتدا اُس وقت ہوئی، جب امریکی صدر ٹرومین نے پاکستانی وزیرِ اعظم لیاقت علی خاں کو امریکی دورے کی دعوت دی، جسے انھوں نے قبول کر لیا۔ لیاقت علی خاں نے 1950ء میں امریکا میں اپنے خطابات کے ذریعے سے پاکستان کے قیام کے مقاصد بیان کرنے کے علاوہ پاکستان کی ترقّی کی ضروریات بھی بیان کیں۔ان کا یہ دورہ کامیاب رہا۔امریکا نے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد دی۔
- 1954ء میں پاکستان نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ دفاعی معاہدے سیٹو پر دستخط کیے اور 1955ء میں پاکستان معاہدہ بغداد میں بھی امریکا کے ساتھ اتحادی بن گیا۔یہ معاہدہ بعد میں سینٹو کہلایا۔
- ان معاہدوں کی وجہ سے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد ملی۔اس سے پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا مگر 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکا نے پاکستان کی امداد بند کر دی۔
- 1971ء میں جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو امریکا نے خود کو اس سے الگ کر کے پاکستان کا ساتھ نہ دیا، جب کہ روس

Web version of PCTB Textbook

نے بھارت کا ساتھ دیا۔ روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو لاکھوں مہاجرین پاکستان آئے۔ اس موقع پر امریکا اور مغربی طاقتوں نے پاکستان کے ساتھ مل کر افغان عوام کی مدد کی اور روس کو افغانستان سے واپس جانا پڑا۔

- 11 ستمبر 2001ء میں امریکا میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے بعد امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان نے امریکا کا ساتھ دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان اور امریکا کے تعلقات مزید بہتری کی طرف گامزن ہوئے۔ پاک امریکا تعلقات ہمیشہ ہی سے اتار چڑھاؤ کا شکار رہے ہیں۔

روس (Russia)

- جغرافیائی طور پر روس پاکستان کے قریب ہے، مگر پاکستان کے امریکا کے ساتھ دفاعی معاہدوں میں شرکت کے باعث روس کے ساتھ تعلقات میں گرم جوشی نہیں آسکی اور روس کے تعلقات بھارت سے استوار ہوتے چلے گئے۔
- روس نے بھارت کی تعمیر و ترقی میں قابلِ ذکر کردار ادا کیا، جس کی وجہ سے پاکستان اور روس کے درمیان تعلقات میں بہتری نہ آسکی۔ 1956ء میں روس کے نائب وزیرِ اعظم نے پاکستان کا دورہ کیا جس میں پاکستان کو صنعت اور معیشت کی ترقی کے لیے امداد کی پیش کش کی۔
- 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد روس نے تاشقند کے مقام پر بھارت اور پاکستان کے درمیان معاہدہ کرا کے جنگی قیدیوں کی واپسی اور علاقوں پر قبضے کا مسئلہ حل کرایا۔ روس نے بھارت کی مدد جاری رکھی۔
- 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں بھارت کو روس کی مدد حاصل تھی۔
- ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں روس کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں بہتری آئی۔ اسی دور میں کراچی میں روس کے تعاون سے سٹیل مل لگائی گئی جو کہ پاکستان کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی رہی۔
- پاک روس تعلقات میں پاکستان کے امریکا کے ساتھ تعلقات کے باعث سرد مہری رہی۔ روس کے افغانستان پر قبضے کے بعد تو پاکستان اور روس کے تعلقات میں مزید بگاڑ پیدا ہو گیا۔ پاکستان نے کھل کر روسی قبضے کی مخالفت کی۔
- افغان جنگ میں روس کو ناکامی ہوئی اور افغان جنگ کے بعد سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آنے والی نئی ریاستوں، مثلاً: ازبکستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان وغیرہ سے اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) کے تحت تعلقات قائم ہوئے۔ روس کا عالمی سیاست میں کردار نسبتاً کم ہو گیا۔ یوں امریکا کی برتری قائم ہو گئی۔
- موجودہ حالات میں پاکستان اور روس کے درمیان تعلقات میں کافی حد تک بہتری آ رہی ہے۔

برطانیہ (Great Britain)

- برطانیہ اور پاکستان کے درمیان تعلقات قیامِ پاکستان سے قبل، تحریکِ پاکستان کے زمانے سے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان نے ہمیشہ کوشش کی کہ برطانیہ کے ساتھ قریبی تعاون کو برقرار رکھا جائے۔
- تاہم برطانیہ نے دولتِ مشترکہ (Commonwealth) ریاستوں کی تنظیم کے ذریعے سے پاکستان کو مالی اور فوجی امداد فراہم کی۔
- برطانیہ کے ساتھ پاکستانی تجارت کا حجم بھی زیادہ نہ بڑھ سکا۔

Web version of PCTB Textbook

- پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے مسئلے پر بھی برطانیہ کے ساتھ اختلافات رہے۔ برطانیہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی مخالفت کرتا رہا،مگر پاکستان نے اپنے قومی مفادات کی خاطر اپنے ایٹمی پروگرام کو جاری رکھا۔
- موجودہ دور میں برطانیہ اور پاکستان کے درمیان تعلقات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان تعلیم کے فروغ، سماجی شعبے کی ترقی، معاشی ڈھانچے کی بہتری کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ، غربت کے مسئلے سے نمٹنا، توانائی کے بحران، شہریوں کے تحفظ اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے چیلنج سے نمٹنے کے لیے کئی معاہدے ہو چکے ہیں۔

جاپان (Japan)

- پاکستان اور جاپان کے درمیان 1952ء سے سفارتی تعلقات قائم ہیں۔ جاپان نے ہمیشہ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں فعال کردار ادا کیا ہے۔ 1957ء میں جاپان اور پاکستان کے وزرائے اعظم نے ایک دوسرے کے ممالک کے دورے کیے، جن میں معاشی اور صنعتی تعاون کو فروغ دینے کے لیے معاہدے کیے گئے۔
- جاپان نے پاکستان کی صنعتی ترقی کے لیے قابلِ ذکر معاونت کی۔ جاپان پاکستان کو قرضے فراہم کرنے والا ایک اہم ملک ہے۔ جاپان، پاکستان کی صنعتی ضروریات مثلاً بجلی کا سامان، صنعتی مشینری، کاریں، ٹرک، موٹر سائیکل، کیمیائی مادے اور کیمیکل مشینری اور بھاری صنعت وغیرہ کی تکمیل کے لیے معاونت کرتا رہا ہے۔ اس طرح جاپان اور پاکستان کے درمیان تجارت کا حجم بڑھتا چلا گیا۔
- جاپان نے بلوچستان کی پسماندگی دور کرنے کے لیے بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی خضدار کے لیے جدید مشینری، گدو، سبی اور کوئٹہ کے درمیان بجلی کی سپلائی، پسنی میں ڈیزل پاور سٹیشن کا قیام، پاکستان میں زیرِ زمین پانی کی تلاش اور پینے کے صاف پانی کے منصوبے شروع کر کے مثبت کردار ادا کیا۔
- جاپان کی سرکاری ایجنسی، جاپان انٹرنیشنل کوآپریشن ایجنسی (جائیکا) (Japan International Cooperation Agency-JICA) پاکستان میں تعلیم، صحت، پینے کے پانی کی فراہمی اور نکاسیِ آب، ماحول، آب پاشی اور زراعت، ذرائع آمد و رفت، توانائی اور قدرتی آفات سے بچاؤ وغیرہ کے شعبوں میں معاونت کر رہی ہے۔

یورپی یونین (European Union)

- یورپی یونین یورپی ممالک کی ایک تنظیم ہے۔ یورپی ممالک نے باہمی طور پر "ایک یورپ" کے تصور کے تحت یورپی یونین بنائی ہے۔
- پاکستان کی معیشت یورپی یونین کے ساتھ مضبوط تجارتی تعلقات اور کئی دوسرے تجارتی معاہدوں کے ساتھ جڑی ہے۔
- وقت کا تقاضا ہے کہ یورپی یونین کے ممالک میں پاکستانی مفادات کا تحفظ اور ان کے ساتھ تعلقات کو مزید فروغ دیا جائے۔ یاد رہے کہ پاکستان نے فرانس، ہالینڈ، بیلجیم، برطانیہ اور سویڈن وغیرہ کے ساتھ انفرادی معاشی معاہدے بھی کیے۔
- پاکستان نے فرانس سے دفاعی ساز و سامان خریدنے کے لیے معاہدے کیے ہیں مگر ٹیکنالوجی کی منتقلی ممکن نہیں ہوئی، لہٰذا خود انحصاری حاصل نہیں کی جا سکی۔ پاکستان نے جرمنی کے ساتھ بھی کئی ایک معاشی و دفاعی معاہدے کیے ہیں، مگر ان کا حجم کم ہے۔
- پاکستان کے پاس سویڈن کے تیار کردہ بال بیرنگ اور دیگر صنعتی سامان آتا ہے، مگر یہاں بھی تجارت بڑی حد تک یک طرفہ ہے۔

Web version of PCTB Textbook

چین اور پاکستان کا اقتصادی راہ داری منصوبہ
(China Pakistan Economic Corridor-CPEC)

- چین، پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ بہت بڑا تجارتی منصوبہ ہے، جس کا مقصد جنوب مغربی پاکستان سے چین کے شمال مغربی علاقے سنکیانگ تک گوادر بندرگاہ، ریلوے اور موٹروے کے ذریعے سے تیل اور گیس کی کم وقت میں ترسیل ہے۔ اقتصادی راہ داری دونوں ممالک کے تعلقات میں مرکزی اہمیت کی حامل تصور کی جاتی ہے۔
- چین پاکستان کا اقتصادی راہ داری منصوبہ پاکستان اور پورے خطے کے ممالک کی معیشت کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ منصوبہ مختلف خطوں کو باہمی طور پر منسلک کر کے ترقی و خوش حالی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ افغانستان میں قیامِ امن اور تعمیرِ نو کے آغاز کے پیشِ نظر اس منصوبے کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ افغانستان میں امن کے نتیجہ میں گوادر بندرگاہ سے تجارت بڑھے گی۔ وزیرِ اعظم پاکستان کے حالیہ دورہ چین کے موقع پر CPEC کے دوسرے مرحلے کے آغاز کا اعلان کیا گیا ہے۔
- پاکستان کی معیشت پر اس کے مثبت اثرات کی توقع کی جا رہی ہے۔ مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر سی پیک کے تحت توانائی، سڑکوں، ریل، صنعت اور سیاحت وغیرہ کے شعبوں کو ترقی ملے گی۔ ملک میں کاروباری سرگرمیاں تیز ہوں گی، معیشت مستحکم ہو گی، روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور غربت میں کمی لانے میں مدد ملے گی۔ ملکی معیشت کے مختلف شعبوں میں ترقی کے لیے چین کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

چین پاکستان اقتصادی راہ داری (CPEC) کے تحت بننے والی موٹروے کا ایک منظر

دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار
(Pakistan's Contribution towards Peace Keeping in the World)

- پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن ہے۔ اقوامِ متحدہ کا قیام 24-اکتوبر 1945ء کو عمل میں آیا۔ پاکستان نے 30-ستمبر 1947ء کو اقوامِ متحدہ کی رکنیت حاصل کر لی اور اس کے ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے ہیں۔
- پاکستان اقوامِ متحدہ کے منشور پر کاربند رہتے ہوئے اپنا عالمی کردار ادا کرتا ہے۔ بھارت کے ساتھ پاکستان کی کئی جنگوں میں

Web version of PCTB Textbook

سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ کے کردار کو پاکستان نے تو تسلیم کیا، مگر بھارت نے نظر انداز کیا۔

- سلامتی کونسل نے 1949ء میں قرارداد منظور کی کہ کشمیر میں استصوابِ رائے کرایا جائے۔ کشمیریوں کو ان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے، مگر بھارت نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کی پروا نہیں کی۔ پاکستان اقوامِ متحدہ کا ایک ذمہ دار رکن ہے۔ جب بھی اقوامِ متحدہ نے تقاضا کیا، اس نے اپنی افواج کی خدمات "امن فوج" کے طور پر فراہم کی ہیں۔
- پاکستانی افواج نے خلیجی ریاستوں، بوسنیا، سوڈان، کانگو اور دنیا کی دیگر ریاستوں میں امن فوج کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ افریقی ریاستوں میں جہاں حالات انتہائی سخت ہیں، پاکستانی افواج نے امن قائم کرنے میں اپنا کردار انتہائی مؤثر طور پر ادا کیا ہے۔ انھی خدمات کے اعتراف میں پاکستان کو کئی بار اقوامِ متحدہ کی مختلف کمیٹیوں کا سربراہ بھی بنایا جاتا رہا ہے۔
- پاکستان کو سلامتی کونسل کے غیر مستقل رکن کی حیثیت بھی حاصل رہی ہے۔ اقوامِ متحدہ میں پاکستان کا مستقل مندوب موجود ہوتا ہے، جو اہم مسئلے پر اصولی مؤقف اختیار کرتے ہوئے پاکستان کی نمائندگی کرتا ہے۔
- پاکستان نے مسئلۂ فلسطین پر اقوامِ متحدہ میں خصوصی کردار ادا کیا ہے۔ فلسطینیوں پر ہونے والے مظالم کی جانب اقوامِ عالم کی توجہ دلائی ہے، تاکہ مسئلۂ فلسطین حل کر کے فلسطینی مسلمانوں کے لیے آزاد و خود مختار ریاست قائم کی جائے۔ امریکا اور یورپی ریاستیں اسرائیل کی مددگار ہیں، اس لیے اقوامِ متحدہ کو یہ مسئلہ حل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اقوامِ متحدہ میں اگرچہ اصولاً تمام ریاستوں کی حیثیت یکساں ہے، مگر عملی طور پر امریکا اور یورپی ریاستوں کو اقوامِ متحدہ میں خصوصی قوت حاصل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا میں مستقل امن کے لیے تمام عالمی طاقتیں اپنا کردار مثبت انداز میں ادا کریں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دنیا کی پانچ بڑی طاقتیں امریکا، برطانیہ، فرانس، روس اور چین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اقوامِ متحدہ میں پیش کردہ کسی قرارداد یا بل کو مسترد کر سکتے ہیں، اس کو ویٹو (Veto) کہا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان یکم جنوری 2025ء سے دو سال کے لیے سلامتی کونسل کے غیر مستقل رُکن کے طور پر فرائض انجام دے گا۔

- دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار صرف سیاسی معاملات اور امن فوج تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پاکستان نے اس کے دیگر فلاحی اداروں میں بھی قابلِ ذکر کردار ادا کیا ہے۔ بہت سے پاکستانی اقوامِ متحدہ کے اداروں میں ملازمت کرتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹریٹ میں بھی کئی پاکستانی تعینات ہیں اور وہ اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:۔

(i) اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 24/اکتوبر 1944ء (ب) 14/اپریل 1945ء (ج) 24/اکتوبر 1945ء (د) 24/نومبر 1946ء

(ii) او آئی سی کی بنیاد 1969ء میں جس شہر میں رکھی گئی، وہ ہے:
(الف) تہران (ب) لاہور (ج) جدہ (د) رباط

(iii) عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا:
(الف) 1947ء میں (ب) 1949ء میں (ج) 1951ء میں (د) 1953ء میں

(iv) پاکستان نے 30 ستمبر 1947ء کو جس ادارے کی رکنیت حاصل کی، وہ ہے:
(الف) او آئی سی (ب) ای سی او (ج) اقوامِ متحدہ (د) سارک

(v) پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا:
(الف) ایران نے (ب) چین نے (ج) افغانستان نے (د) امریکا نے

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:۔

(i) خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟
(ii) وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے نام تحریر کریں۔
(iii) گوادر کی بندرگاہ کی اہمیت کو تین سطروں میں تحریر کریں۔
(iv) مسئلہ فلسطین سے کیا مراد ہے؟
(v) پاکستان کے بری اور بحری راستے کیوں اہم ہیں؟
(vi) سارک ممالک کے نام لکھیں۔
(vii) RCD سے کیا مراد ہے؟
(viii) چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبے پر چار سطریں تحریر کریں۔
(ix) ویٹو سے کیا مراد ہے؟
(x) چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبے کے پاکستان کے لیے تین فوائد لکھیں۔
(xi) پاکستان وسطی ایشیائی ممالک کے لیے کیسے فائدہ مند ہے؟
(xii) چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ کو کن مشکلات کا سامنا ہے؟ چار سطریں تحریر کریں۔

3- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

(i) پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد بیان کریں۔
(ii) مسئلۂ کشمیر کو پاک بھارت تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ بحث کریں۔
(iii) پاکستان کے ترکیہ کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔
(iv) چین نے پاکستان کی تعمیر و ترقّی میں کیا کردار ادا کیا ہے؟ بیان کریں۔
(v) پاکستان اور امریکا کے تعلقات بیان کریں۔

سرگرمی

- مُسلم ریاستوں کے جھنڈوں پر مشتمل چارٹ بنائیں اور کمرا جماعت میں لگائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کو پاکستان چین اقتصادی راہ داری منصوبہ کے بارے میں بتائیں۔

Web version of PCTB Textbook

زمین اور ماحول
(Land and Environment)

باب 5

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- ایک طبعی نقشے کی مدد سے پاکستان کے محلِ وقوع کی نشاندہی عرض بلد اور طول بلد اور پاکستان کے ہمسایہ ممالک کے حوالے سے کر سکیں۔
2- پاکستان کے اہم زمینی خدوخال (پہاڑی سلسلوں، سطح مرتفع اور میدانوں وغیرہ) کی خصوصیات بیان کر سکیں۔
3- پاکستان کے آب وہوا کے لحاظ سے اہم خطوں کی نشاندہی کر سکیں اور ہر خطے کی آب وہوا کی خصوصیات بیان کر سکیں۔
4- پاکستان کے بڑے گلیشیئرز اور دریاؤں کے محل وقوع کی نشاندہی کر سکیں اور ان کی اہمیت اجاگر کر سکیں۔
5- جنگلات کی اہم اقسام اور ان کی تقسیم، اہمیت اور تحفظ پر بحث کر سکیں۔
6- پاکستان کی جنگلی حیات، ان کے مسکن اور ان کے تحفظ کے لیے کوششوں کی نشاندہی کر سکیں۔
7- پاکستان کے اہم قدرتی خطوں کی خصوصیات اور ان میں انسانی ماحول بیان کر سکیں۔
8- پاکستان کے اہم ماحولیاتی خطرات کی نوعیت، اہمیت اور ان سے متعلقہ مسائل اور ان کے حل پر بحث کر سکیں۔
9- پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو بچانے میں درپیش مشکلات بیان کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

پاکستان کا محلِ وقوع (Location of Pakistan)

پاکستان جنوبی ایشیا کا ایک اہم ملک ہے۔ پاکستان کا کل رقبہ 796,096 مربع کلومیٹر ہے، پاکستان کا قریباً 58 فیصد رقبہ پہاڑوں اور سطوحِ مرتفع پر مشتمل ہے جبکہ قریباً 42 فیصد رقبہ میدانوں اور ریگستانوں پر پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان ایک وسیع و عریض ملک ہے جو جنوب میں بحیرۂ عرب کے ساحلوں اور دریائے سندھ کے ڈیلٹائی میدان سے شمال کے بلند و بالا پہاڑی سلسلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ جنوب مشرقی حصہ دریائی میدانوں سے گھرا ہوا ہے جبکہ مغربی اور وسطی حصہ کئی پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی آب وہوا میں موسمی فرق بہت نمایاں ہے۔

جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے پاکستان 23.5 سے 37 درجے عرض بلد شمالی اور 61 سے 77 درجے طول بلد مشرقی کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان کے شمال مشرق میں چین، مغرب کی جانب افغانستان اور ایران، مشرق کی سمت بھارت اور جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔

پاکستان کے محلِ وقوع کی اہمیت (Importance of Location)

پاکستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان کے شمال مشرق میں چین واقع ہے جو دنیا کی بڑی معاشی طاقت ہے۔ پاکستان کے چین کے ساتھ گہرے روابط ہیں۔ اب چین پاکستان معاشی راہداری (CPEC) کی بدولت یہ تعلقات مزید مضبوط ہو گئے ہیں۔ پاکستان کے شمال مغرب کی جانب افغانستان اور جنوب مغرب میں ایران برادر اسلامی ملک ہے۔ مشرق میں بھارت

Web version of PCTB Textbook

موجود ہے۔ بھارت کے ساتھ کبھی بھی پاکستان کے تعلقات اچھے نہیں رہے۔ پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب اور اس کے ساتھ 1058 کلومیٹر لمبا ساحل ہے۔ یہاں پر موجود کراچی، گوادر اور بن قاسم جیسی بندرگاہوں سے خلیجی ممالک اور دیگر دنیا کے ساتھ بحری راستوں سے تجارت ہوتی ہے۔ افغانستان کی تمام تر تجارت اور گرم پانیوں تک رسائی کا انحصار پاکستان پر ہے۔

پاکستان کے طبعی خدوخال (Physical Features of Pakistan)

طبعی خدوخال کے لحاظ سے پاکستان کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1- پہاڑی سلسلے 2- میدانی علاقے 3- سطوحِ مرتفع

1- پہاڑی سلسلے (Mountain Ranges)

زمین کا وہ حصہ جو سطحِ زمین سے بلند ہو اور جس کی اطراف ڈھلوان دار سطح پتھریلی اور ناہموار ہو، پہاڑ کہلاتا ہے۔

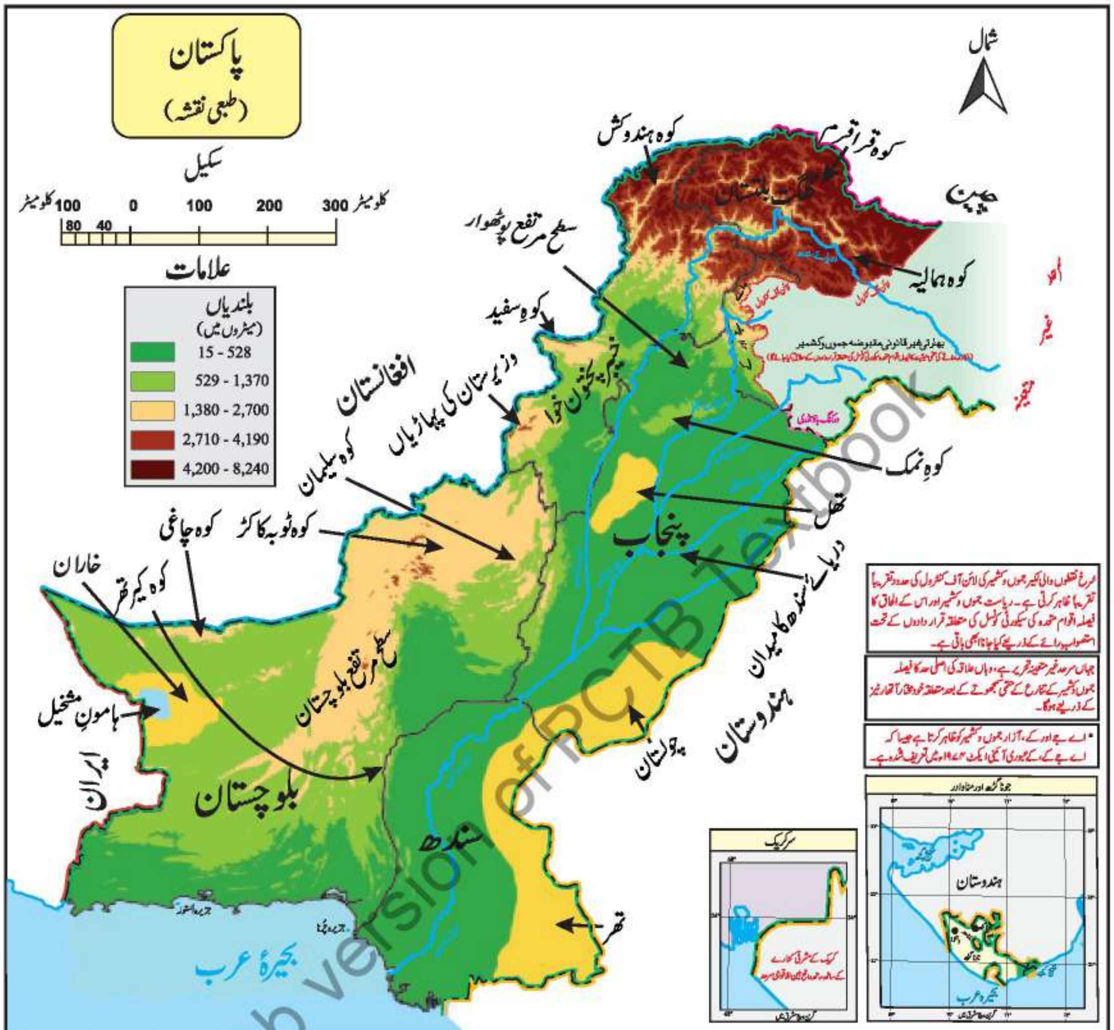

Web version of PCTB Textbook

پاکستان میں دنیا کے بلند پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہیں۔ان کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے:

(i) شمالی پہاڑی سلسلے (ii) شمال مغربی پہاڑی سلسلہ (iii) مغربی پہاڑی سلسلے

(i) شمالی پہاڑی سلسلے (Northern Mountain Ranges)

اس پہاڑی سلسلے میں کوہ ہمالیہ اور کوہ قراقرم واقع ہیں۔

کوہِ قراقرم (Karakoram Mountain)

یہ پہاڑی سلسلہ پاکستان کے شمال میں واقع ہے۔ دنیا کی دوسری بلند ترین پہاڑی چوٹی کے۔ٹو اسی پہاڑی سلسلہ میں ہے جو سطح سمندر سے قریباً 8611 میٹر بلند ہے۔ کوہ قراقرم کی اوسط بلندی قریباً 7000 میٹر ہے۔ اس پہاڑ کی دشوار گزار بلند چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ دنیا کے بلند ترین پہاڑی درّے خنجراب اور شندور یہیں واقع ہیں۔ وادی ہنزہ اور گلگت وغیرہ خوبصورت وادیاں ہیں۔

درہ خنجراب پاکستان اور چین کو ملاتا ہے۔

کوہِ ہمالیہ (Himalayas Mountain)

کوہ ہمالیہ کا عظیم پہاڑی سلسلہ کوہِ قراقرم کے جنوب میں واقع ہے۔ کوہ ہمالیہ جنوبی ایشیا کے شمال میں شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان میں کوہ ہمالیہ کا مغربی حصہ واقع ہے۔ اس کی بلندی 1000 میٹر سے لے کر 6500 میٹر تک ہے۔ جس میں شوالک کی پہاڑیاں، ہمالیہ صغیر کا پہاڑی سلسلہ اور ہمالیہ کبیر کا پہاڑی سلسلہ واقع ہے۔ نانگا پربت اس پہاڑی سلسلہ کی پاکستان میں سب سے بلند چوٹی ہے جس کی سطح سمندر سے بلندی قریباً 8126 میٹر ہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> ماؤنٹ ایوریسٹ دنیا کی بلند ترین پہاڑی چوٹی ہے اس کی بلندی 8848 میٹر ہے۔ جو کہ نیپال میں واقع ہے۔

(ii) شمالی مغربی پہاڑی سلسلہ (North Western Mountain Range)

کوہ ہندوکش (Hindukush Mountain)

کوہ ہندوکش پاکستان کے شمال مغرب میں شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ سطح مرتفع پامیر سے شروع ہو کر دریائے کابل تک پھیلا ہوا ہے۔ اس پہاڑی سلسلے کی بلند ترین چوٹی ترچ میر ہے جو قریباً 7690 میٹر بلند ہے۔ اسی پہاڑی سلسلے میں چترال، سوات اور دیر کی وادیاں واقع ہیں۔

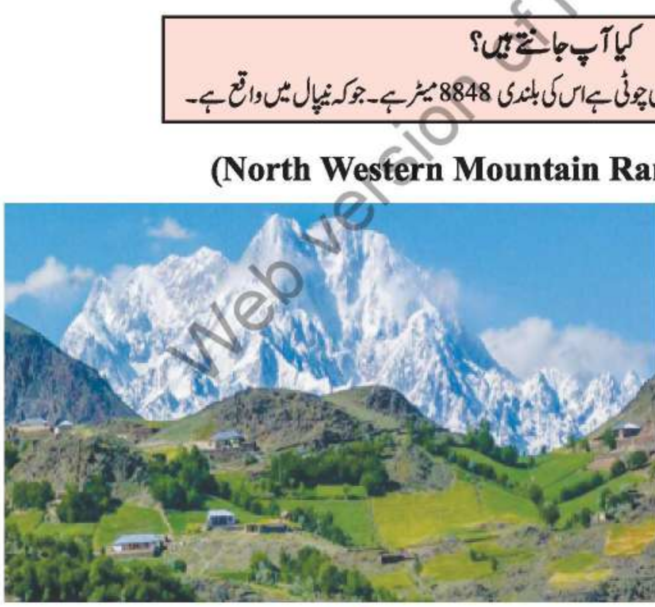

ترچ میر

(iii) مغربی پہاڑی سلسلے (Western Mountain Ranges)

کوہِ سفید (Koh-e-Sufaid)

کوہِ سفید دریائے کابل کے جنوب میں شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ کی اوسط بلندی قریباً 3600 میٹر ہے۔ درّہ خیبر

Web version of PCTB Textbook

کوہِ سفید کے شمال میں واقع ہے۔ درّہ خیبر پاکستان اور افغانستان کے درمیان ایک تاریخی گزرگاہ ہے جس کی لمبائی قریباً 53 کلومیٹر ہے۔ کوہِ سفید کے جنوب میں دریائے کرم بہتا ہے۔

وزیرستان کی پہاڑیاں (Waziristan Hills)

کوہاٹ اور وزیرستان کی پہاڑیاں کوہ سفید کے جنوب میں واقع ہیں۔ یہ مختلف پہاڑیوں کے سلسلے ہیں۔ ان پہاڑیوں کے اہم درّے کرم، ٹوچی اور گومل ہیں۔ دریائے کرم اور دریائے گومل کے درمیان واقع یہ پہاڑی سلسلہ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلے کا ایک اور اہم دریا ٹوچی بھی ہے۔

دریائے گومل

کوہِ سلیمان (Suleman Mountain)

کوہِ سلیمان وزیرستان کی پہاڑیوں کے جنوب میں شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ پاکستان کے قریباً وسط میں واقع ہے۔ کوہِ سلیمان کی بلندترین چوٹی تخت سلیمان ہے جو سطح سمندر سے قریباً 3379 میٹر بلند ہے۔ دریائے بولان اس سلسلے کا اہم دریا ہے۔ کوہِ سلیمان کے جنوب میں بگٹی اور مری کی پہاڑیاں ہیں۔ درۂ بولان اسی پہاڑی سلسلے میں واقع ہے۔

کوہ سلیمان

کیرتھر کی پہاڑیاں (Kirthar Hills)

کیرتھر کی پہاڑیاں دریائے سندھ کے مغرب کی جانب صوبہ سندھ اور بلوچستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ کوہِ سلیمان کے جنوب میں واقع ہیں۔ کیرتھر کی زیادہ سے زیادہ بلندی قریباً 2150 میٹر ہے۔ دریائے حب اور لیاری کیرتھر سے بحیرۂ عرب کی طرف بہتے ہیں۔

کیرتھر کی پہاڑیاں

کوہِ نمک (Salt Range)

کوہِ نمک سطح مرتفع پوٹھوار کے جنوب میں واقع ہے۔ کوہِ نمک کے مشرق میں دریائے جہلم واقع ہے۔ کوہِ نمک کی اوسطاً بلندی قریباً 700 میٹر ہے لیکن سکیسر کے مقام پر اس کی بلندی قریباً 1500 میٹر ہو جاتی ہے۔ اس علاقے کا مشہور اور بڑا دریا سواں ہے۔

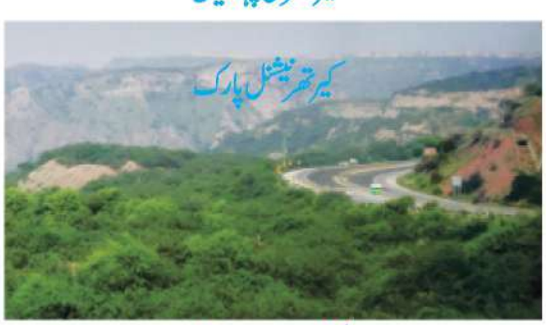

کلر کہار سالٹ رینج

Web version of PCTB Textbook

2- میدانی علاقے (Plain Areas)

میدانی علاقہ

دریائے سندھ کا میدان دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں جہلم، چناب، راوی اور ستلج کی لائی ہوئی مٹی سے بنا ہے۔ پاکستان میں صوبہ پنجاب کا میدانی علاقہ، دریائے سندھ کا بالائی میدان کہلاتا ہے جس کا نام پانچ دریاؤں جہلم، چناب، ستلج، سندھ اور راوی کے سیراب کرنے کی وجہ سے رکھا ہے۔ دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا اور اہم دریا ہے۔ یہ میدان قریباً ہموار ہے اور دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے بنا ہے لہٰذا مٹی بہت زرخیز ہے۔

دریائے سندھ کا زیریں میدان ہموار ہے اور کم ڈھلوان رکھتا ہے۔ اس میدان کو صرف دریائے سندھ ہی سیراب کرتا ہے۔ دریائے سندھ کا زیریں میدان زرعی لحاظ سے بہت اہم ہے۔

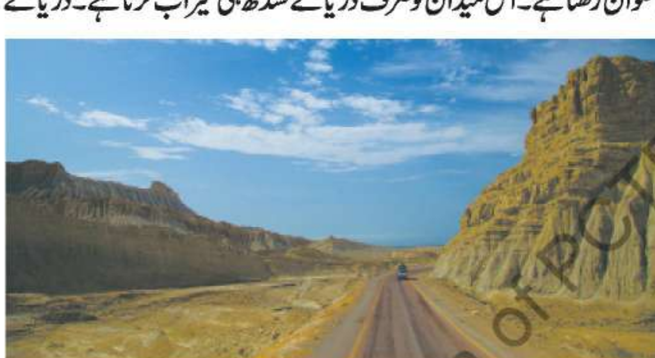
مکران کوسٹل ہائی وے

(i) ساحلی میدان (Coastal Plain)

صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کا ساحل قریباً 1058 کلومیٹر لمبا ہے۔ ساحلی میدانی علاقہ چھوٹی بڑی بندرگاہوں پر مشتمل ہے جن میں کراچی سب سے اہم بندرگاہ ہے۔ دوسری اہم بندرگاہیں پورٹ قاسم، گوادر اور پسنی ہیں۔

تھر

(ii) ریگستان (Deserts)

پاکستان کا جنوب مشرقی حصہ ریگستانی خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ ایک وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس علاقے میں بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، سکھر، خیرپور، سانگھڑ، میرپور خاص اور تھرپارکر کے اضلاع شامل ہیں۔ بہاولپور میں اس صحرا کو چولستان یا روہی جبکہ سندھ میں تھر کہتے ہیں۔ بارش کم ہونے کی وجہ سے صحرائی نباتات ملتی ہیں۔ زیادہ تر علاقہ غیر آباد ہے۔

پاکستان کا دوسرا ریگستان تھل ہے۔ یہ ریگستان دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہے۔ یہ علاقہ زیادہ تر غیر آباد ہے۔ پاکستان کا تیسرا ریگستانی علاقہ صوبہ بلوچستان کے شمال مغرب میں واقع ہے جسے صحرائے خاران کہتے ہیں۔ اس میں کچھ چاغی کا علاقہ بھی شامل ہے۔

Web version of PCTB Textbook

کیا آپ جانتے ہیں؟

سطحِ مرتفع پامیر دنیا کی سب سے بلند سطحِ مرتفع ہے، جسے دنیا کی چھت بھی کہا جاتا ہے۔

3- سطوحِ مرتفع (Plateaus)

سطحِ مرتفع کے خدوخال میں نشیب و فراز ملتے ہیں۔ کہیں پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہیں، کہیں میدان اور کہیں دریائی وادیاں سطحِ مرتفع پر موجود ہوتی ہیں۔

(i) سطحِ مرتفع پوٹھوار (Pothowar Plateau)

سطحِ مرتفع پوٹھوار کے شمال میں کالا چٹا اور مارگلہ کی پہاڑیاں، جنوب میں کوہستان نمک، مشرق میں دریائے جہلم اور مغرب کی جانب دریائے سندھ بہتا ہے۔ یہ سطحِ مرتفع سمندر سے 300 میٹر سے 600 میٹر تک بلند ہے۔ یہاں کا اہم دریا دریائے سواں ہے جو یہاں اپنی وادی بناتا ہے جسے وادیٔ سواں کہتے ہیں۔ سطحِ مرتفع پوٹھوار کی سطح بے حد کٹی پھٹی ہے۔

(ii) سطحِ مرتفع بلوچستان (Balochistan Plateau)

سطحِ مرتفع بلوچستان کوہ سلیمان اور کیرتھر کے پہاڑی سلسلوں کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ سطحِ مرتفع زیادہ سے زیادہ 900 میٹر تک بلند ہے۔ سطحِ مرتفع بلوچستان ناہموار اور بنجر ہے۔ یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے لہٰذا یہ علاقہ صحرائی خصوصیات رکھتا ہے۔

پاکستان کی آب و ہوا (Climate of Pakistan)

کسی ملک یا علاقے کی لمبے عرصے کی موسمی کیفیات کا مطالعہ آب و ہوا کہلاتا ہے۔ موسمی کیفیات سے مراد درجہ حرارت، بارش، ہوا کا دباؤ اور نمی وغیرہ ہیں۔

پاکستان کو آب و ہوا کے لحاظ سے مندرجہ ذیل خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1- نیم حاری برّی بلند آب و ہوا کا خطہ
2- نیم حاری برّی سطحِ مرتفع کی آب و ہوا کا خطہ
3- نیم حاری برّی میدانی آب و ہوا کا خطہ
4- حاری ساحلی آب و ہوا کا خطہ

1- نیم حاری برّی بلند آب و ہوا کا خطہ (Sub-Tropical Continental Highland)

آب و ہوا کے اس خطہ میں پاکستان کے شمال مشرقی اور شمال مغربی پہاڑی سلسلے شامل ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا موسم سرما میں سرد ترین ہوتی ہے۔ عموماً برف باری ہوتی ہے۔ موسم گرما ٹھنڈا ہوتا ہے جبکہ موسم بہار میں بارشیں ہوتی ہیں۔

اس خطہ کے کچھ علاقوں مثلاً بیرونی ہمالیہ، مری اور ہزارہ میں قریباً سارا سال بارشیں ہوتی ہیں۔

2- نیم حاری برّی سطحِ مرتفع کی آب و ہوا کا خطہ (Sub-Tropical Continental Plateau)

آب و ہوا کے اس خطہ میں زیادہ تر بلوچستان کا علاقہ آتا ہے۔ مئی سے وسط ستمبر تک گرم اور گرد آلود ہوائیں مسلسل چلتی رہتی ہیں۔ سبی اور جیکب آباد اسی خطہ میں واقع ہیں۔ جنوری اور فروری کے مہینوں میں کچھ بارشیں ہوتی ہیں۔ موسم گرما شدید گرم اور خشک ہوتا ہے۔

3- نیم حاری برّی میدانی آب و ہوا کا خطہ (Sub-Tropical Continental Lowland)

آب و ہوا کے اس خطہ میں دریائے سندھ کا بالائی (صوبہ پنجاب) اور زیریں میدان (صوبہ سندھ) شامل ہیں۔ اس خطے کی آب و ہوا میں موسم گرما میں زیادہ درجہ حرارت رہتا ہے اور موسم گرما کے آخر میں مون سون ہواؤں سے شمالی پنجاب میں زیادہ بارشیں ہوتی ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

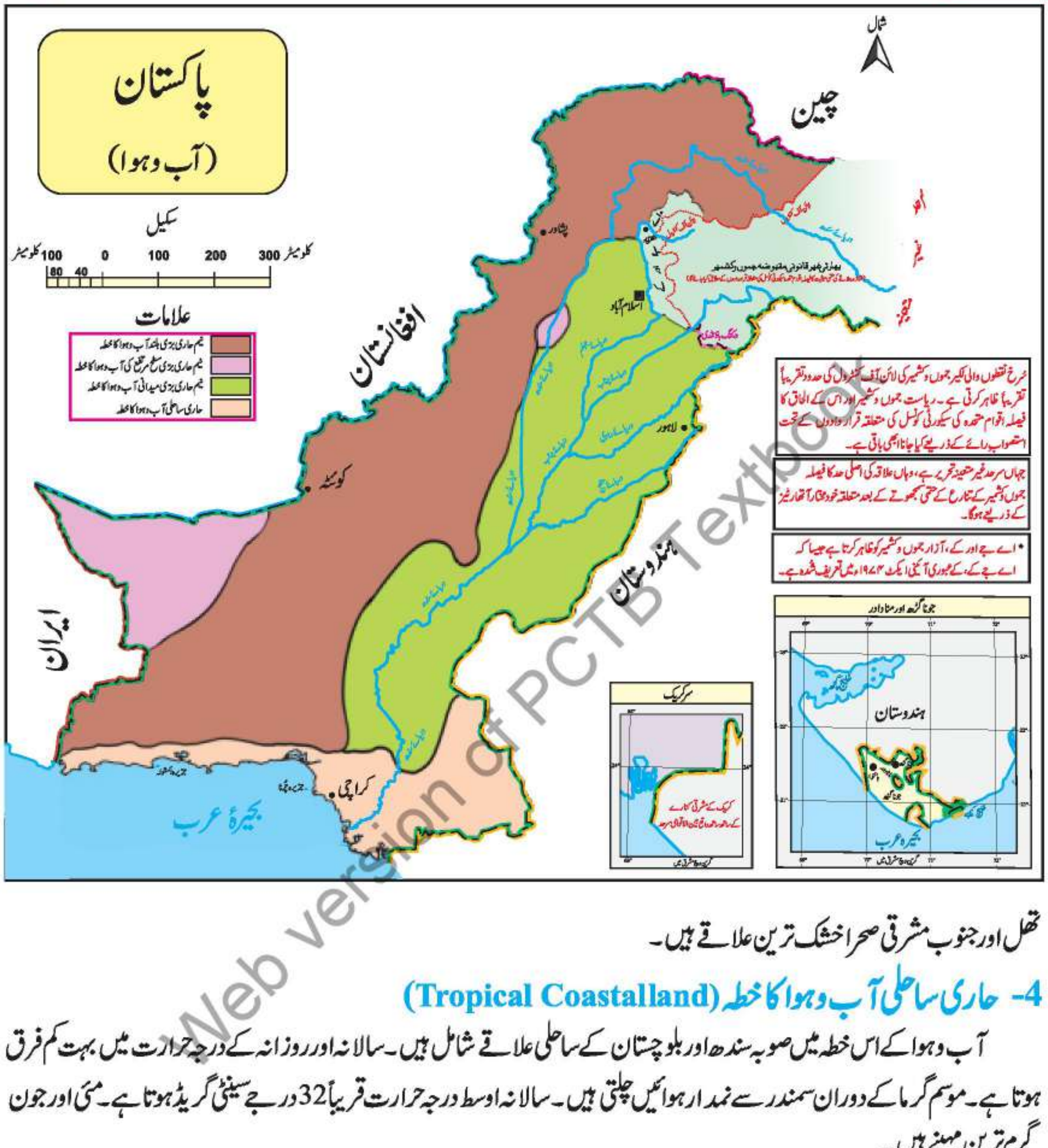

تھل اور جنوب مشرقی صحرا خشک ترین علاقے ہیں۔

4- حاری ساحلی آب وہوا کا خطہ (Tropical Coastalland)

آب وہوا کے اس خطہ میں صوبہ سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقے شامل ہیں۔ سالانہ اور روزانہ کے درجہ حرارت میں بہت کم فرق ہوتا ہے۔ موسم گرما کے دوران سمندر سے نمدار ہوائیں چلتی ہیں۔ سالانہ اوسط درجہ حرارت قریباً 32 درجے سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ مئی اور جون گرم ترین مہینے ہیں۔

آب وہوا کے انسانی زندگی پر اثرات (Impacts of Climate on Human Life)

آب وہوا ہمارے طبعی ماحول کا ایک اہم حصہ ہے۔ آب وہوا براہ راست انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہمارا لباس، ہماری خوراک، ہمارے پیشے، ہماری صحت، ہماری کام کرنے کی صلاحیت اور حتیٰ کہ طرز تعمیر وغیرہ بھی آب وہوا کے زیر اثر ہیں۔ بلند پہاڑی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا رہن سہن، میدانی علاقوں میں رہنے والے لوگوں سے مختلف ہے اسی طرح گرم علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا لباس، خوراک، مکانات وغیرہ شدید سرد علاقوں میں رہنے والے لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ گرم علاقوں میں رہنے والے لوگ

باریک لباس پہنتے ہیں۔ زیادہ تر ٹھنڈے مشروبات کا استعمال کرتے ہیں اور مکانات کھلے اور ہوادار بناتے ہیں جبکہ سرد علاقوں میں رہنے والے لوگ بھاری اور گرم لباس پہنتے ہیں زیادہ تر چائے، کافی، گوشت اور مچھلی کا استعمال کرتے ہیں مکانات چھوٹے بناتے ہیں جنھیں آسانی سے گرم رکھا جاسکے۔ ہر علاقے میں کاشت کی جانے والی فصلوں کا انحصار بھی وہاں پائی جانے والی آب و ہوا پر ہوتا ہے۔

پاکستان کے بڑے گلیشیئرز اور دریا
(Major Glaciers and Rivers of Pakistan)

گلیشیئر

گلیشیئر (Glacier)

بلند پہاڑی چوٹیوں پر برف کی جمی ہوئی تہ جب وادیوں کی طرف حرکت کرتی ہے تو اسے گلیشیئر کہتے ہیں۔ زیادہ بلند علاقوں میں درجہ حرارت کم ہونے اور برف باری سے گلیشیئرز بنتے ہیں۔ پاکستان نیم حاری آب و ہوا کے خطے میں واقع ہے۔ جہاں عام طور پر زیادہ سردی اور بارش نہیں ہوتی لیکن پاکستان کے شمال اور شمال مشرقی علاقے ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش جیسے دنیا کے بلند ترین پہاڑوں پر مشتمل ہیں۔ تمام سال برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں دنیا کے بڑے بڑے گلیشیئرز موجود ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

Web version of PCTB Textbook

سیاچن گلیشیئر (Siachen Glacier)

سیاچن بلتی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جنگلی گلاب کے ہیں۔ اس گلیشیئر پر یہ پودا زیادہ اگتا ہے اس لیے بلتی لوگ اسے سیاچن کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی 72 کلومیٹر ہے۔ یہ پہاڑی سلسلے قراقرم میں واقع ہے۔

بالتورو گلیشیئر (Baltoro Glacier)

بالتورو گلیشیئر بلتستان میں واقع ہے۔ اس کی لمبائی 58 کلومیٹر ہے۔ مشہور زمانہ کے ٹو پہاڑ بھی اسی گلیشیر میں واقع ہے۔ برالدو دریا (Braldu River) اسی گلیشیئر سے نکلتا ہے جو دریائے سندھ میں گرتا ہے۔ سکردو شہر سے اس گلیشیئر تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

بتورا گلیشیئر (Batora Glacier)

بتورا گلیشیئر 58 کلومیٹر لمبا ہے۔ یہ وادی گوجل، گلگت بلتستان میں واقع ہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> گلیشیئرز پاکستان سمیت دنیا بھر میں تازہ پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔

بیافو گلیشیئر (Biafo Glacier)

بیافو گلیشیئر قراقرم کے پہاڑوں میں واقع ہے۔ اس کی لمبائی 62 کلومیٹر ہے۔ یہ ہسپر گلیشیئر سے ملتا ہے، جو کہ وادی ہنزہ میں واقع ہے۔

ہسپر گلیشیئر (Hispar Glacier)

ہسپر گلیشیئر پاکستان کے شمالی علاقے بلتستان میں واقع ہے۔ یہ گلیشیر 61 کلومیٹر لمبا ہے۔ دریائے ہسپر اسی گلیشیئر سے نکلتا ہے۔

گلیشیئرز کی اہمیت (Importance of Glaciers)

پاکستان میں قراقرم کا پہاڑی سلسلہ دنیا کے سب سے زیادہ گلیشیئرز والے علاقوں میں سے ایک ہے۔ پاکستان میں پائے جانے والے ان گلیشیئرز کا تازہ پانی چشموں اور نالوں کی صورت میں دریاؤں میں گرتا ہے۔ پاکستان میں بہنے والے دریا انھی گلیشیئرز کے مرہونِ منت ہیں۔ گلیشیئرز کے علاقوں میں کئی جھیلیں پائی جاتی ہیں۔ ان جھیلوں میں سیف الملوک، شندور اور ست پارہ اہم حیثیت کی حامل ہیں۔ ان جھیلوں کی موجودگی کی وجہ سے اس علاقے کی خوبصورتی میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے سیاحت کے لیے بہت مشہور ہیں۔

پاکستان کے دریا (Rivers of Pakistan)

Web version of PCTB Textbook

پاکستان میں دریاؤں کا نظام دریائے سندھ کے مشرقی اور مغربی معاون دریاؤں جو کہ صوبہ پنجاب، گلگت بلتستان، خیبر پختونخوا، سندھ، آزاد کشمیر کے علاوہ بلوچستان کے دریاؤں پر مشتمل ہے یہ ہمارے ملک کی سرزمین کو سیراب کرتے ہیں۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا (Indus River and its Tributaries)

دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے۔ یہ دریا چین کے علاقے تبت سے نکلتا ہے اور گلگت بلتستان کے علاقے سے بہتا ہوا اٹک کے مقام پر پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ شمال سے جنوب کی طرف سے بہتا ہوا صوبہ سندھ میں داخل ہوتا ہے۔ مٹھن کوٹ کے مقام پر پنجاب کے باقی تمام دریا، دریائے سندھ سے مل جاتے ہیں۔ یہاں سے دریائے سندھ جنوب کی طرف بہتا ہے اور صوبہ سندھ سے گزر کر بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔ دریائے سندھ کے بہت سے معاون دریا ہیں جو اسے دائیں اور بائیں اطراف سے آکر ملتے ہیں۔ بائیں طرف سے ملانے والے دریا کیونکہ زیادہ تر مشرق کی طرف سے آتے ہیں اس لیے انھیں مشرقی معاون دریا بھی کہتے ہیں۔

دریائے سندھ کے مشرقی معاون دریا (Indus River and its Eastern Tributaries)

دریائے راوی (River Ravi)

دریائے راوی سلسلہ ہائے کوہ ہمالیہ سے نکلتا ہے۔ ضلع نارووال کی تحصیل شکر گڑھ سے پاکستان کے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے اور لاہور کی سمت بہنا شروع کر دیتا ہے۔ پنجاب کا دارالحکومت لاہور دریائے راوی کے کنارے واقع ہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 1960 میں سندھ طاس معاہدے کے تحت تین دریا سندھ، چناب اور جہلم پاکستان کے حصے میں جبکہ دریائے راوی، ستلج اور بیاس بھارت کے حصے میں آئے۔

دریائے ستلج (Sutlej River)

دریائے ستلج کوہ ہمالیہ سے نکلتا ہے اور سلیمانکی کے نزدیک صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے اور پنجاب کے مشرقی علاقے میں بہتا ہوا پنجاب کے باقی دریاؤں سے مل جاتا ہے۔

دریائے چناب (Chenab River)

دریائے چناب کوہ ہمالیہ سے نکل کر مرالہ کے نزدیک صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ تریموں کے نزدیک دریائے جہلم اور دریائے چناب آپس میں ملتے ہیں۔

دریائے جہلم (Jhelum River)

دریائے جہلم کشمیر کی وادی سے نکلتا ہے اور بہتا ہوا منگلا کے نزدیک صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔

> **اہم معلومات**
>
> دو دریاؤں کے درمیانی علاقے کو دوآبہ کہتے ہیں۔ پاکستان میں کئی دوآبے ہیں۔ باری دوآب کے علاقے کے ایک طرف دریائے راوی بہتا ہے اور دوسری طرف دریائے ستلج ہے۔ دریائے راوی اور دریائے چناب کے درمیان رچنا دوآب ہے۔ دریائے چناب اور دریائے جہلم کے درمیان چج دوآب ہے جبکہ دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان سندھ ساگر دوآب ہے۔

دریائے سندھ کے مغربی معاون دریا (Indus River and its Western Tributaries)

دائیں طرف سے ملنے والے دریا شمال اور مغرب سے بہتے ہوئے دریائے سندھ میں گرتے ہیں۔ دریائے شیوک، دریائے شگر اور دریائے گلگت شمالی پہاڑی علاقوں میں اہم دریا ہیں جو دریائے سندھ سے ملتے ہیں۔ اٹک کے مقام پر دریائے کابل دریائے سندھ میں گرتا ہے۔ دریائے پنجکوڑہ، دریائے سوات اور دریائے کنڑ اس کے اہم معاون دریا ہیں۔ دریائے کرم، دریائے ٹوچی اور دریائے گومل بھی مغرب سے بہتے ہوئے دریائے سندھ میں گرتے ہیں۔ دریائے ژوب بلوچستان کے علاقے ژوب اور لورالائی سے ہوتا ہوا دریائے گومل سے جا ملتا ہے جو دریائے سندھ کا معاون دریا ہے۔

Webversion of PCTB Textbook

بحیرۂ عرب میں گرنے والے بلوچستان کے دریا

بلوچستان کے دریائے دشت، ہنگول، پورالی اور حب شمال سے جنوب کی طرف بہتے ہوئے بحیرۂ عرب میں جا گرتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
بلوچستان کی سب سے بڑی جھیل ''ہامون مشخیل'' ہے۔

پاکستان کی نہریں (Canals of Pakistan)

برصغیر میں انگریز حکومت نے انیسویں صدی عیسوی کے آغاز پر جدید ترین نہری نظام تعمیر کروایا جو آج دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام کہلاتا ہے۔ اس نظام کے تحت پانچ دریاؤں پر مختلف جگہوں پر بڑے بند اور ہیڈ ورکس باندھ کر نہریں نکالی گئیں۔ پاکستان میں پائی جانے والی نہروں کی چار اقسام ہیں۔

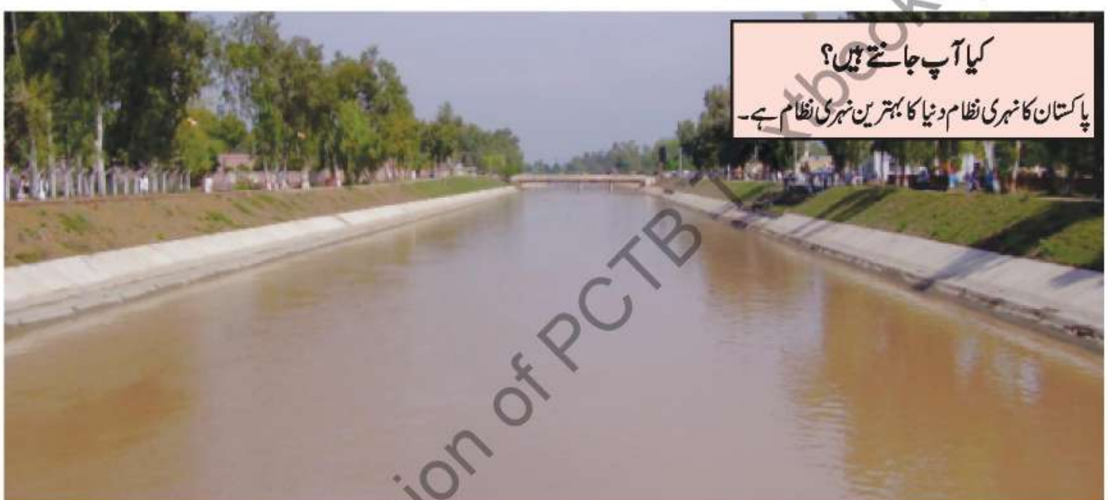

ایک نہر کا منظر

Web version of PCTB Textbook

i- طغیانی یا سیلابی نہریں (Flood Canals)

یہ وہ نہریں ہیں جن میں پانی طغیانی کے ذریعے آتا ہے یا جب دریاؤں میں پانی زیادہ ہو۔ ان نہروں کے ہیڈ ورکس نہیں ہوتے۔ موسم برسات میں دریاؤں میں طغیانی آنے سے نہریں خود بخود چلنے لگتی ہیں۔ طغیانی نہریں زیادہ تر راجن پور، ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں ہیں۔

ii- دوامی نہریں (Perennial Canals)

یہ نہریں دریاؤں پر بند باندھ کر نکالی گئی ہیں اور سارا سال چلتی ہیں۔ بند کے ذریعہ دریا کا پانی روک کر ضرورت کے مطابق اسے نہر میں چھوڑا جا سکتا ہے۔ یہ نہریں ڈیم، بیراج یا ہیڈ کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں اور سارا سال آب پاشی کے لیے پانی مہیا کرتی ہیں۔

iii- غیر دوامی نہریں (Non-perennial Canals)

برسات کے موسم میں جب دریاؤں میں پانی کافی مقدار میں ہوتا ہے تو یہ نہریں چلتی ہیں اور خریف کی فصل کے لیے پانی فراہم کرتی ہیں، دوامی نہروں کی طرح غیر دوامی نہروں کے بھی ہیڈ ورکس ہوتے ہیں جن کے ذریعہ پانی کو کم و بیش کیا جا سکتا ہے۔ ان نہروں کو ششماہی نہریں (چھ مہینوں والی نہریں) بھی کہتے ہیں۔

iv- رابطہ نہریں (Link Canals)

صوبہ پنجاب کے دو دریا ستلج اور راوی، بھارت کے علاقوں سے گزر کر آتے ہیں۔ان دریاؤں کا پانی بھارت بھی استعمال کرتا ہے۔اس لیے پاکستان میں ان دریاؤں میں پانی کی کمی کو رابطہ نہریں پورا کرتی ہیں۔مغربی دریاؤں سندھ، جہلم اور چناب سے نہریں نکال کر مشرقی دریاؤں راوی اور ستلج کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

جنگلات (Forests)

پاکستان کی آب و ہوا میں فرق کی وجہ سے یہاں درج ذیل مختلف اقسام کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

1- پاکستان کے کچھ شمالی اور شمال مغربی علاقوں میں اوسطاً بارش دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ان علاقوں میں مری، ایبٹ آباد، مانسہرہ، چترال، سوات اور دیر وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں سدابہار جنگلات پائے جاتے ہیں جن میں دیودار، کیل، پڑتل، صنوبر، شاہ بلوط اور اخروٹ کے درخت اہم ہیں۔ان درختوں سے اعلیٰ قسم کی عمارتی لکڑی اور میوہ جات وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

2- پہاڑی دامنی علاقوں میں زیادہ تر پھلاہی، کاہو، جنڈ، بیر، توت اور سنبل کے درخت ملتے ہیں جن میں پشاور، مردان، کوہاٹ، اٹک، راولپنڈی، جہلم اور گجرات کے اضلاع شامل ہیں۔

3- صوبہ بلوچستان میں کوئٹہ اور قلات ڈویژن میں زیادہ تر خاردار جھاڑیوں کے علاوہ مازو، چلغوزہ، توت اور پاپلر کے درخت پائے جاتے ہیں۔

4- میدانی علاقوں میں دریائی وادیوں میں کچھ جنگلات موجود ہیں جن میں شیشم، پاپلر، شہتوت، سنبل، جامن، دھریک اور سفیدے وغیرہ کے درخت ملتے ہیں۔ان علاقوں میں چھانگا مانگا، چیچہ وطنی، ٹوبہ ٹیک سنگھ، شورکوٹ، بہاولپور، تونسہ، سکھر، کوٹری اور گدو شامل ہیں۔

جنگلات کی اہمیت (Importance of Forests)

1- شمالی پہاڑی علاقوں میں زیادہ بارش ہوتی ہے جس سے پہاڑی ڈھلوانوں سے پانی بہتا ہوا دریاؤں میں گرتا ہے۔ جنگلات کا ڈھلوانوں پر ہونا پانی کے تیز بہاؤ میں آڑے آتا ہے جس سے نہ صرف مٹی کا کٹاؤ رُک جاتا ہے بلکہ پانی کی رفتار بھی کم ہوجاتی ہے۔

2- جنگلات سے حاصل کردہ لکڑی، فرنیچر اور دوسری اشیا بنانے کے کام آتی ہے۔لہٰذا جنگلات ملکی ترقی میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

3- جنگلات کسی بھی علاقے کی آب و ہوا کو خوشگوار بنا دیتے ہیں۔درجہ حرارت کی شدت کو کم کر دیتے ہیں۔جنگلات ماحولیاتی آلودگیوں خصوصاً سموگ (Smog) کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

4- جنگلات کافی حد تک بارش برسانے کا باعث بھی بنتے ہیں کیونکہ ان کی موجودگی سے ہوا میں آبی بخارات کی تعداد میں اضافہ ہوجاتا ہے جو بارش کا باعث بنتے ہیں۔

5- درخت سیم و تھور زدہ علاقوں میں بہت کارآمد ہیں کیونکہ یہ زمین سے پانی جذب کر لیتے ہیں جس سے زیر زمین پانی کی مقدار کم ہوجاتی ہے اور اس کی سطح نیچے چلی جاتی ہے۔

6- جنگلات سے حاصل ہونے والی جڑی بوٹیاں ادویات بنانے میں کام آتی ہیں۔

7- جنگلات سیاحت کو فروغ دیتے ہیں۔ پاکستان کے بہت سے شمالی اور شمال مغربی پہاڑی مقامات ایسے ہیں جو جنگلات کی وجہ سے صحت افزا ہیں۔

8- جنگلات جنگلی حیات (پرندوں، چرندوں اور درندوں) کے لیے بہت ضروری ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

9- جنگلات پلپ (گودا) (Pulp) بنانے اور کاغذ بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

حکومت پاکستان نے جنگلات میں اضافے کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ شعبہ جنگلات اس سلسلہ میں سرگرم عمل ہے۔ درخت لگانے کے لیے تمام بڑے بڑے شہروں میں نرسریاں قائم کی گئی ہیں جہاں مناسب قیمت پر پودے دستیاب ہیں۔

پاکستان میں جنگلی حیات (Wildlife in Pakistan)

کسی بھی ملک میں جنگلی حیات کا موجود ہونا قدرتی توازن کو برقرار رکھنے میں بڑا معاون ہوتا ہے۔ پاکستان کے جنگلات میں بے شمار جانور پائے جاتے ہیں تاہم پاکستان کے پہاڑی اور ریگستانی علاقوں میں پائے جانے والے جانور قابلِ ذکر ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور بلند پہاڑیوں پر جنگلی بلیاں اور برفانی ریچھ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

کم بلند پہاڑی ڈھلوانوں پر سرخ لومڑی، کالا ہرن، چیتا، تیتر اور چکور وغیرہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ سطح مرتفع پوٹھوار، کوہستانِ نمک اور کالا چٹا پہاڑ پر جنگلات کثرت سے ملتے ہیں، ان جنگلات میں کئی جنگلی جانور پائے جاتے ہیں جن میں اڑیال، چنکارا ہرن، تیتر، مور، چکور اور علاقائی پرندے شامل ہیں۔ چکور پاکستان کا قومی پرندہ جبکہ مارخور پاکستان کا قومی جانور ہے۔

جنوبی پنجاب میں نیل گائے، جنگلی بلی، گیدڑ، تیتر، سانپ، مور اور چنکارا قابلِ ذکر ہیں۔

تھل اور چولستان کے ریگستانی علاقوں میں اونٹ، ہرن، نیل گائے، صحرائی لومڑی، گیدڑ، بلیاں، کالا اور بھورا تیتر، کوبرا، شتر مرغ بھی پایا جاتا ہے۔ شکاری پرندوں میں پاکستان میں باز، شکرا، عقاب، چیل اور گدھ عام ملتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خطرے سے دوچار جانوروں سے مراد وہ جانور ہیں جو ختم ہونے کے قریب ہیں مثلاً برفانی ریچھ، انڈس ڈولفن، کالا ہرن وغیرہ۔

Web version of PCTB Textbook

پاکستان کے قدرتی خطے (Natural Regions of Pakistan)

قدرتی خطے سے مراد ایسا علاقہ ہے، جس میں موسم، نباتات، آبادی، لوگوں کے رہن سہن کے طریقے ایک جیسے ہوں۔ یا قدرتی خطے سے مراد زمین کا وہ علاقہ ہے جس میں سطح زمین کی بلندی، پستی، درجہ حرارت، بارش، نباتات، حیوانات اور انسانی کام کاج تقریباً ملتے جلتے ہوں۔ پاکستان کو قدرتی خطوں کے لحاظ سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ میدانی خطہ
2۔ صحرائی خطہ
3۔ ساحلی خطہ
4۔ خشک اور نیم خشک پہاڑی خطہ
5۔ مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطہ

ذیل میں ان خطوں کی تفصیل دی گئی ہے:

1- میدانی خطہ (Plain Region)

i۔ علاقے (Areas)

اس خطے کی آب و ہوا انتہائی خشک ہے۔ موسم گرما انتہائی گرم اور موسم سرما سرد ہوتا ہے۔ موسم گرما میں اوسط درجہ حرارت 40 ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے جبکہ موسم سرما کا اوسط درجہ حرارت 10 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ اس علاقے میں بارشیں زیادہ تر برسات کے موسم میں مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس خطے میں سالانہ اوسط بارش 15 سے 20 انچ ہے۔

ii۔ آب وہوا (Climate)

پاکستان کا میدانی خطہ زیادہ تر صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ میں آتا ہے۔ جسے دریائے سندھ کا بالائی اور زیریں میدان کہتے ہیں۔ میدانی خطہ صوبہ پنجاب میں پوٹھوہار اور کوہستان نمک سے شروع ہو کر مٹھن کوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ صوبہ سندھ میں یہ خطہ نہری آب پاشی کے علاقوں پر مشتمل ہے۔

iii۔ نباتات (Vegetation)

کچھ جنگلات دریاؤں کے ساتھ پائے جاتے ہیں جبکہ کچھ مصنوعی جنگلات لگائے گئے ہیں۔

iv۔ معاشی حالات (Economic Conditions)

یہ علاقہ دریاؤں کی لائی ہوئی انتہائی زرخیز مٹی سے بنا ہے۔ اس کے علاوہ اس خطے میں نہری آب پاشی کا نظام بھی بہت عمدہ ہے لہٰذا یہ علاقہ اپنی زرعی پیداوار میں پوری دنیا میں شہرت رکھتا ہے اس علاقے کی اہم فصلوں میں چاول، گندم، گنا اور کپاس شامل ہیں۔ یہ خطہ ملک کی صنعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ملک کی اکثر و بیشتر صنعتیں اسی علاقے میں واقع ہیں۔ ان صنعتوں میں ٹیکسٹائل، الیکٹرونکس، بجلی کا سامان، کھیلوں کا سامان، چینی کی صنعت، چمڑے کی صنعت اور کٹلری کی صنعتیں اہم ہیں۔ اہم صنعتی شہروں میں لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، پشاور، گجرات، ملتان، قصور، سیالکوٹ، نواب شاہ، مردان، نوشہرہ اور سکھر قابل ذکر ہیں۔

v۔ آبادی (Population)

یہ خطہ ملک کا سب سے گنجان ترین خطہ ہے۔ ملک کی قریباً 50 فیصد آبادی اسی خطے میں رہتی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

2- صحرائی خطہ (Desert Region)

i۔ علاقے (Areas)

پاکستان کا صحرائی خطہ صوبہ پنجاب میں تھل (خوشاب، بھکر، میانوالی اور لیہ کے اضلاع) چولستان (بہاول پور، بہاول نگر اور رحیم یار خان کے اضلاع) صوبہ سندھ کے تھر (ضلع خیر پور، تھر پارکر، عمر کوٹ) اور صوبہ بلوچستان کے سیہان کے علاقوں پر مشتمل ہے۔

ii۔ آب و ہوا (Climate)

صحرائی خطے کی آب و ہوا انتہائی خشک اور سخت ہے۔ گرمیوں میں دن کا اوسط درجہ حرارت 40°C سے زیادہ ہوتا ہے۔ دن میں گرم لُو چلتی ہے۔ صحرائی علاقوں میں دن اور رات کے درجہ حرارت میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔ موسم گرما میں درجہ حرارت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ موسم سرما بھی صحرائی علاقوں میں انتہائی سرد ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں سالانہ بارش کی مقدار 5 انچ سے کم ہوتی ہے۔

iii۔ نباتات (Vegetation)

صحرائی خطے میں بارش کی کمی اور درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے نباتات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کہیں کہیں جڑی بوٹیاں اور خود رو کیکر کے درخت نظر آتے ہیں۔

iv۔ معاشی حالات (Economic Condition)

یہ علاقہ زیادہ تر دیہی علاقوں پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر لوگ زراعت اور مویشی پال کر گزارا کرتے ہیں۔ خطے میں بارش کم ہونے کی وجہ سے زراعت سے متعلقہ سرگرمیاں کم ہیں۔

v۔ آبادی (Population)

اس خطے میں آبادی گنجان نہیں ہے۔ دیہی آبادی زیادہ تر بکھری ہوئی ہے۔ اس خطے میں شہری آبادی کا تناسب کم ہے۔ اہم شہروں میں بہاول پور، بہاول نگر، رحیم یار خاں، عمر کوٹ اور خوشاب شامل ہیں۔

3- ساحلی خطہ (Coastal Region)

i۔ علاقے (Areas)

یہ خطہ صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کی ساحلی پٹی پر مشتمل ہے۔ اس خطے میں صوبہ سندھ کے اہم علاقے ٹھٹھہ، بدین اور کراچی، جبکہ صوبہ بلوچستان میں لسبیلہ، گوادر، پسنی، تربت اور پنجگور وغیرہ شامل ہیں۔

ii۔ آب و ہوا (Climate)

اس خطے کی آب و ہوا معتدل ہے۔ سمندر کی قربت کی وجہ سے موسم گرما اور سرما کے درجہ حرارت میں زیادہ فرق نہیں۔ موسم گرما کا اوسط درجہ حرارت 30 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے جبکہ موسم سرما میں اوسط درجہ حرارت 15 درجے سینٹی گریڈ تک رہتا ہے۔ ساحلی خطے میں نمی سارا سال زیادہ رہتی ہے۔ سالانہ بارش کی اوسط مقدار 12 انچ ہے۔

iii۔ نباتات (Vegetation)

اس خطے میں کم جنگلات پائے جاتے ہیں۔ بارش کی مقدار کم ہونے کی وجہ سے دنیا کے باقی ساحلی علاقوں کے مقابلے میں یہاں ناریل کے درخت عام نہیں ہیں جب کہ ساحلی جنگلات (Mangroves) ساحلی علاقوں میں بکثرت ملتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

iv۔ معاشی حالات (Economic Condition)

ساحلی پٹی ہونے کی وجہ سے ماہی گیری اس علاقے کا اہم پیشہ ہے۔ بلوچستان کی ساحلی پٹی پر واقع چھوٹی بندرگاہیں پسنی، جیوانی اور گڈانی ماہی گیری کے لیے مشہور ہیں۔ بلوچستان میں گوادر بندرگاہ کی تعمیر سے وہاں خوش حالی کے نئے باب کا آغاز ہو گیا ہے۔ کراچی کو ایک بین الاقوامی بندرگاہ کی حیثیت حاصل ہے، لہٰذا یہ دنیا کی تجارتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ کراچی ایک بہت بڑا صنعتی شہر ہے۔

v۔ آبادی (Population)

ساحلی خطہ آبادی کے لحاظ سے گنجان آباد علاقہ ہے۔ اس خطے میں شہری آبادی کی اکثریت ہے۔ کراچی اس خطے کا سب سے گنجان آباد شہر اور بندرگاہ ہے۔ اس کی آبادی دو کروڑ سے زائد ہے۔

4- خشک اور نیم خشک پہاڑی خطہ (Arid and Semi Arid Mountain Region)

خشک پہاڑی خطہ

i۔ علاقے (Areas)

یہ پہاڑی خطہ پاکستان کے مغربی پہاڑی سلسلوں اور سطح مرتفع بلوچستان پر مشتمل ہے۔ اس خطے میں شامل علاقوں میں قبائلی علاقہ جات، صوبہ خیبر پختونخوا کے جنوب مغربی اضلاع ڈیرہ اسماعیل خان، ٹانک، بنوں، کرک اور کوہاٹ اور تمام صوبہ بلوچستان سوائے جنوبی ساحلی علاقوں اور مشرقی سبی اور جعفرآباد شامل ہیں۔

ii۔ نباتات (Vegetation)

یہاں بہت کم جنگلات پائے جاتے ہیں۔ کچھ پھلوں کے باغات اور محدود پیمانے پر مختلف فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔

iii۔ آب و ہوا (Climate)

اس خطے کی آب و ہوا انتہائی شدید اور خشک ہے۔ موسم گرما انتہائی خشک اور گرم رہتا ہے۔ اکثر علاقوں میں موسم گرما میں اوسط درجہ حرارت 35 درجے سینٹی گریڈ رہتا ہے جبکہ موسم سرما میں اوسط درجہ حرارت 7 درجے سینٹی گریڈ رہتا ہے۔ اس خطے میں بارش موسم سرما میں مغربی سائیکلون کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ موسم گرما میں بارش کی مقدار بہت کم ہے۔ لہٰذا جنگلات بھی کم ہیں لیکن اس علاقے میں چراگاہیں زیادہ ہیں۔ اس خطے میں سالانہ بارش 12 انچ سے کم ہوتی ہے۔

iv۔ آبادی (Population)

یہ علاقہ زیادہ گنجان آباد نہیں ہے۔ دیہی آبادی شہری آبادی کی نسبت سے زیادہ ہے۔

نیم خشک پہاڑی خطہ (Semi Dry Mountain Region)

i۔ علاقے (Areas)

نیم خشک پہاڑی خطے میں عام طور پر کوہ نمک، کالا چٹا پہاڑ، کوہ سلیمان اور کوہ کیرتھر کے پہاڑی سلسلے واقع ہیں۔

ii۔ آب و ہوا (Climate)

موسم گرما گرم اور طویل ہوتا ہے۔ یہاں سالانہ بارش 12 سے 15 انچ تک ہوتی ہے۔

iii۔ نباتات (Vegetation)

یہ علاقہ پھلوں کی پیداوار کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ مکئی، جوار، چنا اور مونگ پھلی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

iv۔ آبادی (Population)

اس خطے کی آبادی کم ہے۔ دیہی آبادی شہری آبادی کی نسبت زیادہ ہے۔

5۔ مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطہ (Humid and Sub Humid Mountain Region)

مرطوب پہاڑی خطہ

i۔ علاقے (Areas)

مرطوب پہاڑی خطے میں پنجاب کا علاقہ مری اور خیبر پختونخوا کے علاقے ایبٹ آباد، مانسہرہ اور ہزارہ وغیرہ شامل ہیں۔

ii۔ آب وہوا (Climate)

اس خطے میں موسم گرما خوشگوار ہوتا ہے اور موسم سرما میں شدید سردی پڑتی ہے۔ یہاں سالانہ بارش 50 انچ سے زائد ہوتی ہے۔ موسم گرما میں درجہ حرارت 26 درجے سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے اور موسم سرما کا درجہ حرارت صفر درجے سینٹی گریڈ یا اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔

iii۔ نباتات (Vegetation)

یہ خطہ مختلف اقسام کے درختوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس علاقے میں قیمتی لکڑی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

iv۔ آبادی (Population)

یہ خطہ آبادی کے لحاظ سے گنجان آباد ہے۔ اس خطے میں شہری آبادی کی اکثریت ہے۔

نیم مرطوب پہاڑی خطہ

i۔ علاقے (Areas)

نیم مرطوب پہاڑی خطہ میں کوہاٹ، کشمیر، سوات اور چترال وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔

ii۔ آب وہوا (Climate)

اس خطے میں زیادہ بارشیں نہیں ہوتیں۔ یہاں سالانہ بارش 20 انچ سے زیادہ ہوتی ہے۔ موسم گرما میں زیادہ گرمی نہیں پڑتی اور موسم سرما ٹھنڈا ہوتا ہے۔

iii۔ نباتات (Vegetation)

اس خطے میں کئی اقسام کے درخت ملتے ہیں۔ یہاں محدود پیمانے پر فصلوں اور پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے۔

iv۔ آبادی (Population)

یہ خطہ آبادی کے لحاظ سے زیادہ گنجان آباد نہیں ہے۔

Web version of PCTB Textbook

اہم ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل

(Major Environmental Hazards and their Remedies)

"ماحول سے مراد کسی جاندار کے اردگرد کا وہ علاقہ جو اس جاندار کی زندگی اور اس کی سرگرمیوں کو متاثر کرے۔"

ماحول جس میں طبعی خدوخال، آب وہوا، مٹی اور قدرتی نباتات وغیرہ شامل ہیں، انسانی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ انسان کی وہ تمام سرگرمیاں جو وہ کسی علاقے میں انجام دیتا ہے چاہے معاشی ہوں یا سیاسی، سماجی ہوں یا مذہبی، معاشرتی ہوں یا اقتصادی، قدرتی ماحول ان سرگرمیوں پر اپنا اثر چھوڑتا ہے۔ ماحولیاتی مسائل سے مراد وہ تمام مسائل ہیں جو ماحول کے ناموافق یا غیر موزوں ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ جس سے نہ صرف انسانی زندگی بلکہ حیوانی، نباتاتی اور آبی حیات کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

پاکستان کے ماحولیاتی تناظر میں آج ہمیں جن ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

1۔ آلودگی 2۔ جنگلات کا کٹاؤ 3۔ زمین کا صحرا میں تبدیل ہونا 4۔ سیم وتھور

ان ماحولیاتی مسائل کی تفصیل ذیل میں پڑھتے ہیں:

1۔ آلودگی (Pollution)

کسی ایسی چیز کا ماحول میں شامل ہو جانا جو نہ صرف انسانوں بلکہ دوسرے جانداروں کے لیے بھی نقصان دہ ہو ماحولیاتی آلودگی کہلاتا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی بالعموم تین اقسام ہیں۔

(i) ہوائی آلودگی (ii) زمینی آلودگی (iii) آبی آلودگی

(i) ہوائی آلودگی (Air Pollution)

ہوائی آلودگی

ہوائی آلودگی سے مراد ہوا میں نقصان دہ گیسوں کی مقدار میں اضافہ ہے، مثلاً کاربن ڈائی آکسائیڈ اور سلفر آکسائیڈ وغیرہ۔ فیکٹریوں اور گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں سے ہوا میں نقصان دہ گیسوں کا اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے قدرتی ماحول کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ مختلف خطرناک بیماریوں کا باعث بن رہی ہے مثلاً پھیپھڑوں کا سرطان اور مختلف جلدی بیماریاں وغیرہ۔ ہوا کی آلودگی کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ زہریلی اور نقصان دہ گیسوں کے اخراج میں کمی لائی جائے، مثلاً گاڑیوں کے لیے ایسے ایندھن کا استعمال جو کم آلودگی پھیلائیں مثلاً CNG وغیرہ۔ زیادہ سے زیادہ درخت اگائیں۔ اسی طرح کارخانوں اور فیکٹریوں میں فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کریں۔ اس کے علاوہ ایسی گیسوں کے استعمال پر پابندی لگانی چاہیے جو ماحول کو نقصان پہنچا رہی ہیں مثلاً کلوروفلوروکاربن گیس کا استعمال کرنا وغیرہ۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
سموگ (Smog) ہوا کی آلودگی ہی کی ایک قسم ہے جو کہ دھوئیں اور دھند (Smoke+Fog) کا آمیزہ ہے یہ انسان میں آنکھوں، پھیپھڑوں اور جلدی امراض کا سبب بنتی ہے۔

(ii) آبی آلودگی (Water Pollution)

آبی آلودگی

آبی آلودگی سے مراد پانی میں مختلف زہریلے کیمیکلز کا شامل ہونا ہے۔ فیکٹریوں سے خارج ہونے والے پانی میں بے شمار نقصان دہ کیمیائی مادے شامل ہوتے ہیں جو کہ دریاؤں، نہروں اور سمندروں کا حصہ بنتے ہیں جو نہ صرف انسانی زندگی کے لیے خطرناک ہے بلکہ نباتات اور آبی حیات کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ پانی کی آلودگی سے بچنے کے لیے

Web version of PCTB Textbook

فیکٹریوں سے خارج ہونے والے پانی کو فلٹریشن پلانٹ لگا کر صاف کرنا چاہیے اور پھر اسے دریاؤں یا نہروں میں ڈالنا چاہیے۔

گوڑا کرکٹ

(iii) زمینی آلودگی (Land Pollution)

زمینی آلودگی سے مراد سطح زمین پر گھریلو کوڑا کرکٹ اور فیکٹریوں اور ہسپتالوں کے زہریلے مواد کا پھیلاؤ ہے۔ زمینی آلودگی کو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے طریقوں سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً زہریلے مواد کو کسی بھی جگہ دبا دیا جائے (یا مخصوص درجہ حرارت کے اندر جلایا جائے) اور باقی مواد کو ری سائیکلنگ کے عمل سے گزار کر دوبارہ استعمال کے قابل بنایا جائے۔ اس کے علاوہ کوڑا کرکٹ کو دیسی کھاد بنانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جنگلات کی کٹائی

2۔ جنگلات کا کٹاؤ (Deforestation)

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے اس کے کل رقبہ کا 25 فیصد حصہ جنگلات پر مشتمل ہونا چاہیے لیکن پاکستان کے صرف پانچ فی صد حصے سے کم رقبے پر جنگلات موجود ہیں۔ مزید یہ کہ موجودہ جنگلات کو بُری طرح کاٹا جا رہا ہے۔ یہ صورت حال نہ صرف ہماری معیشت کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ ہمارے ماحول کو بھی بری طرح نقصان پہنچا رہی ہے۔

ان سب کی بڑی وجہ جنگلات کی کٹائی ہے۔ لہٰذا ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ نہ صرف موجودہ درختوں کی حفاظت کریں بلکہ مزید جنگلات لگائے جائیں تاکہ ماحولیاتی تبدیلیوں سے بچا جاسکے۔ جنگلات کی کٹائی سے جنگلی حیات کو بھی نقصان ہو رہا ہے اور ان کی قدرتی قیام گاہوں کے خاتمے سے ان کی کئی اقسام ختم ہوتی جا رہی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
Reforestation سے مراد کٹے ہوئے جنگلات کی جگہ پر نئے جنگلات لگانا ہے۔

3- زمین کا صحرا میں تبدیل ہونا (Desertification)

انسانی سرگرمیاں، جانوروں کا چرنا، جنگلات سے درختوں کا کٹاؤ اور اپنی ضروریات کے لیے زمین میں بار بار ایک ہی فصل اُگانا، یہ سب عوامل مل کر زمین بنجر بناتے ہیں۔ اس سے زمین کی زرخیزی قائم نہیں رہتی اور وہ ناقابلِ کاشت ہو جاتی ہے۔ اس سارے عمل کو جس میں ہم زمین کو ناکارہ بناتے ہیں، زمین کا صحرا میں تبدیل ہونا (Desertification) کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو زرخیز زمین کی دولت سے نوازا ہے لیکن پانی کی کمی اس سونا اگلنے والی زمین کو صحرا میں تبدیل کر رہی ہے۔

بنجر زمین

4۔ سیم وتھور (Salinity and Waterlogging)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور ہماری زراعت کا زیادہ تر انحصار نہری آب پاشی پر ہے۔ جہاں ایک طرف نہری نظام کی وجہ سے ہماری زراعت ترقی کر رہی ہے اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے وہاں نہری آب پاشی کے نظام کی وجہ سے ہماری زرعی زمینیں متاثر ہو رہی ہیں۔ نہری پانی کی وجہ سے زیرِ زمین پانی کی سطح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جب کسی علاقے میں پانی کی سطح 1.5 میٹر تک رہ جاتی ہے تو زمین میں موجود نمکیات پانی کے ساتھ سطحِ زمین پر آجاتے ہیں۔ پانی بخارات بن کر اڑ جاتا ہے اور نمکیات سطحِ زمین پر رہ جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں زمین کاشت کے قابل نہیں رہتی اور بنجر ہو جاتی ہے۔ اس صورت حال کو تھور کا نام دیا جاتا ہے۔

سیم وتھور والی زمینوں میں سوڈیم اور حل پذیر نمکیات دونوں کی مقدار بڑھ جاتی ہے، یہ حالت کلر کہلاتی ہے۔ کلر سے متاثرہ زمینوں میں گھاس کی اقسام مثلاً کلر گھاس، برمودہ گھاس، سوڈان گھاس وغیرہ اور چارہ جات مثلاً جنتر، برسیم، لوسرن اور باجرہ وغیرہ کاشت کر کے زمین کو قابلِ کاشت بنانے کے ساتھ ساتھ اس سے اچھی پیداوار بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

درج ذیل طریقوں سے زمین کو قابلِ کاشت بنایا جاسکتا ہے۔

1۔ تھور کا شکار زمینوں میں کلر گھاس لگائی جا رہی ہے جس سے زمین کو قابل کاشت بنایا جا رہا ہے۔

2۔ پاکستان میں نہری پانی کے ضیاع کو روکنے اور سیم سے بچانے کے لیے کھالوں، راجباہوں اور نہروں کو پختہ کیا جا رہا ہے۔

3۔ سیم وتھور زدہ علاقوں میں ایسے درخت لگائے جا رہے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پانی جڑوں کے ذریعے جذب کر کے فضا میں پہنچا رہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے سفیدہ اور پاپلر کے درخت لگائے جا رہے ہیں۔

پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کے بچاؤ میں حائل مشکلات

پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو ضائع ہونے سے بچانے میں حائل مشکلات کو ذیل کی سطور میں بیان کیا گیا ہے:

Web version of PCTB Textbook

i- پانی (Water)

وسائل کی کمی اور مناسب انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائے جاتے جس کی وجہ سے دریائی اور سمندری پانی آلودہ ہو رہا ہے۔ آبپاشی کے پانی کی کمی کی ایک وجہ نہروں میں پانی کا ضیاع ہے۔ یہ ضیاع نہروں کے کچا ہونے کی وجہ سے ہے۔ وسائل کی کمی کی بنا پر دریاؤں پر ڈیم نہیں بنائے جاتے جس کی وجہ سے بہت سا پانی ہر سال سمندر میں چلا جاتا ہے۔ آبپاشی کے پرانے اور روایتی طریقوں سے بھی پانی ضائع ہو رہا ہے، اس کے لیے کاشتکاروں کی تربیت کرنی چاہیے۔

ii- زمین (Land)

زمین کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے سیم و تھور کا خاتمہ یا کم کرنا ضروری ہے۔ ایسا کرنے کے لیے ٹیوب ویل لگائے جا سکتے ہیں۔ پاکستان میں جنگلات کو کاٹ کر رہائشی سکیمیں، فیکٹریاں، موٹر وے اور ہائی وے بنائی جا رہی ہیں جس سے زراعت کے لیے زمین مسلسل کم ہو رہی ہے۔ ان انسانی سرگرمیوں کو محدود کر کے بھی زمین کو بچایا جا سکتا ہے۔

iii- نباتات (Vegetation)

درخت نہ صرف جانوروں اور پرندوں کا اہم مسکن ہیں بلکہ سیلاب اور طوفانوں کے اثرات کو بھی کم کرتے ہیں۔ انسان نے رہائش، ایندھن اور سڑکیں بنانے کے لیے ان کو کاٹنا شروع کر دیا ہے۔ درختوں کے تحفظ کے لیے موجود قوانین کو فوری طور پر اپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت ہے۔

iv- جنگلی حیات (Wildlife)

پاکستان میں جنگلی حیات اور اس کے تحفظ میں درپیش مسائل میں سب سے اہم مسئلہ غیر قانونی شکار ہے، جس کو روکنا چاہیے۔ گلہ بانی سے چراگاہیں کم ہو رہی ہیں۔ عوام کا اس مسئلے سے آگاہ نہ ہونا بھی ایک مسئلہ ہے آگاہی پروگرام کے ذریعے عوام میں سوجھ بوجھ بڑھائی جا سکتی ہے۔ جنگلی حیات کا شکار کرنے والے لوگوں کو ترغیب دی جا سکتی ہے کہ وہ جنگلی حیات کے شکار یا ان کی تجارت کے بجائے آمدنی کے دیگر ذرائع تلاش کریں۔ تیزی سے بڑھتی ہوئی انسانی آبادی بھی جنگلی حیات کو متاثر کرتی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) پاکستان کے میدانی علاقے میں موسم گرما میں اوسط درجہ حرارت رہتا ہے:

(الف) 20 ڈگری سینٹی گریڈ (ب) 30 ڈگری سینٹی گریڈ (ج) 40 ڈگری سینٹی گریڈ (د) 50 ڈگری سینٹی گریڈ

(ii) پاکستان کا کل رقبہ مربع کلو میٹر ہے:

(الف) 670,570 (ب) 755,096 (ج) 790,65 (د) 796,096

(iii) کے-ٹو پہاڑ واقع ہے:

(الف) کوہ ہمالیہ میں (ب) کوہ قراقرم میں (ج) کوہ سفید میں (د) کوہ ہندوکش میں

(iv) کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے اس کے کل رقبہ کا جتنا حصہ جنگلات پر مشتمل ہونا چاہیے:

(الف) 15 فیصد (ب) 25 فیصد (ج) 35 فیصد (د) 45 فیصد

(v) نانگا پربت کی بلندی ہے:

(الف) 6790 میٹر (ب) 7690 میٹر (ج) 8126 میٹر (د) 8792 میٹر

(vi) کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے، اس کی وجہ شہرت ہے:

(الف) زراعت (ب) کان کنی (ج) صنعت (د) گلہ بانی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) محلِ وقوع کی تعریف کریں۔
(ii) پاکستان کو کن ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے؟
(iii) پاکستان کے چار قدرتی خطوں کے نام تحریر کریں۔
(iv) زمینی آلودگی سے کیا مراد ہے؟
(v) سیم وتھور کا مفہوم لکھیں۔
(vi) ساحلی خطہ کی نباتات بیان کریں۔
(vii) جنگلات کے دو فائدے بیان کریں۔
(viii) پاکستان کی اہم جنگلی حیات کون سی ہے؟
(ix) پاکستان میں پائے جانے والے تین گلیشیئرز کے نام لکھیں۔
(x) دریائے سندھ کے دو مغربی معاون دریاؤں کے نام لکھیں۔
(xi) پانی کو آلودگی سے بچاؤ کے دو طریقے بیان کریں۔
(xii) غیر دوامی نہروں سے کیا مراد ہے؟
(xiii) صحرازدگی (Desertification) کی تعریف کریں۔
(xiv) کوہستان نمک کہاں واقع ہے؟
(xv) پاکستان میں نہروں کی اقسام کے نام لکھیں۔
(xvi) کون سی سطح مرتفع کو دنیا کی چھت کہا جاتا ہے؟
(xvii) زمینی درجہ حرارت میں اضافے کی وجہ سے کس قسم کی موسمیاتی تبدیلیاں وقوع پذیر ہو رہی ہیں؟
(xviii) جنگلات کے کٹاؤ کے دو نقصانات لکھیں۔
(xix) دو دریاؤں کے درمیانی علاقے کو کیا کہتے ہیں؟
(xx) بلوچستان کے کون سے دریا بحیرۂ عرب میں گرتے ہیں؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

(i) پاکستان کا محلِ وقوع اور اس کی اہمیت تفصیل سے بیان کریں۔ (ii) پاکستان کے پہاڑی سلسلوں کا حال بیان کریں۔
(iii) پاکستان کی آب و ہوا کے خطے اور انسانی زندگی پر ان کے اثرات کی تفصیل سے وضاحت کریں۔
(iv) پاکستان کے ماحولیاتی تناظر میں آج ہمیں جن ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے، ان میں سیم وتھور اور جنگلات کی کٹائی کی وضاحت کریں۔
(v) پاکستان میں پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو درپیش مشکلات کا حل بیان کریں۔
(vi) آلودگی سے کیا مراد ہے؟ یہ کس کس طرح ہمارے ماحول کو آلودہ کر رہی ہے؟
(vii) پاکستان میں جنگلات کی اقسام اور ان کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمی

☆ آلودگی کی مختلف اقسام کی روک تھام کے نکات پر مشتمل چارٹس طلبہ سے تیار کروائیں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

☆ طلبہ کی ماحولیاتی آلودگی کے سدِّباب کے حوالے سے راہ نمائی کریں۔

Web version of PCTB Textbook

باب 6 آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت

(Population, Society and Culture of Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں افزائش آبادی، تقسیم اور بڑھتی ہوئی آبادی کے معاشرے پر اثرات بیان کر سکیں۔ (1951ء تا حال مردم شماری کا ٹیبل شامل کریں۔)

2- پاکستان میں آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کے حل پر بحث کر سکیں۔

3- معاشرتی اقدار، رسم و رواج اور روایات کے حوالے سے پاکستانی معاشرے کے بنیادی خدوخال کی وضاحت کر سکیں۔

4- پاکستان میں تعلیم اور صحت کی صورتِ حال کا جائزہ لے سکیں۔

5- سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش بیان کر سکیں۔

6- دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور نرمی کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔

7- پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات اور علاقائی ثقافتی مماثلت ذریعۂ یک جہتی اور یگانگت کی نشان دہی کر سکیں۔

8- پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں کی ابتدا اور ارتقا کا جائزہ لے سکیں۔

9- قومی تعمیر میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار اور کارناموں کو بیان کر سکیں۔

پاکستان میں آبادی کی افزائش اور تقسیم

(Growth and Distribution of Population in Pakistan)

کسی ملک، علاقے یا جگہ پر موجود لوگوں کی تعداد کو آبادی کہتے ہیں، اگر آپ کے گھر میں 4 افراد رہتے ہیں تو آپ کے گھر کی آبادی 4 افراد پر مشتمل ہوگی۔ ایک دیہاتی علاقے کی آبادی چند سو اور ایک شہری علاقے کی آبادی ہزاروں یا لاکھوں افراد پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ آبادی میں بچے، بوڑھے، مرد اور خواتین سب شامل ہوتے ہیں۔ آبادی کے مطالعے کے لیے آبادیات یا بشری شماریات (Demography) کا ایک مضمون متعارف کرایا گیا ہے، جس میں انسانی آبادی کا شماریاتی تجزیہ (Statistical Analysis) کیا جاتا ہے۔ اس میں شرحِ پیدائش، شرحِ اموات، رہائش، ہجرت، بیماریاں، آبادی کی تقسیم اور ایسی دیگر چیزوں کا شماریاتی تجزیہ شامل ہے۔ بشری شماریات کا آغاز مشہور مسلمان مفکر ابنِ خلدون نے کیا، جس نے ''مقدمہ ابنِ خلدون'' میں آبادی کا تجزیاتی جائزہ لیا ہے۔

آبادی میں اضافہ کی شرح (Population Growth Rate)

پاکستان کی آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے 2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 241.4 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح تقریباً 2.55 فی صد ہے۔ گویا رقبہ وہی ہے، مگر آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، اسی وجہ سے پاکستان کا شمار گنجان آباد ممالک میں کیا جاتا ہے۔ آبادی کے سلسلے میں دو اہم باتوں کو مدِنظر رکھا جاتا ہے: ایک آبادی کی تقسیم اور دوسری اس کے بڑھنے کی شرح۔

Web Version of PCTB Textbook

صوبوں کے لحاظ سے آبادی کی گنجانیت (Province Wise Density of Population)

آبادی کے لحاظ سے پنجاب، پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ملک کی آبادی کا قریباً 53 فی صد حصّہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔ 2023ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی کی گنجانیت ذیل کے ٹیبل میں دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام صوبہ/علاقہ	آبادی	رقبہ	گنجانیت
-1	پاکستان	قریباً 241.4 ملین	796,096 مربع کلومیٹر	303 افراد فی مربع کلومیٹر
-2	پنجاب	قریباً 127 ملین	205,345 مربع کلومیٹر	622 افراد فی مربع کلومیٹر
-3	سندھ	قریباً 55.6 ملین	140,914 مربع کلومیٹر	395 افراد فی مربع کلومیٹر
-4	خیبر پختونخوا	قریباً 40.8 ملین	101,741 مربع کلومیٹر	401 افراد فی مربع کلومیٹر
-5	بلوچستان	قریباً 14.8 ملین	347,190 مربع کلومیٹر	43 افراد فی مربع کلومیٹر
-6	اسلام آباد (وفاقی دارالحکومت)	قریباً 2.36 ملین	906 مربع کلومیٹر	2609 افراد فی مربع کلومیٹر

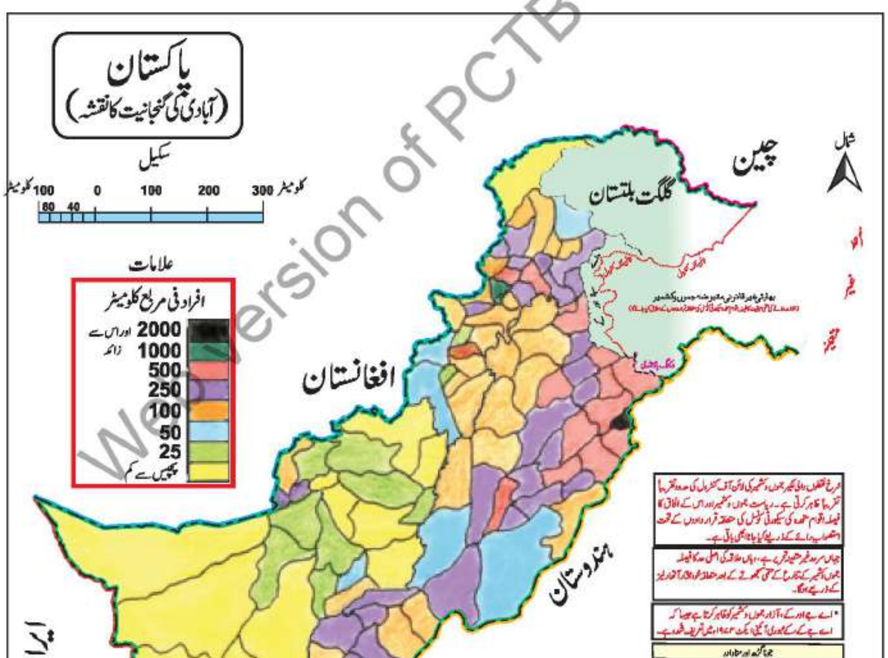

Web version of PCTB Textbook

شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی بناوٹ اور تقسیم
(Rural-Urban Composition and Distribution of Population)

2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کے شہری علاقوں میں قریباً 93.7 ملین افراد آباد ہیں جب کہ باقی 147.7 ملین دیہی علاقوں میں آباد ہیں۔ شہری علاقوں سے مراد وہ علاقے ہیں جن کا نظم ونسق میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی، ٹاؤن کمیٹی یا کنٹونمنٹ بورڈ (Cantonment Board) وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بامقصد منصوبہ بندی کے لیے آبادی کے مختلف پہلوؤں مثلاً کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، تعلیم وتربیت کا معیار اور لوگوں کے مشہور پیشے وغیرہ کے متعلق جاننا بہت ضروری ہے۔ آبادی کے ان کوائف کو جاننے کے عمل کو مردم شماری کہتے ہیں۔ مردم شماری ہر دس سال بعد ہوتی ہے۔ برصغیر میں پہلی مردم شماری 1881ء میں ہوئی۔ پاکستان میں پہلی مردم شماری 1951ء، جب کہ ساتویں مردم شماری 2023ء میں ہوئی۔

پاکستان میں ہونے والی مردم شماری کا گوشوارہ

مردم شماری کا سال	آبادی (ملین میں)
1951ء	قریباً 33.7 ملین
1961ء	قریباً 42.8 ملین
1972ء	قریباً 65.3 ملین
1981ء	قریباً 84.2 ملین
1998ء	قریباً 132.3 ملین
2017ء	قریباً 207.7 ملین
2023ء	قریباً 241.4 ملین

Web version of PCTB Textbook

آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کا حل
(Gender Composition, Gender Discrimination and its Related Problems and their Solution)

صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد، مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔ موجودہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51 فی صد ہیں، جب کہ خواتین کی تعداد قریباً 49 فی صد ہے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار معاشی ترقی اور سرگرمیوں میں اضافے کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جا سکتے ہیں۔ پاکستان میں افرادی قوت کو ہنرمند بنا کر معاشی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس طرح پاکستان کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

انسانی معاشرے میں عورت اور مرد میں جنس کی بنیاد پر تفریق کرنا صنفی امتیاز کہلاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسم ورواج بدلتے رہتے ہیں۔ اب معاشرے میں مردوں اور عورتوں کو ترقی کے مساوی مواقع میسر ہیں۔ صنفی بنیاد پر ہونے والے ہر طرح کے امتیاز کی نفی کی جاتی ہے۔ صنفی امتیاز صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ غربت کے خاتمے، تعلیم اور طبی سہولتوں تک رسائی، معیشت اور فیصلہ سازی کے عمل میں شمولیت

کے حوالے سے یہ بین الاقوامی اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔

ہمارے ہاں بیٹیوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق سوچ میں بڑی روشن خیال تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ قدامت پرست گھرانے جو کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی بیٹیاں ڈاکٹر یا استاد بننے کے علاوہ کوئی اور پیشہ اختیار کر سکتی ہیں، آج ان کی بچیاں وکیل، انجینئر، فیشن ڈیزائنر، سیاست دان، ایئرفورس میں پائلٹ، سول سروس آفیسر، فوج میں آفیسر اور میڈیا میں اینکر پرسن کے طور پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہی ہیں۔ پاکستان میں خواتین معاشرے کی تعمیر و ترقی میں جو کردار ادا کر رہی ہیں وہ کسی صورت بھی مردوں سے کم نہیں۔ اسلام اور جدید سائنسی علوم کی روشنی میں عورتوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کسی طور بھی مناسب نہیں۔

پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات
(Salient Features of Pakistani Society and Culture)

معاشرہ انگریزی زبان کے لفظ سوسائٹی (Society) کا ترجمہ ہے جو لاطینی زبان کے لفظ سوسِش (Socius) سے اخذ کیا گیا ہے، جس کے معنی ''ساتھی'' کے ہیں۔ گویا معاشرے سے مراد ساتھیوں کا گروہ یا مجموعہ ہے۔ افراد کا وہ مجموعہ جو چند مقاصد کی خاطر زندگی بسر کر رہا ہو، معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے افراد کو باہمی تعلقات رکھنا پڑتے ہیں۔ معاشرہ ایک فرد پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ وہ افراد کے ایک بڑے گروہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

ثقافت کسی جگہ پر مقیم افراد کے مشترکہ عقائد، انداز رہن سہن، رسم و رواج، زبان اور روایات کا نام ہے۔ ثقافت میں وہ تمام عقائد، قوانین، رسم و رواج، روایات، علوم و فنون اور عادات وغیرہ شامل ہیں، جن کو انسان معاشرے کے ایک فرد کے طور پر اپناتا ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی شعائر کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان میں اگرچہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں، مگر اس کے باوجود اسلام کے بندھن میں بندھے ہونے کے باعث وہ ایک مشترکہ ثقافت کے مالک ہیں، جس میں اسلامی رنگ نمایاں ہے۔ قومی ثقافت اگر ایک طرف کسی قوم یا معاشرے کے افراد کو باہم جوڑے رکھتی ہے تو دوسری جانب یہ اسے دوسری اقوام اور معاشروں سے ممتاز بھی کرتی ہے۔ پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1- اسلامی ثقافت کے رنگ (Colours of Islamic Culture)

پاکستان کی بنیاد دینِ اسلام پر قائم ہے، اس لیے مذہب کا احترام اور اس کی روایات کی پاسداری کی جھلک یہاں کے لوگوں کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت رہن سہن، لباس، خوراک اور میل جول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ اسلام دیگر مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے احترام کا درس دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ اگرچہ اپنی خوراک، لباس، طرزِ رہن سہن، رسم و رواج اور روایات کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن دین اسلام وہ مضبوط بنیاد ہے، جس نے ان سب کو ایک مالا میں پرو یا ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رنگ و نسل، زبان، امارت و غربت کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا، اس لیے اسلامی ثقافت کے رنگ بھائی چارہ، اخوت اور مساوات نظر آتے ہیں۔

2- مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

پاکستان میں بحیثیت مجموعی مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے۔ خاندان کا سربراہ مرد ہے، جو اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ خاتونِ خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی اور امورِ خانہ داری سنبھالتی ہے۔ بزرگوں کو گھر میں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی خدمت مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

3- رسوم ورواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستان کے لوگ انتہائی ملن سار اور غم گسار ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت، عقیقہ اور سالگرہ کی تقریبات وغیرہ میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ان مواقع پر مٹھائی اور پُرتکلف کھانوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح خدانخواستہ کسی آفت، پریشانی یا مرگ کے موقع پر بھی لوگ ایک دوسرے کے غم میں بھرپور طریقے سے شریک ہوتے ہیں۔ کسی مسلمان کے وفات پا جانے پر رشتہ دار اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ ملک بھر میں تمام اقلیتوں کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات وغیرہ کی رسومات ادا کریں۔

4- مذہبی ہم آہنگی (Religious Harmony)

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے۔ برصغیر میں بزرگانِ دین کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پاکستان میں لوگ ذات پات، رنگ ونسل اور امتیازات وغیرہ کو نسبتاً کم اہمیت دیتے ہیں۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ہر طرح سے مکمل تحفظ دیتا ہے۔

5- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں ہر سال 2 عیدیں منائی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو عید الفطر اور 10 ذی الحج کو عید الاضحیٰ پورے مذہبی جوش وجذبے سے منائی جاتی ہیں۔ دیگر مذہبی تہواروں میں 12 ربیع الاول کو جشن میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم، 27 رجب کو معراج النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور 15 شعبان کو شب برات منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دس محرم کو مسلمان یوم عاشور بھی مذہبی عقیدت واحترام سے مناتے ہیں۔

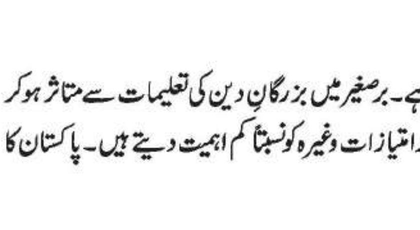
عید ملنے کا ایک منظر

اقلیتی طبقوں میں ہندو ہولی اور دیوالی، جب کہ مسیحی کرسمس اور ایسٹر، سکھ مذہب کے لوگ بابا گرونانک دیو جی کا جنم دن اور بیساکھی، بہائی عقیدے کے لوگ عیدِ نوروز، رِدوان وغیرہ کے تہوار پوری آزادی اور جوش وخروش سے مناتے ہیں۔

6- لباس اور خوراک (Dress and Food)

پاکستانیوں کی اکثریت سادہ مگر صاف ستھرا اور باوقار لباس پہننے کو ترجیح دیتی ہے۔ پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیص ہے۔ یہ لباس تھوڑے بہت ردوبدل اور فرق کے ساتھ ہر علاقے میں مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہے۔ واسکٹ، ٹوپی، اجرک اور پگڑی وغیرہ مختلف علاقوں میں مردوں کے لباس کا حصہ ہیں۔ خواتین شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹا، چادر اور عبایا وغیرہ کا استعمال کرتی ہیں۔ گندم اور مکئی کی روٹی، ساگ، چاول، گوشت، دالیں، سبزی اور خشک وتازہ پھل یہاں کے لوگوں کی اہم خوراک ہے۔

7- مخلوط ثقافت (Mixed Culture)

پاکستانی معاشرہ عملی طور پر پنجابی، سندھی، پشتون، بلوچی، کشمیری، بلتی، براہوی اور سرائیکی وغیرہ ثقافت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔ اقلیتی طبقے میں ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی، بہائی اور دیگر مذاہب کے رسم ورواج اور لباس بھی پاکستانی معاشرے کو نیا رنگ دیتے ہیں۔

8- عرس اور میلے (Urs and Fairs)

پاکستان میں موسموں کی مناسبت سے، فصلوں کی کٹائی کے وقت اور بزرگانِ دین کے عرس کے موقعوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ان میں حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ، حضرت شاہ عنایت قادریؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت مادھولال حسین شاہؒ(میلا چراغاں)،حضرت سخی سیدن شاہ شیرازیؒ، حضرت سچل سرمستؒ، حضرت لعل شہباز قلندرؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت پیر مہر علی شاہؒ، حضرت سخی سرورؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت سلطان باہوؒ اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے عرس اور سبی کا میلا وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کے عرس کا منظر

9- کھیل اور تفریح (Sports and Recreation)

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، کبڈی، سکوائش، سنوکر اور ٹینس کی ٹیموں کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستانی خواتین بھی ملکی اور عالمی سطح پر کھیلوں میں بھر پور حصہ لیتی ہیں۔ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ تحصیل، ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔گلگت بلتستان اور چترال میں پولو کا کھیل بہت مقبول ہے۔

کبڈی کھیل کا ایک منظر

10- اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت (Protecting the Rights of Minorities)

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر طرح کی مذہبی، اخلاقی اور سماجی آزادی حاصل ہے۔تعلیم، روزگار اور سیاست کے میدان میں بھی ان کے لیے کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

11- مہمان نوازی (Hospitality)

مہمان نوازی پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کے نمایاں اوصاف میں سے ایک ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے مہمانوں کی عزت اور خدمت دل و جان سے کرتے ہیں۔

12- طرزِ تعمیر اور مصوّری (Architecture and Painting)

طرزِ تعمیر میں بادشاہی مسجد، شالامار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور ہرن مینار وغیرہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ فیصل مسجد، مینارِ پاکستان اور مزارِ قائد ہمارے موجودہ دور کے ثقافتی وَرثے کی علامات ہیں۔مصوّری بھی ہماری ثقافت کی پہچان ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، اعجاز انور، استاد اللہ بخش، صادقین، جمیل نقش اور اسماعیل گل جی پاکستان کے مشہور مصوّر رہیں۔

13- شعر و ادب (Poetry and Literature)

شعر و ادب کا پاکستانی ثقافت میں نمایاں مقام ہے۔ پاکستانی ادب میں تصوف اور مذہبی رنگ کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمارے قومی شاعر ہیں، ان کی شاعری میں دینِ اسلام، وطن اور روایات سے محبت کے جذبات سموئے

Web version of PCTB Textbook

ہوئے ہیں۔ جدید دور کے شعرا میں ن۔ م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی اور حبیب جالب کی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات اور خیالات کی جھلک نظر آتی ہے۔

پاکستانی معاشرے کے مسائل اور اُن کا حل
(Problems of Pakistani Society and their Solution)

پاکستانی معاشرے میں زیادہ تر درج ذیل بنیادی مسائل پائے جاتے ہیں:۔

1- غربت و بے روزگاری (Poverty and Unemployment)

پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصّہ غربت اور بے روزگاری کے مسائل کا شکار ہے۔ ملک کی قریباً ایک تہائی آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہیں۔ غربت اور بے روزگاری سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور جرائم جنم لیتے ہیں۔ غربت اور بے روزگاری کے مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ حکومتی سطح پر گھریلو اور نجی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، روزگار کے لیے نئے مواقع پیدا کیے جائیں اور غریبوں کو آسان شرائط پہ قرضے دیے جائیں، تا کہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

2- کم شرحِ خواندگی (Low Literacy Rate)

پاکستان کی قریباً ایک تہائی آبادی بنیادی تعلیم سے محروم ہے۔ پاکستان میں شرحِ تعلیم کو بڑھانے کے لیے حکومت ذمہ داری اور سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ نئے تعلیمی ادارے کھولے جا رہے ہیں اور پرانے تعلیمی اداروں کو اَپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔

3- صحت کے مسائل (Health issues)

پاکستان میں بہت سے علاقوں کے لوگ علاج معالجے کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ دیہاتوں میں بالخصوص دورانِ زچگی میں اموات کی شرح زیادہ ہے۔ صحت کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ حکومت نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ دور دراز کے علاقوں میں بنیادی مراکزِ صحت (Basic Health Unit) قائم کیے ہیں۔ ہسپتالوں، ڈاکٹروں اور نرسوں وغیرہ کی تعداد کو بڑھایا ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی ہیں، مگر اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

4- آبادی کی شرح میں اضافہ (Population Growth)

پاکستان کا ایک اور گھمبیر معاشرتی مسئلہ آبادی کی شرح میں تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔ دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب ہجرت ایک مسئلہ ہے۔ آبادی کے بڑھنے سے خوراک، صحت، تعلیم، بے روزگاری، ٹریفک اور ماحولیاتی آلودگی کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت نے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، لیکن عوام کے تعاون کے بغیر اس مسئلے پر قابو پانا حکومت کے لیے بہت مشکل ہے۔

پاکستان میں تعلیم کی صورتِ حال
(Educational Condition in Pakistan)

ایک تعلیمی سرگرمی کا منظر

اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقّی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ 24-2023ء کے اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی قریباً 62.8 فی صد ہے۔ معاشی ترقّی میں افزائش کے لیے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔ حکومت تعلیم کو بہت اہمیت دے رہی ہے۔ اس ضمن میں حکومت کے اہم اقدامات درج ذیل ہیں:۔

Web version of PCTB Textbook

1- پہلی سے دسویں جماعت تک مفت تعلیم، درسی کتب کی مفت فراہمی اور طلبہ کو وظائف دینا۔
2- نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر تشکیلِ نو۔
3- ٹیکنیکل، پیشہ ورانہ اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے میں تعاون۔
4- سماجی اور معاشی ترقّی کے لیے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی اقدامات۔
5- تعلیم کے شعبے میں صنفی توازن (Gender Equity) کے حوالے سے کوششیں کرنا، خواتین کے تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ دینا۔
6- اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام۔
7- قومی اور صوبائی سطح پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام۔

پاکستان کا تعلیمی ڈھانچا (Pakistan's Educational Structure)

پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کو تین مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

1- ابتدائی، پرائمری اور ایلیمنٹری تعلیم (ECCE, Primary and Elementary Education)

جماعت اوّل سے پہلے کی تعلیم کو ابتدائے بچپن کی تعلیم اور نگہداشت (Early Childhood Care and Education-ECCE) کہا جاتا ہے۔ پرائمری تعلیم جماعت اوّل سے پنجم تک ہے، جب کہ ایلیمنٹری (Elementary) تعلیم کا دائرہ کار آٹھویں جماعت تک ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ ہر گاؤں میں پرائمری سکول قائم کیے جائیں، تاکہ تمام لوگوں کو یکساں تعلیم کی سہولت میسّر آئے۔

2- ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیم (Secondary and Higher Secondary Education)

ثانوی حصّہ نہم اور دہم جماعت تک ہے جب کہ اعلیٰ ثانوی گیارھویں اور بارھویں جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس دو سال کا ہے جس میں آرٹس، سائنس، کامرس اور دیگر مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نویں سے بارھویں جماعت کے امتحانات ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ منعقد کراتے ہیں۔

3- یونیورسٹی سطح کی تعلیم (University Education)

اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے، جس کے لیے ملک میں کئی یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ یونیورسٹیوں کے علاوہ کالجوں میں بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی تعلیم کی کئی اقسام ہیں۔ یہ تعلیم بی۔ایس اور ایم۔ایس وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے میدان میں ہر مضمون میں ایم فل (M.Phil) اور پی ایچ ڈی (Ph.D) کی سطح پر تحقیقی تعلیم بھی مہیا کی جاتی ہے۔ میڈیکل اور انجینئرنگ جیسی تعلیم کے لیے طلبہ کو میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ اس طرح قانون، بزنس، زراعت اور دیگر فنی علوم کی تعلیم کے حصول کے لیے پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے بھی قائم ہیں۔

تعلیمی مسائل اور ان کا حل (Educational Problems and their Solution)

شعبۂ تعلیم میں پاکستان کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

1- کم شرحِ خواندگی (Low Literacy Rate)

تازہ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پاکستان میں شرح خواندگی 62.8 فی صد ہے جو بیش تر ترقّی پذیر ممالک کے مقابلے میں کم ہے

Web version of PCTB Textbook

اور حوصلہ افزا نہیں ہے۔ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا ایک اہم ملک ہے مگر تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔

2- ناقص امتحانی نظام (Defective Examination System)

ہمارا نظامِ امتحانات انتہائی ناقص ہے۔ امتحان طلبہ کی رٹا لگانے کی صلاحیت کو چیک کرنے کا نام نہیں، بلکہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو جانچنے اور پرکھنے کا نام ہے۔ امتحانات کا نظام ایسا شفاف اور مؤثر ہونا چاہیے جو حقیقی معنوں میں طلبہ کی ذہنی استعداد اور کارکردگی کو بڑھا سکے۔

3- محدود تعلیمی وسائل (Limited Resources for Education)

بدقسمتی سے پاکستان میں تعلیم کو دیگر شعبوں کی نسبت کم اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ تعلیم کے لیے مختص بجٹ بہت کم ہے۔ اس میں اضافہ نہایت ضروری ہے، تاکہ تعلیمی اداروں کی تمام ضروریات کو اچھے انداز میں پورا کیا جاسکے۔

4- اساتذہ کی کمی (Shortage of Teachers)

پاکستان میں شعبۂ تعلیم اساتذہ کی کمی کا شکار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد اور استعدادِ کار کو بڑھایا جائے، تاکہ تعلیم کا عمل بہتر طور پر انجام پا سکے۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی دورانِ ملازمت جدید تقاضوں کے مطابق ٹریننگ بھی ضروری ہے، تاکہ وہ جدید تدریسی طریقوں سے آگاہ ہو سکیں۔

5- نصاب میں فنی اور تکنیکی مضامین کا فقدان
(Lack of Vocational and Technical Subjects in the Curriculum)

ہمارے تعلیمی نصاب میں فنی اور تکنیکی مضامین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تعلیمی نصاب میں انفارمیشن ٹیکنالوجی، زراعت، باغ بانی، الیکٹرونکس، فوٹوگرافی اور ایسے دیگر فنی اور تکنیکی مضامین کو ترقی اور فروغ دیا جائے۔

6- تدریسی سازوسامان کی کمی (Lack of Teaching Material)

ہمارے بہت سے سکولوں میں لائبریریاں اور لیبارٹریاں (تجربہ گاہیں) موجود نہیں ہیں اور جن سکولوں اور کالجوں میں یہ سہولت موجود ہے، وہ بھی معیاری نہیں ہے۔ اس وجہ سے طلبہ عملی تجربات کرنے سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ لائبریریاں نہ ہونے کے سبب طلبہ تدریسی کُتب کے علاوہ دیگر کتب سے استفادہ نہیں کر پاتے۔

7- بنیادی سہولیات کا فقدان (Lack of Basic Facilities)

ہمارے ملک کے اکثر تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی، بجلی، ٹرانسپورٹ، سینٹری کا ناقص نظام اور ہاسٹلوں کی کمی، جیسے مسائل موجود ہیں۔ یہ مسائل طلبہ کی تعلیم کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

8- ہم نصابی سرگرمیوں کا فقدان (Lack of Co-curricular Activities)

ہم نصابی سرگرمیاں جیسا کہ کھیلیں، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے وغیرہ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مددگار ہوتے ثابت ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مناسب سہولتیں موجود نہ ہیں، جس کی وجہ سے کئی باصلاحیت طلبہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

9- غیر موزوں مضامین کا چناؤ (Selecting of Wrong Combination of Subjects)

ہمارے ہاں طلبہ کو مجبوراً سائنسی مضامین پڑھنے پڑتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کے رجحان اور ذہنی استعداد کا خیال نہیں رکھا جاتا، جس سے ان پر نفسیاتی دباؤ پڑتا ہے۔ اکثر سکولوں اور کالجوں میں بھی اس بات کا اہتمام نہیں ہوتا کہ مضامین کے انتخاب کے سلسلے میں طلبہ کی راہنمائی کی جائے۔ اس ضمن میں اساتذہ کو مضامین کے چناؤ میں طلبہ کی بھرپور راہنمائی کرنی چاہیے۔ والدین کو بھی مضامین کے انتخاب میں اپنے بچوں پر جبر کے بجائے ان کی پسند اور ذہنی صلاحیت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اساتذہ، والدین اور طلبہ باہمی مشاورت سے مضامین کے

Web version of PCTB Textbook

انتخاب کا فیصلہ کریں۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز (Suggestions for Solving Educational Problems)

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:۔

- تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں ہر سال اضافہ کیا جائے۔
- ضرورت کے مطابق پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ، مڈل سکولوں کو ہائی اور ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کا درجہ دیا جائے۔
- سائنس اور ٹیکنالوجی کے نصاب کی تشکیلِ نو کی جائے گی۔ نصاب میں فنی اور ٹیکنیکل مضامین شامل کیے جائیں۔
- مکتب، مدرسہ سکولوں میں سائنس و دیگر رائج علوم بھی پڑھائے جائیں۔
- تمام سرکاری سکولوں میں کھیل کے میدان اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

پاکستان میں صحّت کی صورتِ حال
(Health Conditions in Pakistan)

پاکستان آبادی کے لحاظ سے ایک گنجان آباد ملک ہے، مگر بد قسمتی سے یہاں صحّت وطب کے شعبے پر بہت زیادہ توجہ نہیں دی جارہی۔ سالانہ بجٹ میں ایک نہایت قلیل رقم صحت کے شعبے کے لیے مختص کی جاتی ہے۔ پاکستان اکنامک سروے 24-2023ء کے اعدادوشمار کے مطابق پاکستان میں صحّت کے شعبے میں قریباً 843 ارب روپے خرچ کیے گئے جو ہماری جی۔ ڈی۔ پی (G.D.P) کا صرف 1 فی صد ہے۔

ایک گورنمنٹ ہسپتال کا منظر

ہمارے ملک میں اوسط عمر قریباً 67.3 سال ہے، جب کہ ترقّی یافتہ ممالک میں اوسط عمر 70 سال کے لگ بھگ ہے۔ پاکستان میں محکمۂ صحّت ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ٹی بی کلینکس، رورل ہیلتھ سینٹرز (Rural Health Centres)، بنیادی مرکزِ صحّت (Basic Health Units) اور میٹرنٹی اور بچوں کے مراکز کے ذریعے سے خدمات انجام دے رہا ہے۔ ملک میں کئی ایسے علاقے ہیں، جہاں ابھی تک بنیادی طبی سہولتیں میسر نہیں اور حفظانِ صحّت کے اصولوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک صحّت مند معاشرے کی تشکیل نہیں ہو سکی۔

محکمہ صحّت کا سربراہ وزیرِ صحّت ہے، جب کہ سیکرٹری بطور منتظم اعلیٰ کام کرتا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کا کام صوبے میں ترقّیاتی، احتیاطی علاج اور شفا بخش خدمات کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ پاکستان میں گاؤں کی سطح پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (Lady Health Visitors) فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پرائمری سطح پر بنیادی صحّت کے مراکز (Basic Health Units) اور رورل ہیلتھ سنٹرز (Rural Health Centres) قائم ہیں۔ تحصیل اور ضلع کی سطح پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم ہیں۔ ٹیچنگ ہسپتال، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ، مینٹل ہیلتھ انسٹیٹیوٹ اور چلڈرن ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ اس وقت ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی قائم ہے۔ اس کا انتظامی افسر چیف ایگزیکٹو آفیسر (Chief Executive Officer) کہلاتا ہے۔ حکومت کی طرف سے صحّت کی بہتری کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:۔

Web version of PCTB Textbook

- ہسپتالوں کا قیام
- میڈیکل کالجوں کا قیام
- پاکستان میں میڈیکل پوسٹ گریجوایشن کی سہولتیں
- بیماریوں کی روک تھام
- نیشنل ہیلتھ ریسرچ انسٹیٹیوٹ
- ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کی ترقّی
- تدریسی ہسپتالوں میں کمپیوٹر کا بندوبست
- فیلڈ ہسپتالوں کا قیام

صحّت کے شعبے کو درپیش مسائل (Problems in the Health Sector)

پاکستان میں آبادی میں اضافے کی نسبت طبی وسائل میں اضافہ کم ہے۔ طبی سہولیات کا فقدان، افراطِ آبادی، کثرتِ امراض، حفظانِ صحّت کے اصولوں سے ناواقفیت اور غیر متوازن غذا وغیرہ جیسے مسائل شعبۂ صحّت کو درپیش ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ شعبۂ صحّت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے اور شرحِ افزائشِ آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش

(Importance of Tourism and Natural and Cultural attraction for Tourism in Pakistan)

(i) تعارف (Introduction)

سیاحت کا شعبہ کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقّی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے، جہاں وہ تمام عوامل کثرت سے موجود ہیں جو پاکستان کو سیاحت کی جنت بنا سکتے ہیں۔ بلند و بالا پہاڑ، سرسبز و شاداب وادیاں، وسیع و عریض میدان، تازہ پانیوں کی قدرتی جھیلیں، تمام مذاہب سے منسلک لوگوں کے مقدس مقامات، ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے آثارِ قدیمہ اور طرح طرح کے ثقافتی رنگ دنیا بھر سے سیاحوں کو کھینچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، تاہم یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ سیاحتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود پاکستان کا سیاحت کا شعبہ ملکی ترقّی میں ابھی تک وہ کردار ادا نہیں کر پایا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ حکومت سیاحت کی اہمیت و افادیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس شعبے کی ترقّی کے لیے انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔ امید ہے کہ حکومت کی جانب سے شروع کیے جانے والے سیاحتی منصوبہ جات کی بروقت تکمیل سے پاکستان میں خوش حالی کا دروازہ کھل جائے گا۔

(ii) پاکستان کے سیاحتی مقامات (Pakistan's Tourist Destinations)

پاکستان کے اہم سیاحتی مقامات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحت کے مقامات (Tourist places full of natural scenery)

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحتی مقامات میں وادی ہنزہ، دیوسائی کے میدان (بلتستان)، غذر وادی (گلگت)، فیری میڈوز، نانگا پربت اور کے ٹو (K-2) بیس کیمپ، وادیِ کیلاش، وادیِ سوات، کاغان اور ناران، نتھیا گلی، ٹھنڈیانی، مری، کوٹلی ستیاں، وادیِ سون سکیسر، کوہِ سلیمان، چمن، زیارت، گوادر، ساحلِ سمندر کراچی اور بلوچستان وغیرہ شامل ہیں۔

مذہبی سیاحت کے مقامات (Religious Tourist places)

مذہبی سیاحت کے مقامات میں ٹیکسلا (راول پنڈی)، بادشاہی مسجد لاہور، شاہجہاں مسجد ٹھٹھہ، مسجد مہابت خان پشاور، کٹاس راج (چکوال)، ٹلہ جوگیاں (جہلم)، ننکانہ صاحب، کرتارپور صاحب (نارووال)، حسن ابدال (اٹک) وغیرہ شامل ہیں۔

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات (Important historical places in terms of tourism)

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات میں اکرنڈ قلعہ، کینھٹی باغ (Kenhaty garden) بکلر کہار (وادیِ سون، ضلع خوشاب)، شاہی قلعہ (لاہور)، شالامار باغ لاہور، دراوڑ قلعہ بہاول پور، التیت قلعہ (گلگت بلتستان)، شگر قلعہ (شگر، بلتستان)، سکردو

Web version of PCTB Textbook

وادیِ کاغان میں ایک جھیل کا منظر

قلعہ (سکردو)، مغل باغ واہ، قلعہ اٹک، قلعہ روہتاس (جہلم)، رانی کوٹ قلعہ (ضلع جامشورو، سندھ)، قلعہ شاردہ (وادیِ نیلم، آزاد کشمیر)، تخت بھائی (مردان، خیبر پختونخوا)، بھمبور (ضلع ٹھٹھہ، سندھ)، فورٹ منرو (ڈیرہ غازی خاں)، بالا حصار قلعہ (پشاور)، موہن جو دڑو، ہڑپہ، ہنگول نیشنل پارک (مکران، بلوچستان) اور جھیل مکسی (بلوچستان) وغیرہ اہم ہیں۔

(iii) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کے حوالے سے بین الاقوامی تاثرات

(International Views on Pakistan's Tourism Sector)

پاکستان کے سیاحتی وسائل کے حوالے سے ملکی اور غیر ملکی ماہرین اور مبصرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سیاحتی مقامات ہر لحاظ سے پاکستان کو صفِ اول کی سیر گاہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(iv) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کی کارکردگی (Performance of Pakistan's Tourism Sector)

بے پناہ وسائل رکھنے کے باوجود پاکستان میں شعبۂ سیاحت ابھی تک خاطر خواہ کارکردگی دکھانے میں ناکام رہا ہے۔ شعبۂ سیاحت کی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ یہاں بین الاقوامی سیاحوں کا کم آنا ہے۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاحوں کی تعداد کم ہونے کی وجوہات میں امن وامان کی صورت حال، سیاحتی مقامات کی کم تشہیر (Projection) اور سیاحتی مقامات پر بنیادی سہولیات کی کمی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اگرچہ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح کم تعداد میں آتے ہیں، لیکن پاکستانی سیاحوں کی تعداد ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے۔

(v) سیاحت کو فروغ دینے کے لیے حکومتی اقدامات (Measures Taken by the Government to Promote Tourism)

حکومتِ پاکستان نے سیاحت کی اہمیت کا مکمل ادراک کرتے ہوئے اس میں انقلابی اقدامات کا آغاز کیا ہے۔ ان اقدامات کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:-

- حکومتِ پاکستان نے بین الاقوامی سیاحوں کے لیے ویزا پالیسی (Visa Policy) میں واضح تبدیلی کی ہے۔ ویزا کے عمل کو آسان اور تیز بنانے کے ساتھ ساتھ بہت سے ممالک کے سیاحوں کو ایئر پورٹ پر ویزا کی سہولت میسر ہے۔
- حکومت نے بہت سے ممالک سے، جن میں ازبکستان، تاجکستان، نیپال اور ترکی وغیرہ شامل ہیں، مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے ہیں۔ ان یادداشتوں میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا ہے کہ یہ ممالک باہمی سیاحت کے فروغ کے لیے مشترکہ کوششیں کریں گے۔
- حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومتیں نئے سیاحتی مقامات کو فروغ دینے کے لیے مؤثر اقدامات کر رہی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ورلڈ ٹورازم آرگنائزیشن کے مطابق ایک سے دوسرے ملک سفر کرنے والے لوگوں کی تعداد 1997ء میں 631 ملین تھی جو 2024ء میں ایک بلین سے زیادہ ہے۔

Web version of PCTB Textbook

(vi) سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی ذمہ داریاں

(Responsibilities of Pakistani People for the promotion of tourism)

سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں کہ وہ سیاحتی مقامات پر:۔

- کوڑا کرکٹ پھینکنے سے گریز کریں۔
- موجود سہولیات کو خراب نہ کریں۔
- ٹریفک اور دیگر قوانین کی پابندی کریں۔
- غیر اخلاقی حرکات سے اجتناب کریں۔
- خوب صورت تصاویر اور وڈیوز بنائیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچائیں تا کہ سیاحت کا رجحان پیدا ہو سکے۔

دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور لچک کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Inter-faith Harmony, Tolerance and Resilience against Terrorism)

بین المذاہب ہم آہنگی قوتِ برداشت کی علامت ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے سیاسی اور معاشی عدم اطمینان کے حالات میں مختلف مذہبی عقائد کے ماننے والوں کے مابین پُرامن بقائے باہمی، امن اور خوش حالی کے لیے آگے بڑھنے کا ایک راستہ ہے۔

بلاشبہ تمام آسمانی اَدیان (دین کی جمع) نے انسانی معاشرے سے دہشت گردی، شدت پسندی اور تعصّبات کے خاتمے کا درس دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تک اور ان کے بعد خلافت راشدہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ کرام نے ہمیشہ انسانوں کو آپس میں پیار، محبت اور رواداری قائم کرنے، نفرتوں اور تعصّبات کو مٹانے کا پیغام دیا ہے، بلکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی ہدف اور مقصد ہی انسانیت کی خدمت اور اسے نیکی کے راستے پر چلانا ہے۔ اسلام، مسیحیت، یہودیت، ہندومت، سکھ مت، بدھ مت اور پارسی وغیرہ تمام اَدیان اور مذاہب کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصول رواداری، پیار، محبت، انسانی ہمدردی کا فروغ اور تعصّبات کا خاتمہ ہے۔

تمام آسمانی اَدیان نے سچائی، خدمت، وفا، ایثار، عجز وانکسار، انسان دوستی غرض تمام انسانی اقدار کو زندہ رکھنے کا درس دیا ہے اور جھوٹ، مکر وفریب، ظلم و ناانصافی، تعصب، حسد و کینہ اور جہالت جیسی صفات اور خواہشات کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ جب تمام اَدیان کے درمیان اس حد تک مشترک باتیں پائی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج انسانی معاشرے میں دہشت گردی، تعصب، تنگ نظری، ظلم، شدّت پسندی اور انتہا پسندی جیسی برائیاں مسلط ہیں اور انسانی معاشرہ آج ظلم و بربریت، قتل وغارت کی بھیانک تصویر پیش کر رہا ہے۔ اس کا یقیناً کسی دین ومذہب اور مہذب معاشرے سے دور دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہب اور اعتقاد کا معاملہ ہر انسان کے اپنے ذاتی فیصلے اور اختیار پر مبنی ہے اور اس معاملے میں زور زبردستی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علم وعقل اور عمل کی آزمائش کے لیے بنائی ہے، جس کے لیے انسانوں کو عقیدہ وعمل کی آزادی کا حاصل ہونا لازم ہے۔ میثاقِ مدینہ جیسی روشن مثال ہمارے سامنے ہے، جب حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مدینے تشریف لائے اور ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے مختلف اَدیان ومذاہب کے قبائل کے درمیان، جن میں مسلم، یہودی اور مسیحی شامل تھے، ایک امن معاہدہ ''میثاقِ مدینہ'' قائم کیا۔

Web version of PCTB Textbook

حکومت اس حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور تمام مکاتبِ فکر کا آپس میں رابطہ ہے، جس کے یقیناً مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اب اقلیتوں کے تہوار حکومتی سطح پر منعقد کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح محبت اور رواداری کا یہ کاروان آگے بڑھے گا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ وطنِ عزیز سے نفرتوں کو مٹایا جائے، محبتوں کو عام کیا جائے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے مختلف پروگرام، کانفرنسوں اور ورکشاپوں کا انعقاد کیا جائے۔

پاکستان کے آئین میں تمام اُدیان و مذاہب کے پیروکار اپنی مذہبی رسومات میں آزاد ہیں اور کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلک کے عقائد و نظریات کی نفی کرے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے وطنِ عزیز میں بسنے والے ہر پاکستانی کو یہ پیغام دیں کہ وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ آیئے! اپنے اپنے رنگ و نسل کے خول سے نکلیں اور ایک ہی رنگ اپنائیں اور وہ محبت و امن کا رنگ ہو، اسلام کا رنگ ہو اور پاکستان کا رنگ ہو۔

علاقائی ثقافتی مماثلت بطور ذریعۂ یک جہتی اور ہم آہنگی
(Commonality in Regional Cultures Leading to National Integration and Cohesion)

پاکستان کے چاروں صوبوں کے لوگوں کے رسم و رواج اور رہن سہن میں کسی حد تک فرق موجود ہے، لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود لوگوں میں ایک مشترک ثقافت بھی پروان چڑھ رہی ہے۔ مختلف علاقوں میں رہنے کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے قربت کا احساس رکھتے ہیں۔ لوگوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہونے کا شعور ہے، جس سے قومی یک جہتی اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور قومی تشخص مضبوط ہوتا ہے۔ پاکستان کی علاقائی ثقافت پر اسلامی اقدار کے اثرات ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے دور میں علم و ادب، موسیقی، مصوری، تعمیرات، خطاطی وغیرہ نے خوب ترقی کی۔ ان شعبوں میں مسلمانوں کے کارنامے ہمارا ثقافتی ورثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان کے رہنے والوں کی علاقائی نسبت (پنجابی، سندھی، پختون، بلوچ وغیرہ) مختلف ہونے کے باوجود ان کے درمیان باہمی ہم آہنگی کے احساسات موجود ہیں۔

ہمارے مشترک ثقافتی ورثے کا اظہار ہماری علاقائی شاعری اور ادب کی ان اقدار کے ذریعے سے ہوتا ہے جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ تصوف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کے کلام میں ملتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت وارث شاہؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت میاں محمد بخشؒ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت سچل سرمستؒ، رحمان بابا، خوشحال خان خٹک اور میر گل خان نصیر وغیرہ نے محبت، الفت اور اخوت کا جو درس دیا ہے، اس سے بنیادی طور پر ثقافت کی مماثلت سے محبت اور یک جہتی کا رنگ اُبھرتا ہے۔ ہمارے مقامی ذرائع ابلاغ مشترکہ ثقافتی قدروں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ثقافتی ورثہ پروان چڑھتا ہے اور قومی یک جہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلت پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستانی معاشرے کی بنیاد بلاشبہ اسلامی عقائد اور نظریات پر رکھی گئی ہے، تاہم چاروں صوبوں کے موسمی، علاقائی اور جغرافیائی حالات کے پیشِ نظر لوگوں کے طرزِ زندگی، لباس، خوراک، طرزِ تعمیر اور رسم و رواج میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

قومی اور علاقائی زبانوں کی ابتدا اور ارتقا
(Origin and Evolution of National and Regional Languages)

اردو زبان (Urdu Language)

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی لشکر اور لشکر گاہ وغیرہ کے ہیں۔ اس کی ابتدا گیارھویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشرہ میں ہوئی۔ برصغیر میں اس زبان کے ماخذوں میں مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر کا لشکر خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اردو کا ارتقا جنوبی ایشیا میں

Web version of PCTB Textbook

سلاطینِ دہلی کے عہد میں ہوا اور مغلیہ سلطنت میں فارسی عربی اور ترکی کے اثر سے اس کی ترقی ہوئی۔ یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اردو نستعلیق رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اس میں عربی و فارسی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ اردو زبان کے پہلے نمایاں غزل گو شاعر ولی دکنی ہیں۔ دیگر عظیم شعرا میں میر تقی میر، آتش، میر درد، مومن، اسد اللہ خاں غالب اور ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبالؒ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل سر سید احمد خاں، مولانا شبلی نعمانی، الطاف حسین حالی، ڈپٹی نذیر احمد اور بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اردو کی ترقی و ترویج کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ موجودہ دور کے شعرا میں ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، مجید امجد، ن م راشد، میرا جی، ابنِ انشا، پروین شاکر، احمد فراز، منیر نیازی، جون ایلیا اور کشور ناہید وغیرہ کو شہرت حاصل ہوئی۔ اسی طرح پاکستان کے معروف اور بڑے ادیبوں میں پطرس بخاری، مشتاق احمد یوسفی، غلام عباس، سعادت حسن منٹو، انتظار حسین، مختار مسعود، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، بانو قدسیہ اور اشفاق احمد وغیرہ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان کی حیثیت دی گئی اور انگریزی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے وفاقی اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

علاقائی زبانیں (Regional Languages)

پاکستان کی چند اہم علاقائی زبانوں کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:۔

(i) پنجابی زبان (Punjabi Language)

پنجابی پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ پنجابی زبان کا ارتقا پنجاب کی قدیم تہذیب ہڑپائی یا دراوڑی سے ہوا۔ تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں: ماجھی، پوٹھواری، ملتانی، چھاچھی، شاہ پوری اور دھنی وغیرہ ہیں۔ ماجھی لہجہ زیادہ معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور، گوجرانوالا، شیخوپورہ اور آس پاس کے علاقوں میں رائج ہے۔

اس زبان میں ادب کا آغاز حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ سے ہوتا ہے۔ ان کی شاعری کا موضوع پیار، محبت اور تصوّف ہے۔ بعدازاں سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک دیو جی کا نام آتا ہے۔ پندرھویں سے انیسویں صدی کے دوران میں مسلمان صوفی بزرگوں نے پنجابی زبان میں بے مثال تحریریں لکھیں۔ ان میں مقبول صوفی شعرا بابا بلھے شاہؒ، شاہ حسینؒ بابا فرید گنج شکرؒ، سلطان باہوؒ اور خواجہ غلام فریدؒ شامل ہیں۔ قصہ گوئی بھی پنجابی ادب کی ایک صنف ہے۔ مشہور قصوں میں وارث شاہؒ کا قصہ ہیر وارث شاہ، حضرت میاں محمد بخشؒ کا قصہ سیف الملوک، ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہینوال اور حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں وغیرہ مشہور ہیں۔ ان داستانوں میں اس دور کی پنجاب کی تاریخی، معاشی، مذہبی، صوفیانہ اور معاشرتی زندگی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ پنجابی لوک گیتوں میں ٹپے، دوہے، ماہیے اور بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف مواقع پر گائے جانے والے یہ گیت نہ صرف گانے والے کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں، بلکہ ان میں ہماری تہذیب، روایات اور ثقافت کے رنگ بھی جھلکتے ہیں۔ اہم پنجابی شعرا میں انور مسعود، انعام الحق جاوید، شریف کنجاہی، شیر افضل جعفری، فقیر محمد فقیر، منیر نیازی، استاد دامن، اسیر عابد، تجمل کلیم اور بابا نجمی و دیگر شامل ہیں۔

(ii) سندھی زبان (Sindhi Language)

سندھی پاکستان کے صوبہ سندھ کے لوگوں کی زبان ہے۔ اس میں ترکی، سنسکرت، یونانی، ایرانی اور دراوڑی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ سندھی کے مختلف لہجے ہیں، جن میں لاڑی، تھری، فکری، گنداوی، لاسی اور وچولی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ جنوبی سندھ میں بولی جانے والی سندھی کا لہجہ لاری کہلاتا ہے۔ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں لاسی بولی جاتی ہے۔ وچولی وسطی سندھ کا لہجہ ہے۔ معیاری سندھی ادب کی زبان بھی وچولی سندھی ہے۔ تھر کے صحراؤں میں بولی جانے والی سندھی تھری کہلاتی ہے۔

قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے سندھی زبان میں کیا گیا۔ سندھی زبان میں اسلامی ادب اور صوفیانہ شاعری کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ اور سچل سرمستؒ سندھی زبان کے عظیم شعرا میں سے ہیں۔ صوبہ سندھ میں تعلیمی اداروں، دفاتر

Web version of PCTB Textbook

اورعدالتوں میں بڑے پیمانے پر سندھی زبان استعمال ہوتی ہے۔

(iii) پشتو زبان (Pashto Language)

پاکستان میں خیبر پختونخوا، قبائلی علاقہ جات اور بلوچستان کے کچھ حصوں میں پشتو بولی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر پشتو کے دو لہجے ہیں: پہلا مغربی لہجہ اور دوسرا مشرقی لہجہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں لہجوں میں چند الفاظ کا فرق ہے۔ دوسری تہذیبوں اور گروہوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے پشتو میں قدیم یونانی، عربی اور ترکی زبان کے بھی الفاظ ہیں۔ پشتو ادب کا آغاز بھی پشتو شاعری سے ہوا۔ پشتو شاعری کی قدیم ترین کتاب کا نام "پٹہ خزانہ" ہے اور یہ آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں لکھی گئی تھی۔ پشتو نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔ خوشحال خاں خٹک اور رحمان بابا پشتو کے مشہور شاعر ہیں۔ پشتو کے مشہور لوک گیتوں میں ٹپہ اور چار بیتہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(iv) بلوچی زبان (Balochi Language)

بلوچی صوبہ بلوچستان کے قبائل کی زبان ہے۔ پاکستانی صوبہ بلوچستان کے علاوہ یہ ایران اور خلیج فارس کی ریاستوں میں بھی بولی جاتی ہے۔ قدیم بلوچی ادب کے دور میں بلوچ شعرا نے رزمیہ داستانیں لکھیں۔ قدیم بلوچی ادب لوک گیتوں اور نظموں پر مشتمل تھا اور ان نظموں کا موضوع قبائلی لڑائیاں یا عشق و محبت کی داستانیں تھیں۔ اس دور کے شعرا میں سردار اعظم میر چاکر خان، شاہ لاشاری، میر جمال رند، عبداللہ خاں، جنید رند اور محمد خاں گشکوری نے شہرت پائی۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے دورِ حکومت میں ملا فضل اللہ علی، رحم علی اور اسماعیل آبادی جیسے شعرا پیدا ہوئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد بلوچی ادب کی ترقی و فروغ کے لیے مؤثر کوششیں کی گئیں۔ 1949ء میں بلوچستان رائٹرز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ 1959ء میں "بلوچ اکیڈمی" قائم ہوئی، جس کے تحت اب تک متعدد بلوچی کلاسیکی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جدید دور کے بلوچی شعرا میں میں سیّد ظہور شاہ ہاشمی، عطا شاد، مراد ساحر، میر گل خان نصیر، مومن بزدار، اسحاق شمیم، صدیق آزاد، میر عبدالقیوم بلوچ، میر مٹھا خان مری اور ملک محمد پناہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

(v) کشمیری زبان (Kashmiri Language)

کشمیری زبان کا تعلق وادیٔ سندھ کی دیگر زبانوں سے ہے۔ کشمیری زبان کے مشہور لہجے ہندکی، گامی اور گندور ہیں۔ گندور کو معیاری ادبی لہجہ تصور کیا جاتا ہے اور اسے خصوصی ادبی اہمیت حاصل ہے۔

کشمیری زبان کے پہلے شاعر شفتی کنتھ تھے، جنھوں نے مذہبی موضوعات کو شاعری میں بیان کیا۔ کشمیری زبان میں عشق و محبت کے قصے بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ان قصوں کی خالق حبہ خاتون نامی مشہور شاعرہ ہیں۔

غلام احمد مہجور کو جدید ادب میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ پہلے فارسی میں شاعری شروع کی پھر اپنی مادری زبان کشمیری میں شاعری کی۔ اہلِ کشمیر کی کشمیریت کو بیدار کرنے میں ان کا بڑا حصّہ ہے۔ کشمیری زبان کے استاد شاعر محمود گامی کو کشمیری ادب کے روحانی تخلیق کار کی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے کشمیری زبان اور ادب میں روحانیت کے موضوعات پر کام کیا۔ کئی کشمیری شعرا نے محمود گامی کی تقلید کی ہے۔

ملا مرزا طاہر غنی کشمیری برصغیر کے کشمیری، ہندی اور فارسی وغیرہ زبانوں کے نمائندہ شاعر تھے۔ کھڑی شریف، میر پور میں پیدا ہونے والے اللہ دتہ جوگی کشمیری اور پنجابی زبان کے مشہور شاعر تھے۔ کشمیری محاورات اور تراکیب بھی کشمیری ادب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

(vi) سرائیکی زبان (Saraiki Language)

سرائیکی پنجاب کی اہم علاقائی زبان ہے۔ سرائیکی بولنے والے لوگ جنوبی پنجاب، جنوبی خیبر پختونخوا، شمالی سندھ اور مشرقی بلوچستان میں رہتے ہیں۔ سرائیکی شاعری اپنی مٹھاس اور تاثیر میں لاثانی ہے۔ سرائیکی زبان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ پشتو، بلوچی اور سندھی لوگوں کی جڑواں زبان ہے، یہ تمام لوگ اپنی مادری زبانوں کی طرح سرائیکی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

بہت سے شعرائے کرام سرائیکی وسیب میں اپنی شاعری کے حوالے سے مشہور اور مقبول ہیں۔ان میں سب سے اہم نام حضرت خواجہ غلام فریدؒ جیسے صوفی شاعر اور بزرگ کا ہے۔حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو ہفت زبان شاعر کہا جاتا ہے، تاہم انھوں نے زیادہ تر سرائیکی زبان میں شاعری کی ہے اور ان کی کہی ہوئی کافی میں صوفیانہ رنگ موجود ہے۔ان کی شاعری کے دیوان کا نام "دیوانِ فریدؒ" ہے۔آپ نے سرائیکی شاعری کو اعلیٰ مقام تک پہنچایا۔سرائیکی ادب کی اصناف میں لوک کہانی، افسانہ، ناول، ڈراما، دوہڑا، غزل، مرثیہ، گیت اور کافی وغیرہ شامل ہیں۔سرائیکی کے مقبولِ عام شعرا میں شاکر شجاع آبادی، اقبال سوکڑی، احمد خاں طارق، عزیز شاہد، عاشق بزدار، رفعت عباس اور اشولال فقیر وغیرہ شامل ہیں۔اس زبان کی ترقّی اور تحقیق کے لیے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں سرائیکی زبان کے شعبے قائم ہیں۔

(vii) شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی زبانیں (Shina, Balti, Wakhi and Burushaski Languages)

شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی گلگت بلتستان کی زبانیں ہیں۔شینا گلگت بلتستان کی ایک دل کش زبان ہے۔یہ خیبر پختونخوا کے ضلع کوہستان سے لے کر بلتستان کے آخری کونے تک بولی جانے والی زبان ہے۔بلتی زبان بلتستان میں بولی جانے والی ایک زبان ہے۔وخی زبان پاکستان کے صوبہ گلگت بلتستان کے علاقے وادی گوجال وادی اشکومن اور وادی یاسین کے سرحدی علاقوں اور صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع چترال کی وادی بروغل میں بولی جانے والی زبان ہے۔بروشسکی زبان نگر، ہنزہ، یاسین اور آزاد کشمیر کے ضلع نیلم کے کچھ علاقوں میں بھی بولی جاتی ہے۔

(viii) براہوی زبان (Brahui Language)

براہوی زبان قدیم دراوڑی قوم کی زبان سے ملتی جلتی ہے۔براہوی زبان کا شمار بلوچستان میں بولی جانے والی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے۔براہوی زبان کوئٹہ، قلات، خضدار اور اس کے گرد نواح کے علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔براہوی زبان بولنے والے سندھ اور پنجاب میں بھی آباد ہیں۔براہوی لوک ادب میں لیلیٰ مور کی صنف خصوصی شہرت کی حامل ہے۔معیاری ادب میں ممتاز شاعر، ادبی تخلیق کار ملک داد اور ان کی تصنیف تحفۃ العجائب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔انگریز حکومت کے دور میں قرآن مجید کا ترجمہ براہوی زبان میں ہوا۔
بلوچستان یونیورسٹی میں بھی اس زبان کی ترقّی اور فروغ کے لیے قابل ذکر کام ہو رہا ہے۔اس زبان میں ایم اے کی ڈگری کا اجرا کر کے اس زبان کو فروغ دیا گیا۔براہوی ادبی سوسائٹی اور انجمنوں وغیرہ کے قیام سے بھی اس زبان کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

(ix) پہاڑی یا ہندکو زبان (Pahari or Hindko Language)

ہندکو زبان پاکستان، شمالی ہندوستان اور افغانستان کے بعض علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ہندکو کی اصطلاح قدیم یونانی علمی حلقوں میں بھی پائی جاتی رہی ہے، جس سے مراد حالیہ شمالی پاکستان اور مشرقی افغانستان کے پہاڑی سلسلے لیے جاتے ہیں۔یہ زبان پاکستان میں صوبہ خیبر پختونخوا کے اضلاع ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، بٹگرام، پشاور، کوہاٹ، جب کہ صوبہ پنجاب میں اٹک اور پوٹھوار اور آزاد کشمیر کے بیش تر علاقوں میں بولی جاتی ہے۔خیبر پختونخوا حکومت، ہندکو زبان و ادب کی ترقّی کے لیے کوشاں ہے۔گندھارا ہندکو بورڈ کے تحت گندھارا ہندکو اکیڈمی قائم کی گئی ہے۔

(x) گوجری زبان (Gojri Language)

گوجری زبان بھی برصغیر کی قدیم زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔سرکاری سرپرستی کے زمانے میں ادیبوں اور شاعروں نے گوجری اَدب تخلیق کیا، جس میں زیادہ تر صوفیانہ کلام ہے۔ان شعرا میں سیّد نور الدین ست گرو، حضرت امیر خسرو، شاہ میرا جی، برہان الدین جانم اور امین گجراتی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔بعد میں گوجری زبان مقامی لہجوں میں تقسیم ہوگئی۔ریاست جموں و کشمیر میں بولی جانے والی گوجری پر عربی اور فارسی کے واضح اثرات دیکھنے میں آتے ہیں۔گوجری زبان کا اپنا ذخیرۂ الفاظ اور اپنی ایک الگ پہچان ہے۔اس زبان میں محاورے،

Web version of PCTB Textbook

ضرب الامثال، پہیلیاں، لوک گیت اور لوک کہانیاں وغیرہ موجود ہیں، جن کے بل بوتے پر اس کو زبان کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں غربت کے اسباب، اثرات اور حکومت کی طرف سے غربت میں کمی کے لیے اقدامات
(Causes, Consequences and Remedies for Poverty Alleviation in Pakistan)

غربت کی کوئی واضح تعریف تو نہیں کی جاسکتی کہ کس ملک میں کتنے فی صد غربت کی شرح ہے۔ مختلف مالیاتی ادارے اپنے اپنے انداز سے اس کی تعریف کرتے ہیں، تاہم عام فہم الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ غربت ایک ایسی کیفیت یا صورت حال کا نام ہے، جس میں کسی شخص یا کمیونٹی (Community) کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہوتے کہ جن سے وہ اپنا کم سے کم معیارِ زندگی برقرار رکھ سکے۔ پاکستان پلاننگ کمیشن (Pakistan Planning Commission) غربت کی بنیاد، انسانی جسم کو مطلوب توانائی کے حراروں (Calories) پر رکھتا ہے، جس کی رُو سے ہر بالغ فرد کو روزانہ کم از کم 2350 توانائی کے حرارے ملنے چاہییں۔ پاکستان میں شہری علاقوں میں غربت نسبتاً کم ہے، کیوں کہ روزگار کے مواقع زیادہ ہیں۔

غربت کا شکار لوگ

پاکستان میں غربت کے اسباب

- تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی
- پیداواری وسائل میں کم اضافہ
- تجارتی سرگرمیوں میں کم پھیلاؤ
- توانائی کا بحران
- اندرونی و بیرونی سرمایہ کاری میں کمی
- افراطِ زر کی بڑھتی ہوئی شرح
- معاشی ترقّی کی سست رفتاری
- ناخواندگی اور ٹیکنیکل تعلیم کا کم ہونا

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوامِ متحدہ کے مطابق خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے کا معیار ایسے لوگ ہیں جن کی یومیہ آمدنی 1.9 ڈالر یا اس سے بھی کم ہے۔

اثرات

- غربت کی وجہ سے مایوسی اور بدامنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- جان لیوا امراض میں تیزی آ رہی ہے۔
- معاشی ترقّی کی رفتار سست ہے۔
- شرحِ خواندگی میں اضافہ سست روی کا شکار ہے۔
- پاکستان کی عالمی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔
- چوری، ڈاکے اور دہشت گردی کو فروغ مل رہا ہے۔

غربت میں کمی کے لیے حکومتی اقدامات

- سالانہ ترقّیاتی بجٹ میں نئی ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنا۔
- پیلی ٹیکسی، رکشا اور ٹریکٹر وغیرہ کی سکیموں کا اجرا۔
- نوجوانوں کے قرض لینے کی سکیموں کا اجرا۔
- بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں اضافہ۔
- تعلیم کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں میں مفت کتابوں اور وظائف کے ذریعے سے مستحق طلبہ کی ماہانہ امداد۔
- بیت المال اور زکوٰۃ فنڈ سے مستحق افراد اور گھرانوں کی مالی معاونت۔
- بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کا اجرا

Web version of PCTB Textbook

قومی تعمیر میں اقلیتوں کا کردار اور کارنامے
(Contribution and Achievements of Minorities in Nation Building)

کسی بھی معاشرے میں موجود ایسا گروہ جو اپنے مذہبی، سماجی اور معاشرتی نظریات اور طرزِ زندگی کی رُو سے اکثریت کی نسبت کم تعداد میں ہو اقلیت کہلاتا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقّی و خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ وہاں قیام پذیر اقلیتی طبقوں کو اکثریت کی طرح زندگی کی تمام بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ انھیں عوامی اور حکومتی سطح پر ہر طرح کی معاونت اور تعاون حاصل ہو۔ حکومتِ پاکستان نے اقلیتوں کو ہر قسم

11 راگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ تقریر کرتے ہوئے

کی ضروری مراعات اور سہولیات سے نوازا ہے اور وہ یہاں اپنی جان، مال، عزت و آبرو کو محفوظ تصور کرتے ہیں۔ اقلیتوں نے بھی ہمیشہ ذمہ دار شہری اور محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے اور مشکل کی ہر گھڑی میں اپنے ہم وطنوں کا ساتھ نبھایا ہے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غیر مسلموں کو پاکستان میں مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ کی ضمانت دی۔ قیامِ پاکستان سے قبل 11 -اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other places of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed, that has nothing to do with the business of the State. Thank God, we are not starting in those days. We are starting in the days when there is no discrimination, no distinction between one community and another, no discrimination between one caste or creed and another. We are starting with this fundamental principle that we are all citizens and equal citizens of one State.

Now, I think we should keep that in front of us as our ideal and you will find that in course of time Hindus would cease to be Hindus and Muslims would cease to be Muslims, not in the religious sense, because that is the personal faith of each individual, but in the political sense as citizens of the State.

ترجمہ:

''آپ آزاد ہیں، آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں، آپ اپنی مساجد اور ریاستِ پاکستان میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا نسل سے ہو، اس کا ریاست کے معاملات سے ہرگز کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے ایسے حالات میں سفر کا آغاز نہیں کیا ہے۔ ہم اس زمانے میں یہ ابتدا کر رہے ہیں، جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی، دو فرقوں کے مابین کوئی امتیاز نہیں، مختلف ذاتوں اور عقائد میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب شہری ہیں اور ایک ریاست کے یکساں شہری ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو ایک نصب العین کے طور پر اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ جُوں جُوں زمانہ گزرتا جائے گا، ریاست سے تعلقات کے معاملے میں نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔ ایسا مذہبی طور پر نہیں ہوگا، کیوں کہ مذہب (عقیدہ) ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے، بلکہ ایسی سوچ ریاست کے شہریوں میں سیاسی معنوں میں فروغ پائے گی۔''

قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی آخری سانس تک ہمیشہ اس امر کا اظہار کیا کہ پاکستان سب کا وطن ہے۔ اس میں مذہبی تفریق ممکن نہیں ہے۔ یہاں سب کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آنے والے دیگر حکمرانوں نے بھی اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا۔

اقلیتی برادری میں ہندو، مسیحی، سکھ اور پارسی وغیرہ سب شامل ہیں۔ پاکستانی اقلیتوں نے تعمیرِ پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ قانون کے شعبے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس اے آر کارنیلیئس کا نام ہمیشہ درخشاں ستارے کی طرح چمکتا رہے گا۔ انھوں نے 1973 کا آئین مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کو قرآن وسنت پر عبور حاصل تھا، وہ آٹھ سال تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج رہے۔ جسٹس رانا بھگوان داس نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے قائم مقام چیف جسٹس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ وہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئر مین بھی رہے۔ جسٹس رستم سہراب جی سدھوا اور جسٹس دُراب پٹیل نے سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

پاکستان کی مسلح افواج میں بھی اقلیتوں کا کردار نمایاں ہے۔ ریئر ایڈمرل لیسلے، میجر جنرل جولیین پیٹر، میجر جنرل نوئیل کھوکھر، برگیڈیئر مارون، سکوارڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی، ایئر کموڈور نذیر لطیف، ایئر وائس مارشل ایرک گورڈن، گروپ کیپٹن سیسل چودھری، ایئر کموڈور بلونت کمار داس نے دفاعِ وطن کے لیے عظیم قربانیاں دیں، جن کے اعتراف کے طور پر انھیں فوجی اعزازات سے نوازا گیا۔ ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل موجودہ سکھ افسر ہیں۔

سیاست کے شعبہ میں اکشے کمار داس، کامنی کمار دتہ، ڈیرک سپرئین، بساعتا کمار داس، کامران مائیکل اور کلیمنٹ شہباز بھٹی، درشن لال مختلف عہدوں پر خدمات انجام دے چکے ہیں جب کہ ڈاکٹر رمیش کمار، کرشنا کماری کوہلی اور قیامِ پاکستان کے بعد منتخب ہونے والے پہلے سکھ ایم پی اے (MPA) سردار رمیش سنگھ اروڑا اور دیگر مختلف عہدوں پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

صحت کے شعبہ میں ڈاکٹر روتھ فاؤ نے برص اور جذام کے خاتمے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کی گئی۔ سسٹر روتھ لوئیس نے پچاس سال تک معذوروں کی خدمت کی۔ ڈاکٹر ڈریگو غریب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر جے پال چھابڑیا نے شعبہ بصارت میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

سائنس کے شعبہ میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام، بشپ انتھنی لوبو، ڈاکٹر میرا فیبلوس، روشن خورشید بھروچہ، پروفیسر کنہیالال ناگپال وغیرہ نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔

کھیل کے میدان میں انتھنی ڈیسوزا، مائیکل مسیح، ویلس میتھاس، انیل دلپت، دنیش کنیریا اور بہرام ڈی آواری نے پاکستان کا

نام روشن کیا۔ الغرض اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ اقلیتی برادری بھی ملکی ترقّی میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کر رہی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

رائے بہادر سر گنگا رام (Rai Bahadur Sir Ganga Ram) ایک معروف سول انجینئر تھے جو پنجاب کے ایک گاؤں مانگٹاں والا (موجودہ ضلع ننکانہ صاحب) میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں عجائب گھر، جنرل پوسٹ آفس، ایچی سن کالج اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ ان کے ڈیزائن کردہ ہیں، جب کہ سر گنگا رام ہسپتال، ڈی اے وی کالج (موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز)، سر گنگا رام گرلز سکول (موجودہ لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی)، ادارہ بحالی معذوراں اور دیگر بے شمار فلاحی ادارے اُنھوں نے اپنے ذاتی خرچ پر قائم کیے۔

رائے بہادر سر گنگا رام

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) پشتو زبان کے شاعر ہیں:

(الف) خواجہ غلام فریدؒ (ب) غلام احمد مہجور (ج) خوشحال خاں خٹک (د) بابا بلھے شاہؒ

(ii) سپریم کورٹ کے جج رہے:

(الف) پیٹر کرسٹی (ب) ڈاکٹر روتھ فاؤ (ج) ولیم ڈی ہارولے (د) بدیع الزمان کیکاؤس

(iii) آبادی کے کوائف جاننے کے عمل کو کہتے ہیں:

(الف) نقل مکانی (ب) انتقال اراضی (ج) اشتمال اراضی (د) مردم شماری

(iv) 12 ربیع الاول کو اسلامی تہوار منایا جاتا ہے:

(الف) معراج النبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (ب) جشن میلاد النبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

(ج) عید الفطر (د) شب برات

(v) پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے:

(الف) سندھی (ب) بلوچی (ج) پنجابی (د) اُردُو

2- مختصر جواب دیں:

(i) پانچ قومی تعلیمی مسائل تحریر کریں۔

(ii) صنفی امتیاز کی تعریف کریں۔

(iii) ہم نصابی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟

(iv) کوئی سے تین پنجابی شعرا کے نام لکھیں۔

(v) آبادی اور وسائل کے درمیان توازن کیسے قائم کیا جا سکتا ہے؟

(vi) آبادیات یا بشری شماریات سے کیا مراد ہے؟

(vii) 2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں کتنی آبادی شہروں اور کتنی دیہی علاقوں میں رہتی ہے؟

(viii) شہری علاقوں سے کیا مراد ہے؟

(ix) مشترکہ خاندانی نظام کی وضاحت کریں۔

(x) اقلیتی طبقوں کے دو مذہبی تہواروں کے نام لکھیں۔

(xi) پاکستان کے چار سیاحتی مقامات کے نام تحریر کریں۔

(xii) پاکستان میں غربت کے چار اسباب لکھیں۔

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:

(i) پاکستان میں شعبۂ تعلیم کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیں۔

(ii) علاقائی ثقافت میں مماثلت قومی یک جہتی کا ذریعہ ہے، وضاحت کریں۔

(iii) پاکستانی معاشرے کی اہم خصوصیات بیان کریں۔

(iv) پاکستان کی قومی اور دو علاقائی زبانوں کی تفصیل بیان کریں۔

(v) پاکستان میں سیاحت کی اہمیت بیان کریں۔

(vi) صنفی بنیاد پر آبادی کی تقسیم بیان کریں۔

(vii) وضاحت کریں کہ پاکستان میں شعبۂ صحت کن مسائل کا شکار ہے اور ان کا حل بیان کریں۔

(viii) قومی تعمیر میں اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کریں۔

(ix) پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

سرگرمی

(i) پاکستان میں قومی یک جہتی کے موضوع پر تقاریر کا مقابلہ کرائیں۔

(ii) پاکستان کی ثقافت سے متعلق تصاویر جمع کریں۔

(iii) اپنے علاقے کا سروے کر کے معاشرتی مسائل کی فہرست تیار کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) طلبہ کو ان کی ثقافت کی اہم خصوصیات سے آگاہ کریں۔

(ii) طلبہ سے پاکستان کی ثقافت کے اہم خدوخال کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کرائیں۔

Web version of PCTB Textbook

باب 7

پاکستان کی معاشی ترقّی
(Economic Development of Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں معاشی ترقّی کا عشرہ بہ عشرہ جائزہ لے سکیں۔
2- پاکستان میں لیبر فورس کی وضاحت کر سکیں۔
3- پاکستان میں دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کے ذخائر، ان کی معاشی اہمیت اور تقسیم کی وضاحت کر سکیں۔
4- زراعت کی اہمیت اس کے مسائل اور زراعت میں جدّت لانے کے لیے کوششوں کی وضاحت کر سکیں۔
5- پاکستان کے آبی ذرائع اور آب پاشی کے موجودہ نظام کی اہمیت، افادیت اور کارکردگی کو موضوع بحث بنا سکیں۔
6- پاکستان میں اہم فصلوں کی پیداوار اور تقسیم، مویشی پالنے اور ماہی گیری سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر سکیں۔
7- صنعتوں کی اہمیت، ان کا محلِ وقوع، گھریلو، چھوٹی اور بھاری صنعتوں کی پیداوار پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
8- پاکستان میں توانائی کے مختلف وسائل کی اہمیت، پیداوار اور کھپت پر بحث کر سکیں۔
9- پاکستان کی بین الاقوامی تجارت اور اس کے معیشت پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
10- پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت بیان کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

پاکستان کی معاشی ترقّی
(Economic Development of Pakistan)

معاشی ترقّی ایک نظر میں:

گراہم بینک (Graham Bannock) کے الفاظ میں ''معاشی ترقّی، معیشت کی پیداواری صلاحیت میں ایسے لگا تار عمل کا نام ہے جس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہو۔''

کیا آپ جانتے ہیں؟

حکومتِ پاکستان نے معاشی ترقّی کی رفتار کو تیز کرنے اور درپیش رکاوٹوں کو دُور کرنے کے لیے 1952ء میں منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ (Planning and Development Board) اور 1953ء میں منصوبہ بندی کمیشن (Planning Commission) قائم کیا۔

پاکستان میں مختلف عشروں میں ہونے والی معاشی ترقّی
(Economic Development in Pakistan through Decades)

پاکستان کے قیام سے تا حال ہونے والی معاشی ترقّی کو درج ذیل عشروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:-

پہلا عشرہ: قیامِ پاکستان سے 1958ء تک

- پاکستان کو اپنے قیام کے روز ہی سے مہاجرین کی آبادکاری، انتظامی مسائل، حد بندی کے مسائل، مسئلہ کشمیر، ریاستوں کا الحاق، اثاثوں کی تقسیم، دریائی پانی کا مسئلہ، فوجی اثاثوں کی تقسیم اور دیگر معاشی مسائل کا سامنا رہا تھا۔
- جون 1953ء تک زیادہ تر ترقیاتی کام ایک چھے سالہ منصوبے کے تحت انجام دیے گئے، جسے کولمبو پلان (Colombo Plan) کہا جاتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ملک میں انفراسٹرکچر کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی، تاکہ صنعتوں کے قیام کے لیے حالات کو موزوں، مناسب اور سازگار بنایا جاسکے۔ 1955ء سے پانچ سالہ منصوبوں کا سلسلہ شروع کیا گیا، تاکہ ملکی معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔
- 1955ء میں پہلا پانچ سالہ منصوبہ جاری ہوا، جس کا حجم 10 ارب 80 کروڑ روپے تھا۔ اس منصوبے کے اہم اہداف میں:
  (i) صنعتی اور غذائی پیداوار میں اضافہ کرنا۔
  (ii) قومی اور فی کس آمدنی میں اضافہ کرنا۔
  (iii) روزگار کی فراہمی کرنا۔
  (iv) پرانی سڑکوں کی مرمت اور نئی سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ریلوے کی سہولتوں میں اضافہ کرنا۔
  (v) صحت اور تعلیم کی سہولتوں کو بڑھانا۔
  (vi) لاکھوں ایکڑ قابل کاشت اراضی کو آب پاشی کی سہولتوں کی فراہمی کا بندوبست کرنا وغیرہ شامل تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خام قومی پیداوار (جی ڈی پی) کسی معیشت میں کسی مخصوص عرصہ کے دوران میں پیدا کی جانے والی اشیا و خدمات کے (مارکیٹ قیمت پر) مجموعہ کو کہتے ہیں۔ مخصوص عرصہ سے مراد عام طور پر ایک سال ہوتا ہے۔

دوسرا عشرہ: 1958ء سے 1968ء تک

- معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں دوسرا پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا گیا، جس کی مدت 1960ء سے 1965ء تک تھی۔
- پاکستان کی معاشی ترقی میں یہ منصوبہ کامیاب تصور کیا جاتا ہے۔ اس منصوبے کے زیادہ تر اہداف حاصل کر لیے گئے۔
- اس عشرے میں صنعتی شعبے کو ترقی سے ہم کنار کرنے کے ساتھ ساتھ زرعی ترقی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی، جس میں اعلیٰ قسم کے بیجوں کی درآمد، کیڑے مار ادویات، جدید زرعی مشینری کا استعمال اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے ذریعے سے وسائل آب پاشی میں اضافہ کرنا شامل تھا۔
- اس عشرے میں پاکستان اور بھارت کے مابین مشہور "سندھ طاس" معاہدہ 1960ء میں طے ہوا، جس سے وقتی طور پر پانی کی صورتِ حال میں بہتری آئی، لیکن آنے والے دنوں میں پاکستانی زراعت پر اس کے بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے۔
- اس دور میں بہت سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے، جن میں منگلا اور تربیلا ڈیم شامل تھے۔ حکومت کے ان اقدامات سے ہزاروں لوگوں کو روزگار ملا اور ان کی معاشی حالت میں بہتری آئی۔

Web version of PCTB Textbook

کیا آپ جانتے ہیں؟

1906ء میں صوبہ پنجاب کے شہر لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں ''پنجاب زرعی کالج اور ادارۂ تحقیق'' (Punjab Agricultural College and Research Institute) قائم کیا گیا جس کو 1961ء میں اپ گریڈ کر کے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (University of Agriculture Faisalabad) بنا دیا گیا۔

- تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965ء تا 1970ء) شروع کیا گیا، جس میں صنعتی اور زرعی شعبہ کی ترقّی کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان میں سرمایہ کاری کے مواقع میں اضافہ، بے روزگاری میں کمی لانا اور رہائش، تعلیم اور صحت کی سہولتوں کو بڑھانا شامل تھا۔
- یہ منصوبہ مجموعی طور پر ملک میں معاشی سرگرمیوں میں تیزی لانے میں کافی حد تک کامیاب رہا۔ نئی سڑکوں کی تعمیر مکمل کی گئی۔ زرعی شعبے میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے اہم فصلوں بالخصوص گندم کی پیداوار میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ کاشت کاروں کی آمدنی بڑھ جانے سے ان کے معیارِ زندگی میں بھی بہتری آئی۔ لہٰذا مجموعی طور پر یہ عشرہ سبز انقلاب کا دور کہلاتا ہے۔

تیسرا عشرہ: 1968ء سے 1978ء تک

- تیسرے عشرے میں چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970ء تا 1975ء) شروع ہوا جو 1971ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے نامکمل رہا۔
- معاہدہ سندھ طاس کے تحت دو بڑے ڈیم (منگلا اور تربیلا) مکمل ہوئے، رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں، نئے اور پرانے بیراج مکمل کیے گئے، اس طرح آب پاشی کی صورتِ حال میں بہتری آئی۔
- حکومت کی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کی پالیسی نے صنعتی ترقّی پر بڑے منفی اثرات مرتب کیے۔ نئی سرمایہ کاری رک گئی اور صنعت کار بد دل ہو کر اپنا سرمایہ صنعتوں سے نکالنے لگے۔
- برآمدات میں اضافہ کے لیے روپے کی قدر میں کمی کی گئی۔

چوتھا عشرہ: 1978ء سے 1988ء تک

- پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978ء تا 1983ء) شروع کیا گیا۔ اس منصوبے کے دوران میں دیہی علاقوں کی ترقّی پر خاص توجہ دی گئی۔ غریب اور نادار لوگوں کی زکوٰۃ فنڈ سے مدد کی گئی۔
- چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (1983 تا 1988) شروع کیا گیا، جس کے اہم اہداف میں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرنا، سائنس اور ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے وظائف کا اجرا، تعلیم اور صحت کے شعبوں کے لیے زیادہ رقوم مختص کرنا، معاشرے کے تمام افراد کے لیے بنیادی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانا اور مستحق افراد کے لیے زکوٰۃ فنڈ کا قیام وغیرہ شامل تھے۔
- اس دوران میں ملک میں سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں متاثر ہوئیں۔ تاہم افغان جنگ کے باعث پاکستان کو امریکہ اور مغربی ممالک سے کافی مالی امداد ملی جس سے معیشت میں وقتی بہتری آئی۔

Web version of PCTB Textbook

پانچواں عشرہ: 1988ء سے 1998ء تک

- 1988 تا 1993ء ساتواں پانچ سالہ منصوبہ پیش کیا گیا۔ 1993 تا 1998 آٹھواں پنج سالہ منصوبہ پیش کیا گیا۔
- حکومتوں کی تبدیلی نے معیشت کو متاثر کیا۔ صنعتی ترقی اور بیرونی سرمایہ کاری میں کمی آئی۔
- ایٹمی دھماکوں کے باعث پاکستان کا دفاع تو مضبوط ہوا تاہم ملک کو بہت سی اقتصادی پابندیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔

چھٹا عشرہ: 1998ء سے 2008ء تک

- پاکستان کی بین الاقوامی امداد میں اضافہ ہوگیا۔
- نج کاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے کمیشن قائم کیا گیا۔
- ترسیلاتِ زر میں اضافے، آزاد منڈی کی پالیسی اور نج کاری کے باعث معیشت میں بہتری آئی
- داخلی صورتِ حال کی خرابی اور بجلی کی لوڈشیڈنگ جیسے بحرانوں نے بھی جنم لیا۔

ساتواں عشرہ: 2008ء سے 2018ء تک

- بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور وسیلہ حق پروگرام کے ذریعے سے لوگوں کی مدد کی گئی۔
- خواتین کی ترقی وتحفظ اور کسانوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔
- 2013ء کے انتخابات کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت قائم ہوئی۔ اس دورِ حکومت میں توانائی کے بحران سے نمٹنے کے لیے منصوبے شروع کیے گئے۔
- توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری لانے اور توانائی کی پیداوار اور تقسیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے توانائی کی پالیسیوں میں اصلاحات پر کام کیا گیا۔
- اربوں ڈالر کے منصوبے چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کا آغاز کیا گیا۔
- 2018ء میں پاکستان میں عام انتخابات کے بعد پاکستان تحریک انصاف کی حکومت قائم ہوئی۔

افرادی قوّت
(Labour Force)

- افرادی قوّت (Labour Force) یا ورک فورس (Work Force) سے مراد 16 سال یا اس سے زیادہ عمر کے وہ افراد ہیں جو کمانے کے اہل ہوں۔ ان میں برسرِ روزگار اور بے روزگار دونوں طرح کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ یہ معیشت کو فعال بنانے میں اہم

Web version of PCTB Textbook

کردار ادا کرتے ہیں۔ سارے کمانے والے لوگ، تمام بے روزگار، پارٹ ٹائم ورکر اور تنخواہ دار لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو معیشت کو قابلِ فروخت چیزیں یا خدمات (Goods and Services) مہیا کرتے ہیں۔

- اس وقت پاکستان میں قریباً 71.76 ملین افراد کا شمار افرادی قوت میں ہوتا ہے، ان میں سے 67.25 ملین افراد کو روزگار حاصل ہے، جب کہ باقی ماندہ 4.51 ملین افراد بے روزگار ہیں۔

کام میں مصروف افرادی قوت

کیا آپ جانتے ہیں؟

بچے، گھریلو خواتین (جو کوئی ملازمت نہیں کرتیں) اور عمر رسیدہ لوگ افرادی قوت میں شامل نہیں ہوتے۔ خواتین اور بوڑھے افراد گھر اور بچوں کی دیکھ بھال میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

Web version of PCTB textbook

پاکستان کے اہم دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کے وسائل، معاشی اہمیت اور تقسیم

(Major Metallic and Non- metallic Mineral Resources of Pakistan, their Economic Importance and Distribution in Pakistan)

معدنیات سے مراد زیرِ زمین موجود دھاتی اور غیر دھاتی اشیا ہیں۔ معدنی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق جتنا زیادہ کوئی ملک معدنی وسائل کی دولت اور پیداوار سے مالا مال ہوگا، اتنا ہی وہ معاشی طور پر زیادہ مضبوط سمجھا جائے گا۔ معدنیات درج ذیل دو اقسام کی ہوتی ہیں:-

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals) ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals)

1- خام لوہا (Iron Ore)

پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957ء میں شروع ہوئی۔ کئی مقامات سے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے، جن میں کالاباغ (ضلع میانوالی) کے ذخائر بہت بڑے ہیں، لیکن کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ ڈومل نسار (چترال) کے ذخائر میں اچھی قسم کا خام لوہا دریافت ہوا ہے۔

2- تانبا اور سونا (Copper and Gold)

تانبے اور سونے کی اہمیت اور افادیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ بلوچستان میں چاغی اور سینڈک میں سونے اور تانبے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں، جو دنیا میں پانچویں بڑے ذخائر ہیں، لیکن انفراسٹرکچر کی کمی، مطلوبہ مشینری کی عدم دستیابی، محدود تجربہ اور ناکافی مالی وسائل ان کے نکالنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

3- مینگانیز (Manganese)

یہ دھات بیٹری سازی، بلب بنانے، رنگ سازی اور سٹیل انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر لسبیلہ اور

ضلع چاغی (بلوچستان) میں پائے جاتے ہیں۔

4- باکسائیٹ (Bauxite)

یہ قیمتی دھات ایلومینیم بنانے میں استعمال ہوتی ہے، اس کے ذخائر آزاد کشمیر میں ضلع مظفرآباد اور کوٹلی، پنجاب میں کوہستان نمک کے وسطی علاقوں میں اور بلوچستان کے ضلع لورالائی کے مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

5- کرومائیٹ (Chromite)

یہ دھات سٹین لیس سٹیل بنانے کی صنعتوں کے علاوہ فولاد سازی کی صنعتوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ مزید برآں انجینئرنگ کے آلات بنانے میں بھی کام آتی ہے۔ بلوچستان میں اس کے ذخائر مُسلم باغ، لسبیلہ اور چاغی وغیرہ کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں مالاکنڈ اور مہمند ایجنسی وغیرہ میں بھی اس کے ذخائر موجود ہیں۔

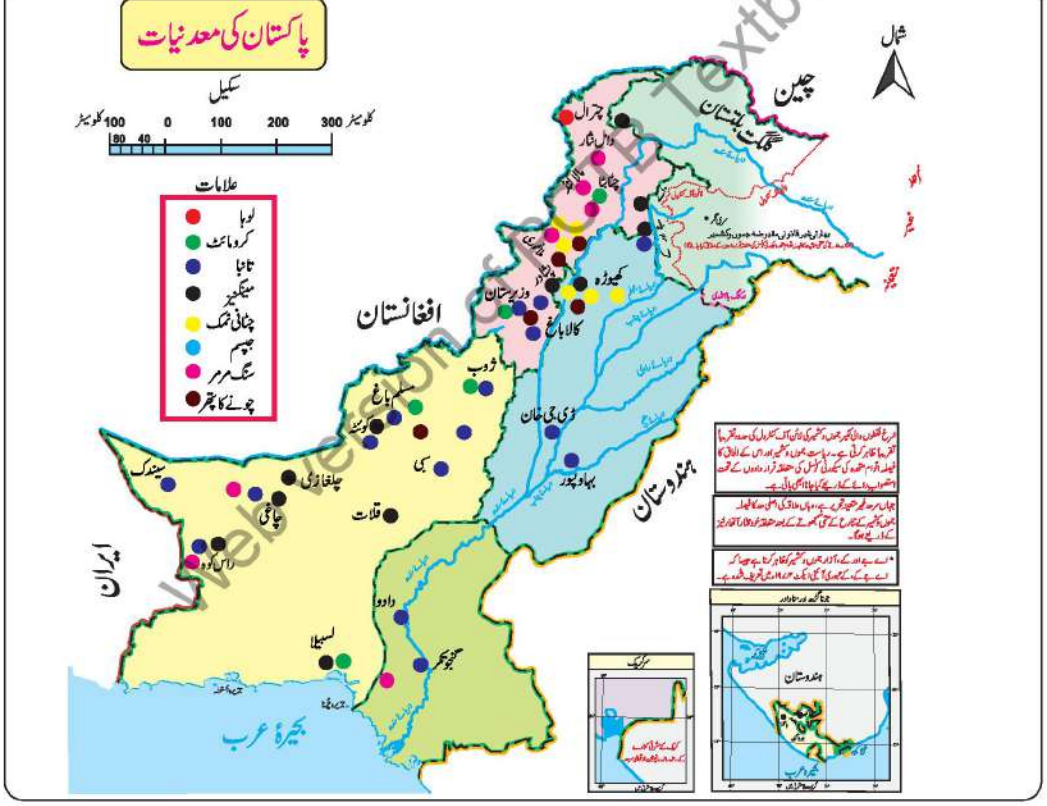

Web version of PCTB Textbook

ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

1- کوئلہ (Coal)

یہ توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو حرارت فراہم کرنے کے علاوہ بجلی پیدا کرنے کے بھی کام آتا ہے۔ پاکستان میں 185 بلین ٹن

کوئلے کے ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان میں کوئلے کا زیادہ تر استعمال تھرمل بجلی پیدا کرنے، گھروں اور بھٹوں پر اینٹیں پکانے میں ہوتا ہے۔اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات سے کوئلہ نکالا جاتا ہے۔صوبہ پنجاب میں کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑ وال کی کانوں سے حاصل ہوتا ہے۔صوبہ خیبر پختونخوا میں ہنگو میں کوئلے کے ذخائر ہیں۔ بلوچستان میں خوست، شارگ، ڈیگاری، شیریں آب، مچھ، بولان اور ہرنائی میں کوئلہ کی کانیں ہیں۔سندھ میں کوئلے کے ذخائر تھر، جھمپیر، سارنگ، لاکھڑا جب کہ آزاد کشمیر میں کوئلے کے ذخائر کوٹلی اور ضلع مظفر آباد میں ہیں۔ پاکستان میں کوئلہ کے سب سے بڑے ذخائر تھر (سندھ) میں ہیں۔

2- جپسم (Gypsum)

یہ ایک بہت ہی کارآمد اور مفید پتھر ہے جو صنعت اور زراعت دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زراعت میں اسے سیم وتھور کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کیمیائی کھاد، سیمنٹ، کاغذ اور روغن تیار کرنے کی صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔گلابی اور سفید رنگ کا جپسم صوبہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خاں، میانوالی اور جہلم سے ملتا ہے۔ جپسم کے ذخائر دادو اور سانگھڑ (سندھ)، کوئٹہ اور سبی (بلوچستان) اور کوہاٹ (خیبر پختونخوا) میں بھی پائے جاتے ہیں۔

3-خوردنی نمک (Rock Salt)

نمک انسانی ذائقے کا ایک اہم عنصر ہے جو خوراک کے علاوہ سوڈا ایش، کاسٹک سوڈا، سوڈیم بائی کاربونیٹ، ٹیکسٹائل مل اور چمڑے وغیرہ کی صنعتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان خوردنی نمک کی پیداوار میں خودکفیل ہے، کوہستان نمک (Salt Range) میں پائی جانے والی کھیوڑہ کی نمک کی کان کوالٹی اور ذائقہ کے لحاظ سے دنیا کی چند بڑی کانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ کھیوڑہ کے علاوہ واڑچھا، کالا باغ اور بہادر خیل (میانوالی) میں بھی نمک کی کانیں موجود ہیں۔

4-سنگِ مرمر (Marble)

اسے عمارات کی تزئین و آرایش کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ سنگ مرمر کے زیادہ تر ذخائر صوبہ خیبر پختونخوا میں صوابی، سوات، جب کہ بلوچستان میں چاغی کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔ آزاد کشمیر کے اضلاع میر پور اور مظفر آباد میں بھی سنگِ مرمر پایا جاتا ہے۔

5-چونے کا پتھر (Lime Stone)

یہ زیادہ تر سیمنٹ بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔صوبہ پنجاب میں اس کے بڑے ذخائر کوہستان نمک، سطح مرتفع پوٹھوار، داؤد خیل، زندہ پیر اور مارگلہ کی پہاڑیاں ہیں۔ اس کے علاوہ پیڑ و مغل کوٹ (ڈیرہ اسماعیل خاں) کوہاٹ، نوشہرہ، منگھو پیر، روہڑی (صوبہ سندھ) اور بلوچستان میں ہرنائی کے پہاڑوں سے بھی چونے کا پتھر ملتا ہے۔

6- گندھک (Sulphur)

اس کو زیادہ تر رنگ روغن، کیمیائی کھاد، مصنوعی ریشے اور دھماکہ خیز مواد کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ گندھک زراعت کے شعبے میں سیم وتھور کے خاتمے اور گندھک کا تیزاب بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر بلوچستان کے ضلع چاغی میں پائے جاتے ہیں۔

7- چینی مٹی (China Clay)

چینی مٹی زیادہ تر صنعت میں استعمال کی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ برتن بنانے اور فولاد پگھلانے والی بھٹیوں کے علاوہ تیل صاف کرنے اور سٹیل کے کارخانوں میں استعمال ہوتی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

زراعت کی اہمیت، اس کے مسائل اور زراعت میں جدّت لانے کے لیے کوششیں

(Importance of Agriculture ,Problems and Efforts to Modernize Agriculture)

- زراعت ہماری ملکی معیشت کا ایک اہم ستون ہے۔ ہماری دیہی آبادی کا لگ بھگ 60 فی صد حصّہ بلا واسطہ یا بالواسطہ زرعی شعبے کے ساتھ منسلک ہے۔ ملکی افرادی قوت کا قریباً 37 فی صد زراعت سے وابستہ ہے۔ جی ڈی پی میں زراعت قریباً 24 فی صد حصّہ کے ساتھ نمایاں پوزیشن پر ہے، جب کہ ملکی برآمدات میں زراعت اور اس کی مصنوعات کا حصّہ قریباً 60 فی صد زائد ہے۔
- یہ ایک حقیقت ہے کہ زراعت کو ترقّی دیے بغیر ملک ترقّی نہیں کر سکتا۔ اگر زراعت ترقّی یافتہ ہوگی تو اس سے قومی آمدنی میں اضافے کے علاوہ زراعت سے وابستہ افراد اور اداروں کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہوگا۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہوگا، جس سے وہ اپنے بچوں کو بہتر تعلیمی، رہائشی اور تفریحی سہولتیں فراہم کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ زراعت سے وابستہ صنعت (Agrobased Industry) بھی خوب پھلے پھولے گی۔ روزگار کے زیادہ مواقع میسر آئیں گے۔ زراعت میں سرمایہ کاری بڑھے گی، کاروباری سرگرمیوں میں تیزی آئے گی اور برآمدات میں اضافہ ہونے سے زرِمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہوگا۔

زراعت کے مسائل (Problems in Agriculture)

ملکی زراعت کو اس وقت درج ذیل مسائل کا سامنا ہے، جو پیداوار بڑھانے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں:۔

1- نئے ڈیموں کی تعمیر میں غیر ضروری تاخیر سے پانی کی کمی کا مسئلہ کافی سنگین ہو چکا ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر آب پاشی کے وسائل میں مناسب اضافہ نہ ہوا اور نظامِ آب پاشی سے پانی کا ضیاع جاری رہا تو پانی کی کمی کا مسئلہ بحران کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ ملکی زراعت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

2- ہمارے کھیتوں کی اکثریت ناہموار ہے جن میں نہ صرف زرعی مداخل یعنی پانی، بیج اور کھاد وغیرہ ضائع ہوتے ہیں اور پیداوار کم حاصل ہوتی ہے بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے۔

3- بہتر پیداواری بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ جیسی چیزیں نہ صرف بہت مہنگی ہیں، بلکہ فصل کی بوائی کے وقت کاشت کاروں کی ضرورت کے مطابق دستیاب بھی نہیں ہوتیں۔

4- عالمی منڈیوں تک رسائی کم ہونے سے زرعی برآمدات کی مناسب قیمت نہیں ملتی۔

5- کاشت کاروں کے ملکیتی قطعات اراضی تقسیم در تقسیم کے نتیجے میں روز بروز چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں، جن پر جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اُٹھانا مشکل ہے۔

6- لگ بھگ گزشتہ دو دہائیوں سے ہمارا زیرِ کاشت رقبہ جوں کا توں ہے اور اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا، حالانکہ اس دوران میں آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس وقت ملک میں کم و بیش 8 ملین ہیکٹر قابلِ کاشت زمین موجود ہے، لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے اسے کاشت نہیں کیا جا سکتا۔

7- کاشت کار ناخواندہ یا کم پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

8- ہمارا وسیع رقبہ سیم و تھور کی زد میں ہے، مناسب سدِباب نہ ہونے کی وجہ سے آیندہ سالوں میں مزید بڑھ سکتا ہے۔

9- سٹوریج کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے بہت سی پیداوار ضائع ہو جاتی ہے۔

10- بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زمینوں پر مسلسل کاشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ زمینوں میں نامیاتی

Web version of PCTB Textbook

مادہ (کھاد وغیرہ) بھی کم ہو گیا ہے، جس سے اُن کی پیداواری صلاحیت میں آہستہ آہستہ کمی آ رہی ہے۔

11- ہمارے کاشت کاروں کی اکثریت زمین اور ٹیوب ویلوں کے پانی کے تجزیے کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتی، جس سے نہ صرف ہمارے زرعی وسائل ضائع ہوتے ہیں، بلکہ ان سے بھرپور استفادہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور زمین کی پیداواری صلاحیت میں بھی کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

12- کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں میں کمی پائی جاتی ہے۔

13- قدرتی آفات، جیسے: فصلوں کی بیماریاں، ٹڈی دل، زلزلے اور سیلاب وغیرہ بعض اوقات ملک کو غذائی بحران سے دوچار کر دیتے ہیں۔

14- زرعی پسماندگی کی ایک اہم وجہ بروقت مطلوبہ قرضہ کی عدمِ فراہمی بھی ہے۔ کسانوں کو بروقت اور کم شرح سود پر قرض کی فراہمی سے پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔

پاکستان کی زراعت میں جدّت (Modernisation in Agriculture)

پاکستان میں زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور ترقی یافتہ ممالک کے برابر لانے کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:-

1- پانی کی کمی کو پورا کرنے اور پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لیے نئے ڈیموں کی تعمیر۔

2- زراعت میں جدید مشینری یعنی ٹریکٹر، ڈرل اور کمبائن ہارویسٹر وغیرہ کا استعمال۔

آب پاشی کے لیے سپرنکلر کا استعمال

گندم کی کٹائی کے لیے کمبائن ہارویسٹر

3- ناہموار کھیتوں کو ہموار بنانے کے لیے لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی (Laser Land Levelling Technology) کا فروغ۔

4- روایتی کھالوں کی بجائے اصلاح کردہ (پختہ) کھالوں سے آب پاشی کرنا۔

5- آب پاشی کے لیے سپرنکلر اور ڈرپ اریگیشن (Sprinkler and Drip Irrigation) جیسے کفایتی اور جدید طریقوں کا استعمال۔

6- کاشت کاروں کی جدید ٹیکنالوجی سے متعلق تربیت۔

7- فصلوں کی پٹریوں (کھیلیوں) پر کاشت اور پودوں کی فی ایکڑ تعداد کو پورا رکھنا۔

8- مارکیٹ کی طلب کے مطابق نفع بخش فصلوں کی کاشت۔

9- زرعی قرضہ کے نظام میں بہتری کے لیے ون ونڈو آپریشن (One Window Operation) کا فروغ۔

10- ماہرین کی ہدایات کے مطابق بیجوں کی نئی اقسام، پانی کے نمونوں کا تجزیہ، کھاد اور کیڑے مار ادویات کا متناسب استعمال۔

11- بے موسمی پھلوں اور سبزیوں کی کاشت کے لیے ٹنل فارمنگ ٹیکنالوجی (Tunnel Farming Technology) کا استعمال۔

پاکستان کے آبی ذرائع اور آب پاشی کا موجودہ نظام
(Water Resources of Pakistan and Existing Irrigation System)

پاکستان کا نظامِ آب پاشی کئی دریاؤں، آب پاشی اور رابطہ نہروں اور پانی ذخیرہ کرنے والے ڈیموں کے علاوہ لاکھوں ٹیوب ویلوں اور ہزاروں آبپاش کھالوں پر مشتمل ہے۔ یہ پانی کی ترسیل اور لمبائی کے نقطۂ نظر سے دنیا کا سب سے بڑا نظامِ آب پاشی تصوّر کیا جاتا ہے۔ اہم ذرائع آب پاشی درج ذیل ہیں:۔

1- بارش 2- انہار 3- ٹیوب ویل 4- کاریز

1-بارش (Rainfall)

بارش پانی کی فراہمی کا ایک اہم قدرتی ذریعہ ہے، ہمارے ہاں مون سون کی بارشیں زیادہ مشہور ہیں، پہاڑوں پر ہونے والی بارشوں اور گلیشیئرز پگھلنے سے پانی ندی نالوں کے ذریعے سے دریاؤں میں اکٹھا ہوجاتا ہے اور سارا سال ان کو رواں دواں رکھتا ہے۔ دریاؤں پر ڈیم بنا کر پانی کو جمع کیا جاتا ہے اور بیراجوں سے نہریں نکال کر سارا سال آب پاشی اور صنعت کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

نہری علاقوں کے برعکس بارانی علاقوں کی بہتر پیداوار زیادہ تر بروقت مطلوبہ بارشوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں توقع سے کہیں کم بارش ہوتی ہے۔ پاکستان کے 90 فی صد حصے میں سالانہ بارش کی اوسط مقدار 200 ملی میٹر سے بھی کم ہے۔ صرف 10 فی صد بالائی پہاڑی علاقہ ایسا ہے جہاں 500 ملی میٹر سے 1000 ملی میٹر تک سالانہ بارش ہوتی ہے۔

2- انہار (Canals)

کارکردگی کے لحاظ سے انہار کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

i- دوامی نہریں (Perennial Canals)

یہ وہ آب پاشی نہریں ہیں جو سارا سال جاری رہتی ہیں اور دریائی پانی کو کھیتوں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ ہیں۔ اپر چناب، لوئر چناب، اپر جہلم، لوئر جہلم، لوئر باری دوآب اور نہر پاکپتن وغیرہ پورا سال بہنے والی اہم دوامی نہریں ہیں۔

ii- غیردوامی نہریں (Non-Perennial Canals)

ان کو ششماہی نہریں بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ ان میں صرف موسم گرما اور موسم برسات ہی میں پانی چھوڑا جاتا ہے۔ دریائے ستلج پر واقع اسلام بیراج سے نکلنے والی بہاول اور قائم پور نہروں کے علاوہ کوٹری بیراج کی چند انہار اور گدو بیراج کی سب نہریں غیر دوامی (پورا سال نہ بہنے والی نہریں) ہیں۔

iii- سیلابی نہریں (Flood Canals)

موسم گرما اور برسات میں جب دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہوجائے یا دریاؤں میں شدید طغیانی کے وقت پانی خطرے کے نشان تک پہنچ جائے تو بیراج کو نقصان سے بچانے کے لیے ان نہروں میں پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ رابطہ نہریں بھی پائی جاتی ہیں۔

3-ٹیوب ویل (Tubewell)

نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے زیر زمین پانی سے استفادہ انتہائی ناگزیر ہے۔ اس وقت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ٹیوب ویل نصب ہیں، جن میں سے زیادہ تر ٹیوب ویل صوبہ پنجاب میں ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

4- کاریز (Karez)
پاکستان میں یہ نظام صوبہ بلوچستان میں ہے، جہاں علاقے کی مخصوص جغرافیائی صورتِ حال اور نہری پانی کی شدید کمی کی وجہ سے پانی کو زیرِ زمین نالوں کے ذریعے سے کھیتوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ ان نالوں کو کاریز کہتے ہیں۔ ان کاریزوں کا ذریعہ پہاڑوں سے رِسنے والے چشمے ہیں جو زیادہ تر پشین اور کوئٹہ کے اضلاع میں بنائے گئے ہیں۔

معاہدہ سندھ طاس (Indus Water Treaty)
1948ء میں بھارت نے اُن پاکستانی نہروں کا پانی روک لیا، جن کے سرچشمے بھارت میں واقع تھے۔ ان نہروں میں دریائے راوی سے نکلنے والی اپر باری دوآب (مادھوپور بیراج) اور دریائے ستلج سے نکلنے والی نہر دیپال پور (فیروز پور بیراج) شامل ہیں۔ پاکستان نے یہ مسئلہ عالمی سطح پر اٹھایا، چناں چہ عالمی طاقتوں کی زیرِ نگرانی پاکستان اور بھارت کے مابین ستمبر 1960ء میں معاہدہ سندھ طاس معرضِ وجود میں آیا جس کی رو سے تین مشرقی دریا، راوی، ستلج اور بیاس بھارت کے حصے میں آئے۔ تین مغربی دریا سندھ، چناب اور جہلم پاکستان کی تحویل میں دے دیے گئے اور ان پر پاکستان کے مکمل حقوقِ ملکیت تسلیم کر لیے گئے۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے ساتھ مل کر ایک نیٹ ورک تشکیل دیا گیا، جس کی رُو سے پاکستان کو مالی معاونت کے علاوہ ضروری تکنیکی راہنمائی بھی فراہم کی گئی۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل حکمتِ عملی تشکیل دی گئی:۔

(i) دریائے جہلم پر منگلا اور دریائے سندھ پر تربیلا ڈیم کی تعمیر کے علاوہ 5 لاکھ ایکڑ فٹ پانی چشمہ بیراج پر سٹور کرنا۔
(ii) پرانے بیراجوں کی اصلاح اور مناسب جگہوں پر نئے بیراجوں کو تعمیر کرنا۔
(iii) دریاؤں کو آپس میں جوڑنے کے لیے رابطہ انہار کو تعمیر کرنا۔

ہمارے مشرقی دریا جو معاہدہ سندھ طاس کے تحت اب بھارت کی ملکیت ہیں، بھارت کی تحویل میں آنے سے پہلے ہمارے لگ بھگ 8 ملین ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم کر رہے تھے۔ اگر ہم ان دریاؤں کو پانی فراہم کرنے کے لیے رابطہ انہار کی تعمیر نہ کرتے تو یہ علاقہ نہ صرف بنجر ہو جاتا، بلکہ لوگوں کو پینے کے پانی کے حصول میں بھی مشکل پیش آتی۔

سندھ طاس معاہدہ کے تحت سول ورکس کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پاکستان اس معاہدے کے حوالے سے ہمیشہ مخلص رہا ہے اور کبھی اس کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوا جب کہ بھارت ہمارے دریاؤں کے بالائی حصّہ پر براجمان ہونے کی وجہ سے ہمارے دریاؤں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

دریائے سندھ اور اس کے مشرقی معاون دریاؤں پر قائم بیراج اور انہار
(Barrages and Canals on River Indus and its Eastern Tributaries)
دریائے سندھ اور اس کے مشرقی معاونین پر قائم بیراج اور انہار کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:-

دریائے سندھ پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Indus)

1- جناح بیراج (Jinnah Barrage)
یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے تھل کینال نکال کر میانوالی، بھکر اور لیہ کے اضلاع کی آب پاشی کی جارہی ہے۔

2- چشمہ بیراج (Chashma Barrage)
دریائے سندھ پر قائم اس بیراج سے ڈیرہ اسماعیل خاں کو پانی فراہم کرنے کے لیے چشمہ رائٹ بینک کینال تعمیر کی گئی ہے، جب کہ بائیں کنارے سے چشمہ جہلم لنک کینال نکالی گئی ہے، جو آگے چل کر گریٹر تھل کینال کو پانی فراہم کرے گی جس سے لیہ، بھکر، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع سیراب ہوں گے۔

Web version of PCTB Textbook

3- تونسہ بیراج (Tounsa Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا آخری بیراج ہے یہاں سے ڈیرہ غازی خاں اِریگیشن کینال، مظفر گڑھ اِریگیشن کینال اور تونسہ پنجند لنک کینال نکالی گئی ہیں۔ آب پاشی انہار ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ اور راجن پور کو پانی فراہم کرتی ہیں۔ کچھی کینال بھی اسی بیراج سے نکالی جارہی ہے۔

4- گدو بیراج (Guddu Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ بلوچستان کی نصیر آباد ڈویژن اور صوبہ سندھ کے شمالی علاقوں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ رینی کینال بھی اسی بیراج کے بائیں کنارے سے نکالی جارہی ہے۔

5- سکھر بیراج (Sukkur Barrage)

یہ صوبہ سندھ کا سب سے بڑا بیراج ہے۔ یہاں سے سات آب پاشی انہار نکالی گئی ہیں جو صوبہ سندھ اور بلوچستان کو پانی فراہم کرتی ہیں۔

6- کوٹری بیراج (Kotri Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا آخری بیراج ہے۔ یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ سندھ کے جنوبی علاقوں کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔

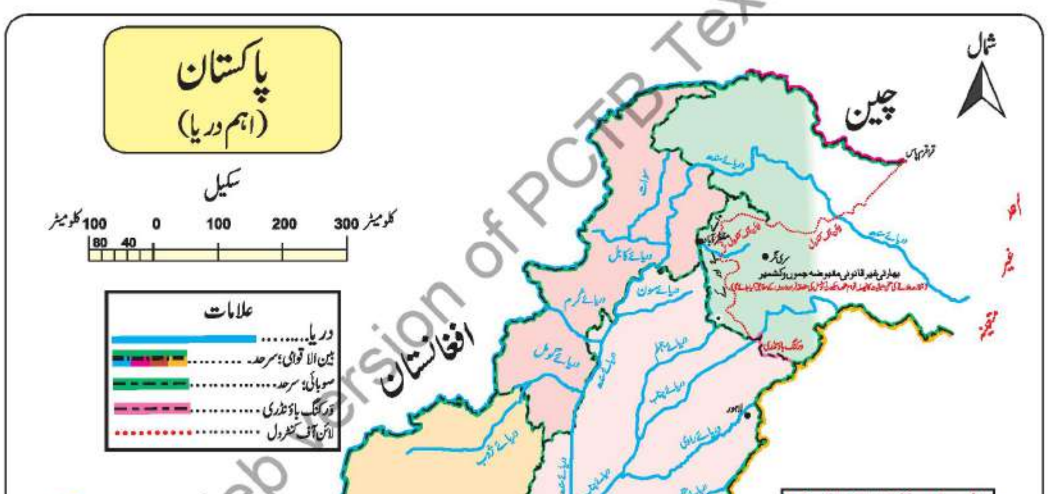

Web Version of PCTB Textbook

دریائے جہلم پر قائم ڈیم، بیراج اور انہار (Dam, Barrages and Canals on River Jhelum)

1- منگلا ڈیم (Mangla Dam)

منگلا ڈیم سے اَپر جہلم کینال نکال کر ضلع گجرات اور منڈی بہاؤالدین کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔ یہ نہر خانکی بیراج سے رابطے کا کام بھی انجام دیتی ہے۔

2- رسول بیراج (Rasul Barrage)

یہاں سے لوئر جہلم نہر نکال کر منڈی بہاؤالدین، سرگودھا، خوشاب اور چنیوٹ کے اضلاع کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور رسول قادر آباد لِنک کینال بھی نکالی گئی ہے۔

دریائے چناب پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Chenab)

1-مرالہ بیراج (Marala Barrage)

یہ دریائے چناب پر قائم ہونے والا پہلا بیراج ہے۔ یہاں سے اپر چناب کینال نکال کر صوبہ پنجاب کے شمالی اور وسطی اضلاع کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ بی آر بی ڈی لنک کینال (Bambanwala Ravi Bedian Depalpur Link Canal) بھی اسی نہر سے نکالی گئی ہے اور مرالہ راوی لنک کینال بھی اسی بیراج کا حصّہ ہے۔ اپر چناب دریائے چناب کو دریائے راوی سے ملانے کا کام بھی کرتی ہے۔

2-خانکی بیراج (Khanki Barrage)

یہاں سے لوئر چناب کینال نکال کر صوبہ پنجاب کے وسطی علاقوں کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

3- قادر آباد بیراج (Qadirabad Barrage)

دریائے چناب پر قائم یہ بیراج رابطہ انہار کے ذریعے سے دریاؤں کو آپس میں ملانے کا کام انجام دیتا ہے۔ یہ رسول قادر آباد لنک کینال کے ذریعے سے دریائے جہلم کو چناب سے ملاتا ہے۔ قادر آباد بلوکی لنک کینال کے ذریعے سے دریائے چناب کو راوی سے ملاتا ہے۔

دریائے چناب اور جہلم کے سنگم پر قائم بیراج اور انہار
(Barrages and Canals on Combined River Chenab and Jhelum)

تریموں بیراج (Trimmu Barrage)

دریائے چناب اور جہلم دونوں تریموں کے مقام پر آپس میں مل جاتے ہیں یہاں سے تین نہریں رنگ پور، حویلی اور تریموں سدھنائی لنک کینال نکالی گئی ہیں، جو ضلع جھنگ کو پانی فراہم کرنے کے علاوہ تریموں اور سدھنائی بیراج کو آپس میں ملانے کا فریضہ بھی انجام دیتی ہیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> پانچ دریا یعنی ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم آپس میں ضم ہو کر پنجند (Panjnad) کے مقام (ضلع مظفر گڑھ) پر پنجند کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پنجند بیراج سے پنجند کینال اور عباسیہ نہر نکال کر جنوبی پنجاب کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ پنجند، کوٹ مٹھن (ضلع راجن پور) کے مقام پر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔

دریائے راوی پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Ravi)

1- بلوکی بیراج (Balloki Barrage)

یہاں سے لوئر باری دوآب نکال کر وسطی اور جنوبی پنجاب کے علاقے سیراب کیے جا رہے ہیں، جب کہ دو رابطہ انہار سلیمانکی بلوکی لنک 1 اور 2 کے ذریعے سے ضلع قصور کو پانی فراہم کرنے کے علاوہ سلیمانکی بیراج سے جوڑا گیا ہے۔

2- سدھنائی بیراج (Sidhnai Barrage)

اس بیراج سے دو انہار نکالی گئی ہیں (i) سدھنائی کینال (ii) سدھنائی میلسی بہاول لنک کینال دونوں انہار سے جنوبی پنجاب کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔

دریائے ستلج پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Sutlej)

1- سلیمانکی بیراج (Sulemanki Barrage)

وسطی اور جنوبی پنجاب کو پانی فراہم کرنے کے لیے یہاں سے تین انہار پاکپتن، فورڈ واہ اور صادقیہ کینال نکالی گئی ہیں، جب کہ پاکپتن کینال سے اسلام لنک کینال بھی نکالی گئی ہے، جو سلیمانکی بیراج کو اسلام بیراج سے ملاتی ہے۔

2- اسلام بیراج (Islam Barrage)

یہاں سے دو انہار بہاول اور قائم پور کینال نکالی گئی ہیں۔ دونوں انہار جنوبی پنجاب کے علاقوں کو سیراب کرتی ہیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> وارسک ڈیم دریائے کابل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ پہور ہائی لیول کینال دریائے سندھ سے نکالی گئی ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا کو پانی فراہم کرتی ہے۔ غازی بروتھا پروجیکٹ کی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 1450 میگاواٹ ہے۔

صوبہ خیبر پختونخوا کے ڈیم، بیراج اور انہار
(Dam, Barrages and Canals of Khyber Pakhtunkhwa)

سوات، چترال، کابل، کُرم، کنہار، ہرو، گومل، ٹوچی، پنجکوڑہ، کنڑ، باڑہ اور ٹانک زم وغیرہ صوبہ خیبر پختونخوا کے اہم دریا ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

وارسک ڈیم (Warsak Dam)

یہ ڈیم پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں پشاور کے نزدیک دریائے کابل پر بنایا گیا ہے۔ یہاں سے فصلوں کی آب پاشی کے لیے انہار نکالنے کے لیے پن بجلی بھی پیدا کی جا رہی ہے۔

خان پور ڈیم (Khanpur Dam)

خان پور ڈیم ایک آبی ذخیرہ ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں دریائے ہرو(Haro River) پر خان پور (ضلع ہری پور) میں واقع ہے۔ یہ اسلام آباد سے قریباً 40 کلومیٹر دور ہے۔ اس ڈیم سے راولپنڈی اور اسلام آباد کو پینے کا پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ خیبر پختونخوا اور پنجاب کے کچھ علاقوں کو سیراب بھی کرتا ہے۔

تانڈا اور چنغوز ڈیم(Tanda and Changhoz Dam)

تانڈا ڈیم ایک چھوٹا بند ہے جو ضلع کوہاٹ، پاکستان کے صوبے خیبر پختونخوا میں تانڈا جھیل پر واقع ہے۔ چنغوز ڈیم ایک بارانی ڈیم ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں لتمبر گاؤں(Latambar Village) (ضلع کرک) میں واقع ہے۔ یہ مقامی سطح پر آب پاشی کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ کہ دریائے کُرم پر بنائے گئے باران ڈیم کے مٹی اور ریت سے بھر جانے کی وجہ سے وہاں سے نکلنے والی انہار بھی بند ہو چکی ہیں، جن کی بحالی کے لیے کام جاری ہے۔

صوبہ بلوچستان کے ڈیم، بیراج اور انہار(Dam,Barrages and Canals of Balochistan)

گومل، دشت، ژوب، حب، کیچ اور ہنکول وغیرہ صوبہ بلوچستان کے اہم دریا ہیں۔

حب ڈیم (Hub Dam)

حب ڈیم ایک آبی ذخیرہ ہے جو دریائے حب پر کراچی سے 56 کلومیٹر دور صوبہ سندھ اور بلوچستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہ ڈیم صرف ایک آبی ذخیرہ ہی نہیں، بلکہ ایک بہترین تفریحی مقام بھی ہے۔ اس ڈیم سے ایک نہر نکالی گئی ہے جو آگے جا کر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے، ایک نہر صوبہ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ کو، جب کہ دوسری کراچی کو پانی فراہم کرتی ہے۔

میرانی ڈیم (Mirani Dam)

میرانی ڈیم بلوچستان کے ضلع کیچ (Kech District) میں تربت (Turbat) سے 43 کلومیٹر دور مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ ڈیم دریائے دشت پر میرانی گورم کے مقام پر بنایا گیا ہے جو ہزاروں ایکڑ اراضی کو سیراب کرتا ہے۔

گلگت بلتستان کے ڈیم، دریا اور انہار(Dam, Rivers and Canals of Gilgit Baltistan)

گلگت بلتستان دریاؤں، ندی نالوں، چشموں اور دنیا کے بڑے گلیشیرز کی سرزمین ہے۔ دریائے سندھ سب سے پہلے گلگت بلتستان میں داخل ہوتا ہے۔ شیوک، شِگر، گلگت، استور، ہنزہ اور ہسپر وغیرہ گلگت بلتستان کے اہم دریا ہیں۔ گلگت بلتستان میں ستپارہ ڈیم بہت اہم ہے۔ کھیتوں کو پانی دینے کے لیے یہاں انہار اور کھالوں کا نظام موجود ہے جو دریاؤں اور ندی نالوں سے جُڑے ہوئے ہیں۔

پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار، تقسیم، مویشی پالنا اور ماہی گیری
(Production, Distribution of Major Crops, Livestock and Fisheries in Pakistan)

پاکستان کی اہم فصلیں (Major Crops of Pakistan)

گندم، گنا، چاول، کپاس اور مکئی ہماری اہم فصلیں ہیں جن پر پاکستان کی معیشت، برآمدات اور زرِ مبادلہ کا بڑا انحصار ہے۔

1۔ گندم (Wheat)

یہ پاکستان کی بڑی اہم غذائی فصل ہے، جو ملک کے چاروں صوبوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں گندم کی سالانہ پیداوار قریباً 31.4 ملین ٹن ہے۔ سب سے زیادہ گندم بالترتیب صوبہ پنجاب اور سندھ میں کاشت کی جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں ملتان، خانیوال، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفرگڑھ، جھنگ، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خاں، صوبہ سندھ میں سکھر، حیدرآباد، نواب شاہ اور خیرپور، صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، بنوں، چارسدہ اور مردان جب کہ صوبہ بلوچستان میں نصیرآباد، خضدار، لورالائی اور قلات وغیرہ پاکستان میں گندم کی پیداوار کے اہم علاقے ہیں۔

2۔ چاول (Rice)

چاول پاکستان کی دوسری اہم غذائی فصل ہے جو غذائی ضروریات کے علاوہ زرِمبادلہ کمانے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ اس سال چاول کی پیداوار 9.9 ملین ٹن سے زائد ہوئی۔ پاکستان میں سب سے زیادہ چاول صوبہ پنجاب کے اضلاع گوجرانوالا، حافظ آباد، شیخوپورہ، سیالکوٹ، نارووال، قصور، لاہور اور اوکاڑہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ میں سکھر، لاڑکانہ، گدو اور کوٹری بیراج کے نہری علاقے چاول کی کاشت کے لیے مشہور ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور اور کرم ایجنسی کے علاوہ صوبہ بلوچستان میں نصیرآباد کے علاقے میں چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

3۔ کپاس (Cotton)

2023-24ء میں پاکستان میں کپاس کی پیداوار کا تخمینہ 10.2 ملین گانٹھیں لگایا گیا۔ پاکستان میں کپاس کی کاشت صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاشی علاقوں میں ہوتی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اس کی کاشت بہت تھوڑے رقبہ پر ہوتی ہے۔

صوبہ پنجاب میں وسطی اور جنوبی پنجاب کا علاقہ کپاس کے لیے بڑا مشہور ہے جب کہ سندھ کے اضلاع حیدرآباد، بدین، سکھر، ٹھٹھہ، نواب شاہ، نوشہرو فیروز، گھوٹکی اور تھرپارکر کپاس کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں، جب کہ بلوچستان میں جعفرآباد، نصیرآباد اور قلات ڈویژن کے نہری علاقوں میں کپاس کاشت کی جاتی ہے۔

4۔ گنا (Sugarcane)

اس سے سفید چینی، گڑ اور شکر تیار کی جاتی ہے۔ 2023-24ء میں گنے کی پیداوار 87.6 ملین ٹن ہے۔ صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاشی والے علاقوں کے علاوہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، مردان اور چارسدہ میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس وقت گنے کی مجموعی پیداوار طلب کے مقابلہ میں کم ہے جس سے ہمیں چینی درآمد کرنا پڑتی ہے۔

5- مکئی (Maize)

مکئی خریف کی ایک اہم فصل ہے، جسے غذائی مقاصد اور جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر کوہستان کے دامنی علاقوں، پشاور اور مردان کے میدانی اور پنجاب میں پاکپتن، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفرگڑھ، جھنگ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خاں اور اوکاڑہ کے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔

مویشی پالنا (Livestock)

ساہیوال نسل کی گائے

لائیوسٹاک ہماری زراعت کا ایسا شعبہ ہے جو ملکی معیشت میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو کاشت کار، غیر کاشت کار، زمین دار اور بے زمین ہر ایک کا مشکل وقت میں سہارا بنتا ہے۔ بالخصوص یہ شعبہ دیہات میں بڑا مقبول ہے اور ان کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ لائیوسٹاک میں اضافہ کے لیے حکومت متعدد اقدامات کر رہی ہے، جن میں افزائشِ نسل والے

Web version of PCTB Textbook

جانوروں کی درآمد، موبائل سروس، متعلقہ افراد کی تربیت، لائیو سٹاک، ڈیری کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کا خاتمہ اور اس شعبہ کے لیے بینکوں سے کم مارک اپ پر قرضوں کا حصول وغیرہ شامل ہیں۔

پولٹری (Poultary)

پولٹری

یہ لائیو سٹاک کا ایک اہم امدادی شعبہ ہے۔ گزشتہ چند سال سے اس میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ اس شعبے سے قریباً 15 لاکھ افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ برائلر گوشت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے نتیجے میں مٹن اور بیف کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

ماہی گیری (Fisheries)

مچھلی فارم

سمندر یا دریاؤں کے کناروں پر بسنے والے افراد کی اکثریت ماہی گیری کے شعبے سے وابستہ ہے، جب کہ ماہی پروری، مچھلیوں کی افزائش نسل کا مصنوعی طریقہ ہے۔ پاکستان مچھلیوں کی برآمد سے کثیر زرِمبادلہ کما رہا ہے۔ اس کے علاوہ اب کسان بھی مچھلی فارم بنا کر تجارتی بنیادوں پر مچھلی کی افزائش اور فروخت کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ روایتی زراعت سے ہٹ کر زیادہ منافع کما رہے ہیں اور ملک میں گوشت کی پیداوار بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

مچھلی کو انسانی غذا میں بہت اہمیت حاصل ہے، کیوں کہ یہ پروٹین مہیا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ پاکستان کی قومی آمدنی میں اضافے اور خوراک کی کمی کو پورا کرنے میں ماہی گیری کا کردار بہت اہم ہے۔ یہ مٹن، بیف اور پولٹری پر ہونے والے دباؤ کو کم کرتی ہے۔

صنعتوں کی اہمیت، ان کا محلِ وقوع، گھریلو، چھوٹی اور بھاری صنعتوں کی پیداوار
(Importance of Industries, their Location and Production of Cottage, Small and Large-scale Industries)

صنعتی ترقی کا معاشی ترقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیوں کہ معاشی ترقی صنعتی ترقی کے بغیر ہرگز مکمل نہیں ہو سکتی۔ صنعتی ترقی ایک ایسے معاشی اور سماجی عمل کا نام ہے، جس کے ذریعے سے نہ صرف ہمارے فنی معیار میں بہتری آتی ہے، بلکہ اس کا براہِ راست اثر ہماری عادات و اطوار، رہن سہن اور ماحول پر بھی پڑتا ہے۔ صنعتی ترقی سے ہم درج ذیل فوائد حاصل کر سکتے ہیں:۔

1- ملک میں معاشی استحکام، قومی اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔
2- زرعی شعبہ میں ترقی ہوتی ہے اور برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔
3- روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور عوام کے معیارِ زندگی میں بہتری آتی ہے۔
4- ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے اور ادائیگیوں کا توازن بہتر ہوتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

5- ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھ جاتی ہے اور فنی مہارت کو فروغ ملتا ہے۔

گھریلو صنعت (Cottage Industry)

گھریلو صنعت سے مراد ایک ایسی صنعت ہے جو گھر ہی پر افرادِ خانہ بہت کم سرمایہ لگا کر باہمی تعاون و اشتراک سے چلا رہے ہوں اور اس میں صرف انسانی محنت کا عمل دخل ہو، اگر مشین سے استفادہ مجبوری ہو تو اسے ایک محدود پیمانہ پر ہی کیا جائے۔ اس صنعت کے لیے درکار خام مال، دست کار نہ صرف خود خریدتا ہے، بلکہ اپنی شے کی مارکیٹنگ بھی خود ہی کرتا ہے۔ گھروں میں کپڑوں کی سلائی، کھیس اور دریاں بنانا، مرغ بانی اور قالین بافی وغیرہ اس کی چند مثالیں ہیں۔ سونے چاندی کا کام، لکڑی کا کام، مٹی کے برتن بنانا، پتھر کا کام، کھلونے بنانا، بلاک پرنٹنگ اور کشیدہ کاری کرنا بھی گھریلو صنعت کے زمرے میں آتے ہیں۔

کھیس کی بُنائی

بلاک پرنٹنگ

چھوٹی صنعت (Small Industry)

اس سے مراد ایسی صنعت ہے، جس کے لیے کوئی بھاری مشینری درکار نہ ہو۔ چھوٹی صنعتوں میں مرغی خانہ، ڈیری فارمنگ، مچھلی پالنا، پاور لومز، کھیلوں کا سامان تیار کرنا اور آٹے کی مشینیں اور چاول چھڑنے کے شیلر وغیرہ شامل ہیں۔

کھیلوں کے سامان کی تیاری

چھوٹی صنعت کے مسائل (Problems of Small Industry)

اس صنعت کے اہم مسائل درج ذیل ہیں:۔

1- لوگوں کا ان پڑھ یا کم پڑھا لکھا ہونا، جس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ نہ کر سکنا۔
2- مارکیٹ کی طلب کے مطابق اشیا میں جدّت کا نہ ہونا اور ان کے معیار میں کمی ہونا۔
3- بڑی صنعتوں سے مقابلہ اور منڈیوں تک رسائی میں مشکلات۔
4- بجلی، گیس اور توانائی کے دوسرے وسائل کے حصول میں مشکلات۔
5- بینک سے قرض کے حصول اور بیرونِ ملک فنی سہولتوں کے حصول میں دُشواری۔
6- اپنی اشیا یا مصنوعات کی مناسب مارکیٹنگ نہ کر سکنا۔

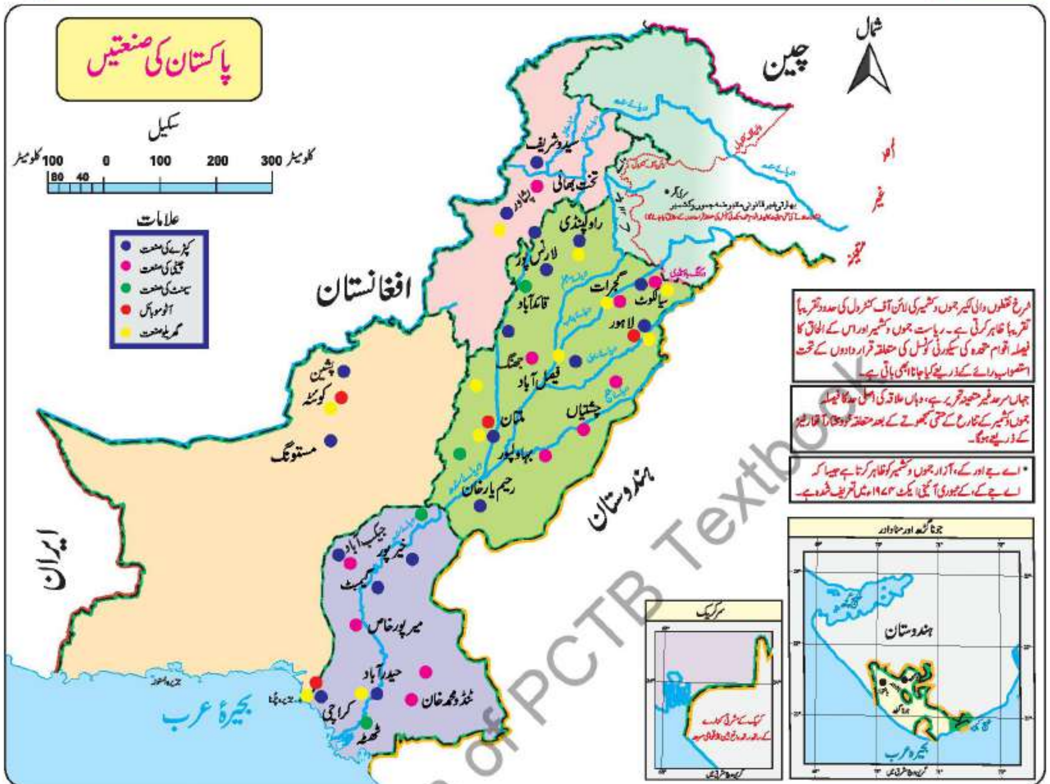

چھوٹی صنعت کے مسائل حل کرنے کے لیے سمال انڈسٹریز کارپوریشن قائم ہے، جس کا مقصد چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قرضہ جات اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کی معاشی ترقی کے لیے چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کے معیار کو بلند کیا جائے۔

Web version of PCTB Textbook

بڑے پیمانے کی صنعتیں (Large Scale Industries)

بڑے پیمانے کی پیداواری صنعتوں میں ٹیکسٹائل، ادویات، سیمنٹ، سگریٹ، ایئر کنڈیشنر، بسیں، کاریں، پٹرولیم اور اس سے متعلقہ اشیا پیدا کرنے والی صنعتیں، آٹو موبائل، کیمیائی کھادیں تیار کرنے کی صنعتیں، موبائل فون اور موٹر سائیکل بنانے کی صنعت، ٹی وی، چینی اور کوکنگ آئل وغیرہ بنانے کی صنعتیں شامل ہیں۔

ٹیکسٹائل ہماری سب سے بڑی صنعت ہے اور ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ مینوفیکچرنگ (اشیا تیار کرنا) کے حصّے کا 46 فی صد فراہم کرنے کے علاوہ 38 فی صد افرادی قوت کو روزگار بھی فراہم کر رہا ہے۔ حکومت کو بڑی صنعت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے، کیوں کہ اس میں زراعت کے برعکس کم اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ ماضی میں بجلی اور گیس کی قلت اور کرونا یعنی کووڈ-19 (COVID-19) کی وجہ سے صنعتوں کو مشکلات کا سامنا رہا ہے، لیکن اس وقت بجلی کی فراہمی میں بہتری کی وجہ سے صنعتوں کی بحالی کا عمل شروع ہو چکا ہے جو بتدریج اپنی پوری صلاحیت پر چلنے لگیں گی۔ اس عمل سے بے روزگاری میں کمی اور ملکی معاشی ترقی میں اضافہ ہوگا۔

دفاعی صنعت کی ترقّی ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دفاعی صنعت کی ترقّی سے معاشی سرگرمیوں میں

تیزی آتی ہے اور ہزاروں افراد کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔ دفاعی ساز وسامان کی درآمد میں کمی سے زرِ مبادلہ کی بچت ہوتی ہے اور ملک کے زرِ مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے اندرون ملک ملکی کرنسی کی شرح مبادلہ بہتر ہوتی ہے۔

سیمنٹ کا پلانٹ

چینی کا کارخانہ

پاکستان کی دفاعی صنعت بڑی پرانی اور اہم ہے۔ یہ ملکی ضروریات کے مطابق اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر دفاعی سامان تیار کرتی ہے۔ اس میں ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا (Heavy Mechnical Complex Texla)، پاکستان آرڈیننس فیکٹریز واہ کینٹ (Pakistan Ordinance Factories Wah Cantt) اور ہیوی انڈسٹریز ٹیکسلا (Heavy Industries Texla) وغیرہ شامل ہیں۔

پاکستان میں توانائی کے مختلف وسائل کی اہمیت، پیداوار اور کھپت

(Importance, Production and Consumption of different sources of energy in Pakistan)

توانائی، معاشی ترقّی کے لیے بنیادی عنصر کے طور پر کام کرتی ہے۔ وسائل توانائی کی عام طور پر درج ذیل چار اقسام ہیں:

1- بجلی 2- گیس 3- معدنی تیل 4- کوئلہ

1- بجلی (Electricity)

بجلی توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو صنعتی اور گھریلو ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ مختلف ذرائع سے بجلی کی پیداوار (فی صد) کو درج ذیل گوشوارے سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

پن بجلی	31.67 فی صد
تھرمل بجلی	45.88 فی صد
ایٹمی بجلی	18.19 فی صد
دوسرے ذرائع (شمسی اور ہوائی بجلی وغیرہ)	4.26 فی صد
کل	100 فی صد

پاکستان میں بجلی کی صورتِ حال میں بہتری کے لیے حکومت بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ انڈسٹری کی رونقیں پھر سے بحال ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ اس وقت بجلی کے شعبے کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

- بجلی کے نصب پلانٹ کی پیداواری صلاحیت کے مطابق بجلی پیدا نہیں کی جا رہی ہے اور جتنی بجلی پیدا ہو رہی ہے وہ بھی بجلی کے خراب اور پرانے ترسیلی نظام کی نذر ہو کر کافی حد تک ضائع ہو رہی ہے۔
- ہائیڈل پاور (آبی بجلی) پانی کی مرہون منت ہوتی ہے جو ڈیموں میں پانی کی کمی بیشی سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ چناں چہ ڈیموں میں پانی کی شدید کمی کی بنا پر پیداواری صلاحیت سے کہیں کم پن بجلی پیدا ہو رہی ہے۔
فرنس آئل مہنگا ہونے کی وجہ سے بجلی مہنگی تیار ہو رہی ہے۔
- گزشتہ عشرے میں ملک میں بھاری سرمایہ کاری کی وجہ سے صنعتی یونٹوں میں کافی اضافہ ہو گیا، لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار نہ بڑھائی جا سکی۔
- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بجلی کا استعمال زیادہ تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار میں اس شرح سے اضافہ نہیں ہو رہا۔
- حکومت آزاد پرائیویٹ اداروں (IPP's) سے بجلی خریدتی ہے، جو ہائیڈل پاور کی نسبت مہنگی پڑتی ہے۔ حکومت کو زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موجودہ حکومت نے مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر اِن خودمختار اداروں سے کیے گئے معاہدوں پر نظرِ ثانی کا عندیہ دیا ہے جس سے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔
- لائن لاسز (Line Losses)، انفراسٹرکچر کے نقائص اور چوری ہونے کی وجہ سے بھی کافی بجلی ضائع ہو جاتی ہے۔

بجلی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے تجاویز (Suggestions to Solve Electricity Problem)

- پن بجلی (Hydel Power) کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بالخصوص کوئلے سے بھی بجلی پیدا کی جائے، کیوں کہ یہ ہمارے پاس لگ بھگ 185 بلین ٹن کی شکل میں موجود ہے۔ اس شعبے سے وابستہ کچھ ماہرین کے مطابق ان ذخائر سے 50 ہزار میگاواٹ سالانہ تک بجلی پیدا کی جا سکتی ہے جو اگلے لگ بھگ 500 سال تک ہماری صنعتی اور گھریلو ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ مزید برآں ہم زائد بجلی ہمسایہ ممالک کو برآمد کر کے کثیر زرِ مبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔

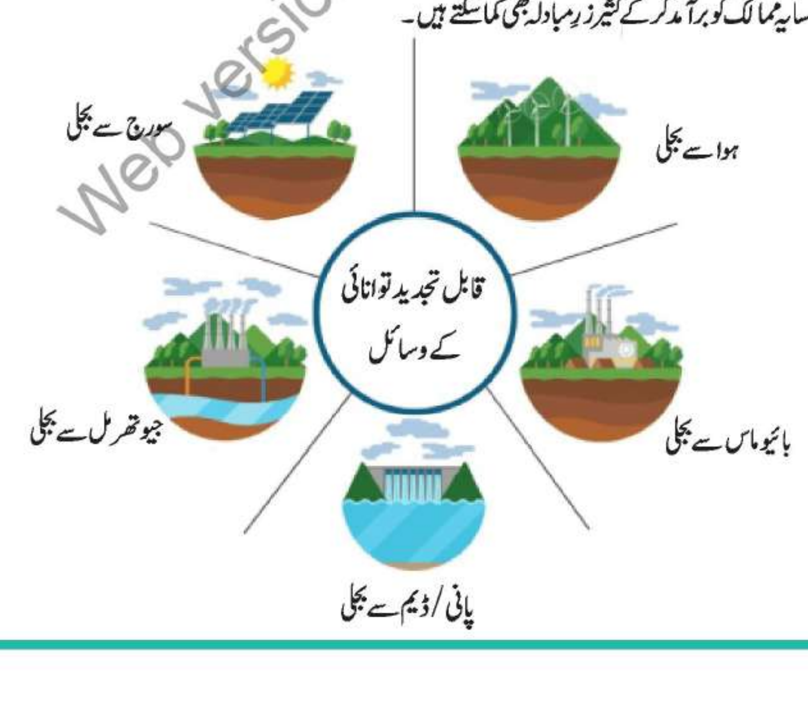

Web version of PCTB Textbook

- کوئلے کے علاوہ ہوا (Wind) اور سورج سے بھی بجلی (Solar Energy) پیدا کی جارہی ہے اور حکومت بھی ان ذرائع سے بجلی کے حصول کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ موجودہ دور میں بجلی کے ان ذرائع کی استعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔
- بائیوگیس اور بائیوفیول کو استعمال کر کے بھی بجلی کی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ شہروں کا کوڑا کرکٹ اور زرعی فالتو مواد کو بروئے کار لا کر 5 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔
- دفاتر میں ایئر کنڈیشنز (Air Conditioner) پر مخصوص اوقات میں پابندی لگا کر بجلی کی صورتِ حال بہتر بنائی جاسکتی ہے۔
- گھریلو اور کمرشل استعمال کے لیے ہر قسم کے بلب اور ٹیوب لائٹس کے استعمال پر پابندی لگا کر اور اس کی جگہ وافر مقدار میں سستے انرجی سیور (Energy Saver) اور ایل ای ڈی (LED) بلب کی مدد سے بھی بجلی بچائی جاسکتی ہے۔
- شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے مقررہ اوقات پر سختی سے عمل کروا کر صورتِ حال میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔
- الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر "بجلی بچاؤ" مہم چلا کر بجلی کے ضیاع میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

2- گیس (Gas)

قدرتی گیس ایک صاف شفاف ماحول دوست اور مستعد انرجی کا ذریعہ ہے۔ پاکستان میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ 1952ء میں سوئی (بلوچستان) کے مقام پر دریافت ہوا، تاہم گیس کے ذخائر ملک میں وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں۔ زیریں سندھ، بلوچستان، سطح مرتفع پوٹھوار اور کوہستان نمک کے علاقوں سے بھی گیس دریافت ہوئی ہے۔ سوئی، ماڑی اور قادر پور کے قدرتی گیس کے ذخائر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں قدرتی گیس کی اوسط روزانہ پیداوار چار بلین مکعب فٹ سے زائد ہے۔ اس سے ایک تہائی سے زائد ملکی توانائی کی ضروریات پوری کی جارہی ہیں۔ قدرتی گیس، توانائی کا نہایت ارزاں اور صاف ستھرا ذریعہ ہے جو کوئلے اور معدنی تیل کا بہترین نعم البدل ہے۔ قدرتی گیس گھریلو استعمال کے علاوہ کھاد، ریان، پلاسٹک اور بہت ساری دوسری صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ گیس کی سب سے زیادہ کھپت تھرمل بجلی پیدا کرنے اور گھریلو استعمال میں ہے، جب کہ کھاد بنانے اور دوسری صنعت میں بھی ایک تہائی سے زائد گیس صرف ہوجاتی ہے۔

گیس کی طلب میں تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے حکومت لوڈ شیڈنگ پر مجبور ہے۔ وزارتِ پٹرولیم کے مطابق گیس کی طلب میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ گیس کی درآمد کو کم کرنے کے لیے شیل گیس (Shale Gas) کے ذخائر کو قابلِ استعمال بنانے کی ضرورت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی گیس کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان میں تیل اور گیس تلاش کرنے کے لیے 1961ء میں "آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ" (OGDCL) کا ادارہ قائم ہوا۔

3- معدنی تیل (Mineral Oil)

معدنی تیل توانائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ زیریں سندھ، کوہستان نمک، پوٹھوار اور کوہ سلیمان کا دامنی علاقہ معدنی تیل کی پیداوار کے لیے بڑا اہم ہے۔ معدنی تیل کی طلب میں نسبتاً کمی ہو رہی ہے۔ پاکستان میں معدنی تیل کا سالانہ استعمال لگ بھگ 20 ملین ٹن ہے جس میں سے قریباً 8 ملین ٹن ہر سال باہر سے درآمد کرتے ہیں جب کہ باقی ضروریات اندرون ملک پیداوار سے پوری کرتے ہیں۔ چناں چہ طلب اور رسد کے فرق کو پورا کرنے کے لیے تیل درآمد کرنا پڑتا ہے جس پر بہت سا زرمبادلہ صرف کرنا پڑتا ہے، لہٰذا

Web version of PCTB Textbook

معدنی تیل کے علاوہ ایتھنال (Athanol) کی پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی طلب کی بنیادی وجہ فرنس آئل سے بجلی بنانا ہے۔ ملکی توانائی کی قریباً ایک تہائی ضروریات معدنی تیل سے پوری ہوتی ہیں۔

4- کوئلہ (Coal)

عالمی سطح پر پٹرول اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں تیزی کا رجحان ہے، جس سے دنیا توانائی کے دوسرے طریقے ڈھونڈنے پر مجبور ہے، کوئلہ ان میں سے ایک ہے۔ اس وقت دُنیا میں لگ بھگ ایک تہائی توانائی کوئلے سے حاصل کی جارہی ہے۔ پاکستان میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں، لیکن ان سے بہت کم استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تھر کوئلے کے ذخائر سے استفادے کے لیے بہت سے منصوبے کام کر رہے ہیں لیکن ان منصوبوں کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کی بین الاقوامی تجارت (درآمدات، برآمدات) اور معیشت پر اثرات

International trade of Pakistan(imports and exports) and its impact on the economy

Web version of PCTB Textbook

پاکستان دنیا کے جس خطے میں واقع ہے، اس کی تجارتی نقطۂ نگاہ سے بڑی اہمیت ہے۔ پاکستان سمندری، ہوائی اور زمینی راستوں کا مرکز ہے۔ اس کے شمال مشرق میں چین اور مشرق میں بھارت ہے جو مستقبل کی تجارت میں بہت بڑا حصہ رکھتے ہیں۔ شمال میں روس اور وسط ایشائی ریاستیں ہیں جب کہ شمال مغرب میں مسلم دنیا ہے جو تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ روس گرم پانیوں تک رسائی کے لیے پاکستان کا محتاج ہے۔ مسلم دنیا کی جنوبی ایشیا اور آسٹریلیا سے تجارت پاکستان کے ذریعے ہی سے ممکن ہے، کیوں کہ پاکستان ان ممالک کے وسط میں ہے۔ چین، وسطی ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک تک آسان رسائی پاکستان کے ذریعے ہی سے ممکن ہے، کیوں کہ کراچی کی بندرگاہ، کاروباری سرگرمیوں کا اہم مرکز ہے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> ترقی کے موجودہ دور میں کوئی ملک بھی بین الاقوامی تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ چیزیں اس کو دوسرے ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں اور کچھ چیزیں دوسرے ممالک کو بیچنا پڑتی ہیں، جس کو بالترتیب درآمدات (Imports) اور برآمدات (Exports) کہتے ہیں۔

پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan)

پاکستان کی اہم درآمدات میں پٹرولیم مصنوعات، مشینری، الیکٹرانک اشیا، ادویات، کاریں، فریج، ایئر کنڈیشنر، چائے، کھانے کا تیل اور خشک دودھ وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات کا قریباً 30 فی صد چھے ممالک سے آتا ہے جن میں امریکا، برطانیہ، جاپان، جرمنی، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات میں بڑھتے ہوئے رجحان کی بڑی وجہ ٹیکنالوجی کی کمی ہے۔ ٹیکنالوجی کی کمی کی وجہ سے ہم مشینری، الیکٹرونکس اشیا اور کاریں وغیرہ خود نہیں بنا سکتے۔ قیمتی زرِ مبادلہ خرچ کر کے ہمیں یہ اشیا درآمد کرنی پڑتی ہیں جو ملک کی معیشت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan)

پاکستان کی اہم برآمدات میں ٹیکسٹائل کی مصنوعات، چاول، سبزیاں، پھل، سیمنٹ، سرجری کا سامان، کھیلوں کا سامان، ریڈی میڈ گارمنٹس، چمڑے کی مصنوعات، جیولری اور کیمیکل شامل ہیں۔ پاکستان کی برآمدات کا بڑا حصہ پانچ ممالک کو جاتا ہے جن میں امریکا، متحدہ عرب امارات، جرمنی، برطانیہ اور ہانگ کانگ شامل ہیں۔

برآمدات میں اضافے کے لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ جہاں ایک طرف نئی منڈیاں تلاش کی جائیں، وہاں اشیا کی کوالٹی، پیکنگ اور گریڈنگ کو بھی بہتر بنایا جائے۔ بند صنعتی یونٹوں کو کھولنے کے لیے انرجی کی صورتِ حال کو بہتر بنایا جائے۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی کا استعمال

کرتے ہوئے بہتر اشیا تیار کی جائیں جو انٹرنیشنل مارکیٹ میں مقابلہ (Compete) کر سکیں۔

تجارتی خسارہ (Trade Deficit)

اگر کسی ملک کی برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہوں تو وہ ملک تجارتی خسارے کی زد میں آ جائے گا، اگر یہ خسارہ ہر سال بڑھتا جائے تو ایسے ملک کے لیے لمحہ فکریہ ہوگا۔ ترقی پذیر ممالک کی اکثریت خسارہ میں رہتی ہے، کیوں کہ یہ اپنی اشیا سستی بیچتے ہیں اور ضرورت کی اشیا مہنگی خریدتے ہیں۔ پاکستان بھی ایسے ممالک کی صف میں شامل ہے جو تجارت میں عدم توازن کا شکار ہیں۔ ہمارا تجارتی خسارہ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ تجارتی خسارہ بڑھنے کی اہم وجوہات یہ ہیں:

- ملکی درآمدات کے مقابلے میں برآمدات میں بہت زیادہ کمی۔
- درآمدی قیمتوں کے مقابلے میں برآمدی قیمتوں کا کم ہونا۔
- امریکی ڈالر کے مقابلے میں ملکی کرنسی کی قیمت کا کم ہونا۔

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے اقدامات (Measures to Reduce Trade Deficit)

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے کی ضرورت ہے:۔

- درآمدات میں کمی کرنا اور روپے کی قیمت کو مستحکم رکھنا۔
- برآمدات میں اضافہ کرنا اور خام مال کے بجائے اشیا تیار کر کے باہر بھیجنا۔
- نئی سے نئی منڈیاں تلاش کرنا، اشیا کی کوالٹی، پیکنگ، گریڈنگ اور ترسیل کو بہتر بنانا۔
- توانائی کی کم قیمت پر اور مسلسل فراہمی۔
- تجارت کے حجم میں اضافہ کرنا اور غیر روایتی اشیا کی برآمد کی حوصلہ افزائی کرنا۔

پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت
(Importance of Sea Ports and Dry Ports of Pakistan)

پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت ذیل میں بیان کی گئی ہے:۔

پاکستان کی بندرگاہیں (Sea Ports of Pakistan)

پاکستان میں اس وقت تین بندرگاہیں کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر بڑی اہم ہیں۔

1- پاکستان کو تجارتی نقطہ نگاہ سے بین الاقوامی سطح پر مرکزی حیثیت (Hub) حاصل ہوگئی ہے، کیوں کہ یہ بندرگاہیں تجارتی سرگرمیوں کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

2- دوسرے ذرائع سے جو ساز و سامان برآمد اور درآمد کرنا مشکل ہے، وہ بندرگاہوں کی وجہ سے آسان ہو گیا ہے۔

3- بندرگاہیں تجارتی سرگرمیاں بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

4- بندرگاہیں ملک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

5- بندرگاہیں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔

6- بندرگاہوں کی وجہ سے بیرونی دنیا سے تجارتی روابط میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

7- بندرگاہیں ملکی مالیات میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔
8- بندرگاہیں سرمایہ کاری بڑھانے کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔

کراچی بندرگاہ (Karachi Port)

یہ پاکستان کی اہم ترین اور سب سے پرانی بندرگاہ ہے، جس کا عرصہ قیام ڈیڑھ سو سال سے بھی پرانا ہے۔ 1852ء میں کراچی میونسپلٹی نے باقاعدہ طور پر اس کی بنیاد رکھی۔ ابتدا میں اس کا دائرہ کار محدود تھا، جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ کراچی بندرگاہ کا شمار دنیا کی اہم بندرگاہوں میں کیا جاتا ہے، جہاں مال اُتارنے اور لوڈ کرنے کی جدید سہولتیں موجود ہیں اور جدید انٹرنیشنل کنٹینر ٹرمینل (International Container Terminal) بھی تعمیر کیے گئے ہیں، جو جدید ترین ڈیوہیکل کنٹینر کرینوں سے لیس ہیں۔ حکومت اسے مزید وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

محمد بن قاسم بندرگاہ، کراچی (Muhammad Bin Qasim Port)

یہ پاکستان کی دوسری اہم بڑی بندرگاہ ہے جو پاکستان اسٹیل ملز کے نزدیک ہی بنائی گئی ہے، تاکہ سٹیل ملز کی ضروریات کی تکمیل میں آسانی رہے۔ بن قاسم بندرگاہ پر خام لوہے اور کوئلے کے لیے خاص ٹرمینل تعمیر کیے گئے ہیں جو سٹیل مل کی خاطر بنائے گئے ہیں، جہاں بیرونی ممالک سے آنے والا خام لوہا اور کوئلہ اُتارا جاتا ہے۔

پورٹ بن قاسم ملک کی 40 فی صد جہاز رانی کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ یہاں کنٹینر (Container) اور آئل ٹرمینل (Oil Terminal) کے ساتھ ساتھ کئی دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook

گوادر بندرگاہ، بلوچستان (Gawadar Port)

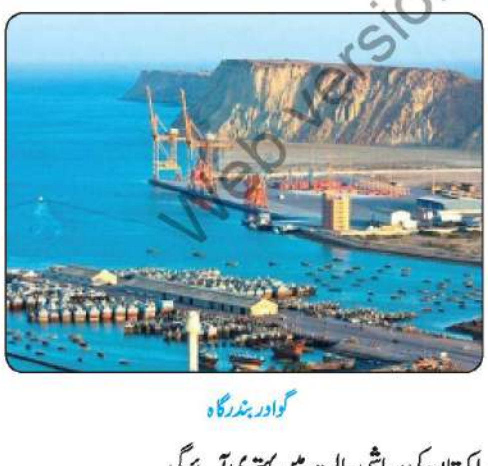
گوادر بندرگاہ

گوادر بندرگاہ (Gawadar Port) پاکستان کے صوبے بلوچستان کے شہر گوادر میں بحیرہ عرب پر واقع ایک گہرے سمندر کی بندرگاہ ہے۔ یہ بندرگاہ مشرقی اور وسط ایشیائی ریاستوں کے لیے سمندری رابطے کا بڑا آسان ذریعہ ہے۔

اس پورٹ کے ذریعے سے یوریا کھاد، گندم اور کوئلہ اور دیگر اشیا کی تجارت شروع ہوگئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں چین پاکستان راہ داری کے تحت شروع ہونے والے منصوبوں کی تکمیل سے گوادر کی بندرگاہ کو دنیا بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہوجائے گی، جس سے پاکستان کی معاشی حالت میں بہتری آئے گی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گوادر بندرگاہ کا علاقہ پاکستان نے ملک اومان سے 1958ء میں 3 لاکھ ڈالر کے عوض خریدا تھا۔

پاکستان کی خشک گودیاں (Dry Ports of Pakistan)

ملتان ڈرائی پورٹ

پاکستان میں سمندری بندرگاہوں کے علاوہ کئی خشک گودیاں (Dry Ports) بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ لاہور، کراچی، سیالکوٹ، پشاور، ملتان، سوات، سمبڑیال، فیصل آباد اور کوئٹہ وغیرہ میں بنائی گئی ہیں۔

ان خشک گودیوں کے بنانے سے روزگار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بندرگاہوں پر بوجھ میں کمی آ جاتی ہے۔ سامان کی ترسیل اور نقل و حمل میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں کمی آ جاتی ہے اور تجارتی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

(i) اسلام بیراج تعمیر کیا گیا:

(الف) دریائے سندھ پر (ب) دریائے چناب پر (ج) دریائے راوی پر (د) دریائے ستلج پر

(ii) کراچی کو میونسپلٹی کا درجہ دیا گیا۔

(الف) 1832ء میں (ب) 1842ء میں (ج) 1852ء میں (د) 1862ء میں

(iii) معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں شروع کیا گیا:

(الف) دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (ب) تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (ج) چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (د) پانچواں پانچ سالہ منصوبہ

(iv) پاکستان میں خوردنی نمک کے وسیع ذخائر ہیں:

(الف) خاران میں (ب) سینڈک میں (ج) کوہستانِ نمک میں (د) مارگلہ ہلز میں

(v) آب پاشی کے کفایتی اور جدید طریقے ہیں:

(الف) روایتی کھالوں سے آب پاشی (ب) پختہ کھالوں سے آب پاشی (ج) فصلوں کی پٹڑی پر کاشت (د) سپرنکلر اور ڈرپ سے آب پاشی

2- درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیں:

(i) معاشی ترقی کی تعریف کریں۔

(ii) پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے کم ہونے کی اہم وجہ کیا ہے؟

(iii) افرادی قوت سے کیا مراد ہے؟ اس میں کون سے لوگ شامل ہوتے ہیں؟

(iv) دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟

(v) پاکستان کی پانچ رابطہ نہروں کے نام لکھیں۔

(vi) خام قومی پیداوار (جی ڈی پی) سے کیا مراد ہے؟
(vii) سندھ طاس معاہدے کے تحت پاکستان میں کون سے ڈیم بنے؟
(viii) کرومائیٹ کے بڑے ذخائر پاکستان میں کہاں پائے جاتے ہیں؟
(ix) خوردنی نمک کا استعمال بیان کریں۔
(x) میرانی ڈیم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
(xi) تجارتی خسارے سے کیا مراد ہے؟
(xii) زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے کیے گئے حکومتی اقدامات میں سے دو کی وضاحت کریں۔
(xiii) سیلابی نہروں کے فوائد لکھیں۔
(xiv) کاریز کا استعمال بیان کریں۔
(xv) وارسک ڈیم کہاں اور کس دریا پر بنایا گیا ہے؟
(xvi) گھریلو صنعت کی تعریف کریں۔
(xvii) پاکستان میں تیل اور گیس کی تلاش کے لیے کون سا ادارہ بنایا گیا ہے؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:

(i) پاکستان کی اہم معدنیات بیان کریں۔ (ii) ملکی زراعت کو درپیش مسائل اور ان کے حل پر بحث کریں۔
(iii) پاکستان کے تجارتی خسارہ میں اضافے کی اہم وجوہات کا جائزہ لیں اور اس کو کم کرنے کے حوالے سے اقدامات بیان کریں۔
(iv) پاکستان میں چھوٹی صنعت کو فروغ دے کر غربت میں کمی کیسے لائی جاسکتی ہے؟
(v) توانائی کے وسائل کو بڑھانے کے لیے تجاویز پیش کریں۔

Web version of PCTB Textbook

سرگرمیاں برائے طلبہ

(i) اپنے ٹیچر کی مدد سے ڈیم کی اہمیت پر ایک پیراگراف لکھیں۔
(ii) اپنے نزدیکی بازار میں ایک کریانہ (گراسری) سٹور پر جائیں اور وہاں موجود دس ملکی اور دس غیر ملکی اشیا کی فہرست بنائیں اور یہ فہرست اپنی جماعت کے طلبہ کو دکھائیں اور اس پر تبادلۂ خیال بھی کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

(i) طلبہ کو اپنے قریب کسی صنعتی یونٹ کا مطالعاتی دورہ کرائیں اور پیداواری عمل دکھائیں۔
(ii) پاکستان میں توانائی کے وسائل کی اہمیت اور فوائد سے طلبہ کو روشناس کرائیں۔

باب 8 خواتین کو با اختیار بنانا
(Women Empowerment)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق کی مختصر تاریخ بیان کرسکیں۔
2- تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار بیان کرسکیں۔
3- 1947ء سے تاحال قومی ترقی میں خواتین کی خدمات پر بحث کرسکیں۔
4- تشدّد اور خواتین پر تشدّد کی تعریف کرسکیں اور اس کے معاشرے پر اثرات آئینی دفعات کے حوالے سے بیان کرسکیں۔
5- پاکستان میں خواتین پر تشدد کے خاتمے کے لیے حکومت کے اقدامات پر بحث کرسکیں۔
6- خواتین کے تحفظ اور ان کو با اختیار بنانے میں حکومت کے اقدامات بیان کرسکیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق
(Women's Rights in Islam in the light of Quran and Sunnah)

Web version of PCTB Textbook

اسلام دینِ فطرت ہے جس کی تعلیمات کے مطابق بنیادی حقوق کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں۔ سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام میں جنس کی بنیاد پر عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں ہی اس کی مخلوق ہیں۔ قرآن وحدیث میں کثیر تعداد میں ایسے احکامات موجود ہیں جس سے اسلام میں عورت کے مقام، اہمیت اور اس کے حقوق کا تعین ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

(ترجمہ) اے لوگو! اپنے ربّ (کی نافرمانی) سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان (آدم علیہ السّلام) سے پیدا فرمایا اور اُسی سے اُس کی زوجہ (حوا علیہا السلام) کو پیدا فرمایا اور پھیلا دیے (زمین پر) اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر:1)

عورت وہ لفظ ہے جو انسان کو عزت وحرمت سے آگاہ کرتا ہے اور جس کے وجود سے کائنات میں رنگ ہے۔ تمام مذاہب بشمول اسلام ہر قسم کے نسوانی تشدّد کی مذمت کرتے ہیں۔ اسلام نے خواتین کو حکومت، سیاست، قیادت، انتظامات اور مشاورت سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں اہم ذمہ داریاں سونپ دیں۔ اکثر عورتیں اس تصور کی بنا پر تشدّد کا شکار ہوتی ہیں کہ وہ مَردوں کی نسبت کم تر ہیں۔ بہر حال قرآن مجید کی یہ آیات اس بات کی ترجمانی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مَردوں اور عورتوں کا رتبہ بحیثیت انسان برابر ہے۔

* (اللہ نے فرمایا) بے شک میں ضائع کرنے والا نہیں ہوں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم ایک دوسرے (کی جنس) سے ہو۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر:195)
* جو شخص بھی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو ضرور ہم اسے زندہ رکھیں گے پاکیزہ زندگی کے ساتھ اور ضرور اُنھیں ان کا اجر عطا فرمائیں گے ان کے بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔ (سورۃ النحل، آیت نمبر:97)

عرب معاشرے میں اسلام کی آمد سے پہلے دورِ جاہلیت میں لڑکی پیدا ہونے پر اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے لڑکی کو رحمت بنایا اور گھر کا سکون بنایا۔ اسلام کا سورج طلوع ہوا تو عورت کو ظلم کے ان اندھیروں سے نجات ملی۔ اسلام نے عورت کو ذلت سے چھٹکارا دِلا کر عزت و حُرمت سے نوازا۔ عورت کو زندہ دفنانے کی جاہلانہ رسم ختم ہوئی۔ اسلام نے ہی عورتوں کو مَردوں کے مساوی حقوق دیے اور عورت کی حیثیت مستحکم کی۔

اسلام نے عورت کو مساوی حقوق، عزت کا تحفظ، وراثت میں حصہ، حق مہر، خلع کا حق، تعلیم و تربیت کا حق، علیحدگی کی صورت میں اولاد رکھنے کا حق، رائے دہی کا حق، مشاورت کا حق عطا کیا۔ اگر عورت کے پاس ذریعہ روزگار ہو تب بھی اسلام نے یہ نہیں کیا کہ وہ اولاد کی کفالت کرے۔ یہ ذمہ داری والد کی ہے۔ ماں بہن بیٹی، بیوی کی شکل میں اسلام نے ہر رشتے سے عورت کا ترکے میں حصہ رکھا ہے۔

اسلام میں عمل اور اجر میں مرد و عورت مساوی ہیں چناں چہ قرآن مجید میں واضح کر دیا گیا کہ:

(ترجمہ) مردوں کے لیے اُس میں سے حصّہ ہے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اُس میں سے حصّہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 32)

مزید فرمایا: اور جو نیک اعمال کرے گا (خواہ) وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو وہی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے اور اُن پر ایک تِل کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 124)

قرآن مجید کے علاوہ کئی احادیث رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں بھی عورتوں کے حقوق و فرائض اور ان کی معاشرے میں اہمیت کا ذکر موجود ہے۔ خود دو جہاں کے محبوب حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: ”جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنّت میں اس طرح داخل ہوں گے، جس طرح میری یہ دو انگلیاں آپس میں قریب ہیں۔“ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1913)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک حدیث میں فرمایا: ”عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔“ دوسری جگہ فرمایا: ”تم میں سے کسی کے پاس تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جنّت میں ضرور داخل ہوگا۔“ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1911)

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مزید فرمایا:

”دین آسان ہے، لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، لوگوں کو مشکلات میں مت ڈالو۔“ (صحیح بخاری)

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے عورت کو نہ صرف باوقار بنایا بلکہ اُسے چادر اور چار دیواری کی صورت میں تحفظ بھی عطا کیا۔

حج کے موقع پر صفا و مروہ کے مقام پر، حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کی سُنّت کی پیروی کرتے ہوئے سعی کا رُکن ادا کرنے سے اسلام میں خواتین کا مقام و مرتبہ اُجاگر ہوتا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السّلام حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے لیے خوراک اور پانی تلاش کرنے کے لیے صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں، آپ علیہا السّلام کا یہ عمل خالقِ کائنات کو اتنا پسند آیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا) حج کا رُکن ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مردوں اور عورتوں پر لازم قرار دیا کہ وہ فریضۂ حج کی تکمیل کے لیے حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔

حضور پاک خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جزیرہ نما عرب کی ایک دولت مند خاتون تھیں۔ ان کا مکہ معظّمہ میں ایک تجارتی مرکز تھا جسے وہ خود سنبھالتی تھیں۔ ان کا تجارتی سامان شام جیسے دور دراز ممالک کی منڈیوں تک جاتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاروبار کی کامیابی کو اس طرح دیکھا جاتا ہے کہ جب قبیلہ قریش کے تجارتی قافلے

Web version of PCTB Textbook

دوسرے ممالک کو جاتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا قافلہ قریش کے سارے قافلوں کے برابر ہوتا تھا۔

بعثتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس بات پر زور دیا کہ معاشرتی اصلاحات کے لیے جدوجہد کے سلسلے کا اہم پہلو دنیا اور عرب کے مظلوم اور محکوم طبقات خصوصاً خواتین، خدام اور یتیموں کو بنیادی حقوق مہیا کرنا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا تاریخ اسلامی میں خواتین کے کارناموں کی وہ مثالیں ہیں جو ظلم و جبر کے سامنے ثابت قدم رہیں اور مشکل کی گھڑیوں میں مسلم خواتین کی رہنمائی کرتی رہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں بحیثیت انسان، مرد اور عورت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں برابر ہیں۔ ان کو آخرت میں اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا اور جزا دی جائے گی، جو انھوں نے اس دنیا میں انجام دیے ہوں گے۔

تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار (Women's Role in Pakistan Movement)

مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح، بیگم مولانا محمد علی جوہر، بیگم سلمیٰ تصدق حسین، بیگم جہاں آرا شاہنواز، بیگم رعنا لیاقت علی خاں، بیگم جی اے خاں، بیگم پروفیسر سردار حیدر جعفر، بیگم گیتی آرا، بیگم ہدم کمال الدین، بیگم فرخ حسین، بیگم زریں سرفراز، بیگم شائستہ اکرام اللہ، فاطمہ بیگم، بیگم وقار النسا نون اور لیڈی نصرت ہارون سمیت متعدد عظیم خواتین شامل ہیں جنھوں نے برصغیر کی مسلم خواتین میں آزادی کے حصول کا شعور بیدار کر کے انھیں قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں فعال کردار کے لیے منظم کیا۔

قائداعظمؒ کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں قائداعظمؒ کے قدم بہ قدم ساتھ رہیں اور مسلم خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی متحرک ممبر تھیں۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین نے مسلم لیگ کے شعبہ خواتین کے قیام کے بعد مسلم خواتین کو مسلم لیگ کی رکن بنانے کی مہم میں بھرپور حصہ لیا۔ مارچ 1940ء میں لاہور میں منعقدہ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے آنے والی سیاسی رہنماؤں کی بیگمات اور خواتین وفود کی میزبانی کا فریضہ انجام دیا اور پنجاب خواتین مسلم لیگ کی جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئیں۔

سول سیکرٹریٹ پر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے والی فاطمہ صغریٰ تحریکِ پاکستان کی فعال رکن تھیں اس وقت ان کی عمر فقط 14 برس تھی۔ انھیں حراست میں لیا گیا مگر اس باہمت لڑکی نے ہمت نہ ہاری اور مسلم خواتین کو متحرک کرتی رہیں۔

بیگم شائستہ اکرام اللہ مسلم گرلز فیڈریشن تنظیم کی روحِ رواں تھیں اس زمانے میں نوجوان لڑکیوں کو منظم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر اس دشوار مرحلے پر آپ نے ہمت نہ ہاری اور ہندوستان بھر کی طالبات کو منظم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

بیگم رعنا لیاقت علی خاں پاکستان کی پہلی خاتونِ اوّل، پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں کی بیگم تھیں۔ اُنھوں نے قیامِ پاکستان کے بعد مہاجرین کی بحالی کے لیے خدمات انجام دیں۔ وہ سندھ کی پہلی خاتون گورنر تھیں۔ آپ نے عورتوں کی ایک تنظیم آل پاکستان ویمنز ایسوسی ایشن (اپوا) قائم کی۔ وہ ہالینڈ اور اٹلی میں پاکستان کی سفیر بھی رہیں۔

تحریکِ پاکستان کی رہنما بیگم مولانا محمد علی جوہر نے اپنی خوشدامن ''بی اماں'' کے ہمراہ تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ انھوں نے نہ صرف خواتین بلکہ مردوں میں بھی سیاسی شعور بیدار کیا۔

Web version of PCTB Textbook

بیگم جہاں آرا شاہنواز علامہ اقبالؒ کے گہرے دوست بیرسٹر شاہ نواز کی اہلیہ تھیں۔1930ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئیں۔ پھر دوسری اور تیسری گول میز کانفرنسوں میں بھی خواتین کی نمائندگی کی۔ وہ مسلم خواتین میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ ویمن کمیٹی کی رکن بنیں۔1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئیں۔

لیڈی نصرت ہارون نے بھی تحریکِ خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔1925ء میں انھوں نے کراچی میں "اصلاح الخواتین" کے نام سے ایک انجمن قائم کی جسے کراچی میں مسلمان خواتین کی پہلی انجمن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مختصراً تحریکِ پاکستان میں خواتین نے کئی رکاوٹوں کے باوجود اہم کردار نبھائے۔

قیامِ پاکستان 1947ء سے عہدِ حاضر تک قومی ترقی میں خواتین کی خدمات

(Women's Contribution in National Development from 1947 Till Now)

2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی قریباً نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔خواتین کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں اہم ترین حیثیت رکھتی ہیں۔ پاکستان میں ہر شعبۂ زندگی میں وہ اپنی صلاحیتوں اور کارکردگی کے جھنڈے گاڑ رہی ہیں۔ پاکستان کی خواتین اپنے ملک کی تعمیر و ترقی اور سماجی بہبود کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔خواتین پاکستان میں قریباً تمام بڑے شعبوں میں مثلاً سیاست، صحت، تعلیم، کھیل، فوج اور میڈیا میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں اور یہ ثابت کر رہی ہیں کہ وہ ملک و قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ باہمت خواتین کامیابیوں اور نئی جہتوں کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

محترمہ فاطمہ جناح (1967-1893ء) تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بہ قدم ساتھ رہیں اور انھوں نے مسلم خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔محترمہ فاطمہ جناح صدر ایوب خان کے دورِ حکومت میں 1960ء سے 1967ء تک قائدِ حزبِ اختلاف رہیں۔

1979ء میں جب سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی تو پاکستان کی سابق خاتون اول بیگم نصرت بھٹو (2011-1929ء) دورِ آمریت میں پاکستانی سیاست کا ایک نمایاں کردار بن کر ابھریں۔ آپ پاکستان پیپلز پارٹی کی 1979ء سے 1983ء تک چیئرپرسن رہیں۔

محترمہ بے نظیر بھٹو (2007-1953ء) دو مرتبہ پاکستان کی وزیر اعظم رہیں۔وہ مسلم دنیا کی پہلی خاتون وزیرِ اعظم تھیں۔محترمہ کلثوم نواز (2018-1948ء) ایک بہادر خاتون تھیں جنھوں نے آمریت کے دور میں 1999ء سے 2008ء کے دوران میں جمہوریت کی بحالی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ڈاکٹر فہمیدہ مرزا (1956ء) پاکستان کی وہ پہلی خاتون ہیں جو 2008ء سے 2013ء تک قومی اسمبلی کی سپیکر رہیں۔

محترمہ مریم نواز شریف (1973ء) پنجاب کی پہلی خاتون وزیر اعلیٰ ہیں۔ انھوں نے 2024ء میں پنجاب کی وزیرِ اعلیٰ کا حلف اٹھایا۔ ان کی حکومت نے پنجاب میں مختلف شعبوں مثلاً صحت، تعلیم، توانائی، زراعت اور انفراسٹرکچر وغیرہ میں

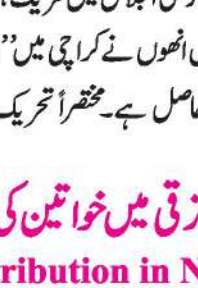
محترمہ فاطمہ جناح

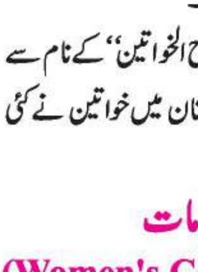
بیگم نصرت بھٹو

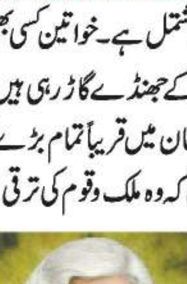
محترمہ بے نظیر بھٹو

محترمہ کلثوم نواز

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا

محترمہ مریم نواز شریف

Web version of PCTB Textbook

متعدد نئے منصوبوں اور پروگراموں کا آغاز کیا ہے۔

محترمہ بلقیس ایدھی

سماجی شعبے میں محترمہ بلقیس ایدھی (2022-1947ء) کئی دہائیوں سے لاکھوں پاکستانیوں کی زندگیوں میں بہتری لانے میں مصروفِ عمل رہیں۔ بلقیس ایدھی نے اپنی پوری زندگی پاکستان کے نہایت پسماندہ، دکھی اور بے سہارا لوگوں کی خدمت میں صرف کر دی۔ حکومتِ پاکستان نے بلقیس ایدھی کو ان کی خدمات کے صلے میں تمغائے امتیاز سے نوازا۔

جسٹس عالیہ نیلم

محترمہ نگار جوہر خان

شمشاد اختر

ملک کے بینکوں اور اہم اداروں میں بھی خواتین اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔ شمشاد اختر (1954ء) سٹیٹ بینک آف پاکستان کی 2006ء سے 2009ء تک گورنر رہ چکی ہیں۔ انھوں نے 2023ء سے 2024ء تک بطور وزیرِ خزانہ پاکستان بھی فرائض انجام دیے۔

محترمہ نگار جوہر خان (1965ء) افواجِ پاکستان میں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر فائز ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان آرمی میڈیکل کور سے تھا۔ انھوں نے افواجِ پاکستان میں 1985ء سے 2022ء تک خدمات انجام دیں۔ ان کی گراں قدر خدمات کے صلے میں انھیں ہلالِ امتیاز (ملٹری) اور تمغائے امتیاز (ملٹری) سے نوازا گیا۔

ہماری خواتین عدالتوں میں بطور وکیل اور جج کے فرائض بھی انجام دے رہی ہیں۔ اس کی نمایاں مثال محترمہ جسٹس عالیہ نیلم (1966ء) ہیں جو 2024ء میں لاہور ہائی کورٹ کی پہلی خاتون چیف جسٹس بنیں۔

ارفع کریم

ثمینہ بیگ

ثمینہ بیگ (1990ء) پاکستان کی پہلی خاتون ہیں جو دنیا کی بلند ترین چوٹیوں ماؤنٹ ایورسٹ اور کے۔ ٹو کو سر کر چکی ہیں۔ انھوں نے دنیا کے سات براعظموں کی سات بلند ترین چوٹیوں کو سر کر کے عزم و ہمت کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔

پاکستان کی بیٹی ارفع کریم (2012-1995ء) نے صرف 9 سال کی عمر میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں اعلیٰ قابلیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں صدارتی تمغہ برائے حسنِ کارکردگی سے نوازا۔

تشدّد اور خواتین پر تشدّد کی تعریف
(Definition of Violence and Violence against Women)

عالمی ادارہ صحت کے مطابق تشدّد جسمانی قوت یا جبر کا وہ ارادتاً استعمال ہے، جس میں زخم، موت، نفسیاتی تکلیف یا کسی چیز سے محرومی ممکن ہو۔ خواتین پر تشدّد، صنفی تشدّد کی ایک قسم ہے، جس کی بنا پر عورت کے جسمانی، دماغی اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیتوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے مطابق خواتین پر تشدّد وہ عمل ہے جس میں جسمانی، دماغی یا جنسی نقصانات شامل ہیں۔ اس طرح عورت کو اس کی عوامی یا ذاتی زندگی میں دھمکی آمیز باتوں اور جبر سے آزادی کی نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

آئینی دفعات کے حوالے سے تشدّد کے معاشرے پر اثرات
(Violence Impacts upon Pakistan's Society with reference to Constitutional Provisions)

دنیا کے دیگر حصوں کی طرح پاکستان میں بھی خواتین تشدّد کا شکار ہوتی ہیں۔ پاکستان میں خواتین پر مختلف طریقوں سے تشدّد کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قتل، ہراساں کرنا، تیزاب پھینکنا، گھریلو تشدّد، تسلی بخش جہیز نہ لانے پر سسرال کی طرف سے تشدّد وغیرہ۔ تشدّد نہ صرف جسمانی ہوتا ہے بلکہ یہ جذباتی اور معاشی تنگی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پاکستان کا موجودہ آئین اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ خواتین کسی صورت میں بھی تشدّد کا شکار ہوں۔ تشدّد کے معاشرے پر ناخوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ معاشرہ بے چینی اور بدامنی کا شکار ہوسکتا ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے افراد کے حقوق چھینے جاسکتے ہیں۔ معاشرے میں تشدّد کے بڑھنے سے لوگ عدم مساوات اور عدم تحفظ کا شکار ہوسکتے ہیں۔

خواتین پر تشدّد کے بارے میں عام تصوّرات
(Common Ideas about Violence against Women)

تشدّد کی درج ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں:

1- معاشرے نے اس کو بالعموم مشترکہ عمل سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔

2- مجرموں کے خلاف سزا پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔

3- معاشرے میں عدم مساوات اور برابری کا نہ ہونا۔

4- مزید یہ کہ اسلام میں خواتین کو جو حقوق دیے گئے ہیں، ان سے خواتین واقف نہیں ہوتیں۔

پاکستان میں خواتین پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومتی سطح پر اقدامات
(Government's efforts to address the issue of violence against Women in Pakistan)

مملکت خداداد پاکستان کا وجود نفاذ اسلام کے لیے عمل میں لایا گیا، یہاں عورتوں پر تشدّد اور ان کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے قرآن وسنّت کی روشنی میں کئی قوانین تشکیل دیے گئے ہیں۔ ان میں عائلی قوانین 1961ء کے بعض قوانین جو کہ قرآن وسنت کے مطابق ہیں ان سے حقوقِ نسواں کو تحفظ حاصل ہوا ہے۔ عورتوں پر مظالم اور ان کے حقوق غصب کرنے سے متعلق اسمبلی اور سینٹ نے ترمیمی بل بھی منظور کیا ہے۔ پاکستان میں عورتوں پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومتی اقدامات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ 2015 (Punjab Marriage Restraint Act, 2015)

پاکستان میں کم عمری کی شادی کا رواج عام ہے۔ پنجاب میں شادی کی قانونی عمر لڑکیوں کے لیے 16 سال اور لڑکوں کے لیے 18 سال مقرر ہے۔ پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے 2015ء میں شادی ایکٹ میں ترمیم کی ہے کہ اگر والدین، نکاح رجسٹرار یا یونین کونسل کا عملہ 16 سال سے کم عمر لڑکیوں اور 18 سال سے کم عمر لڑکوں کی شادی کرواتا ہے، تو ان کو قید اور بھاری جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

Web version of PCTB Textbook

حکومتِ پنجاب کا تحفظِ نسواں ایکٹ 2016
(The Punjab Protection of Women Against Violence Act, 2016)

خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے 24 فروری 2016ء میں پنجاب حکومت نے "پنجاب تحفظِ نسواں ایکٹ" منظور کیا۔ یہ ایکٹ ان خواتین کو انصاف، تحفظ اور امداد مہیا کرتا ہے جو تشدّد کا شکار ہوتی ہیں۔ یہ ایکٹ تشدّد زدہ متاثرہ خواتین کو مختلف جرائم سے تحفظ دے کر انصاف فراہم کرتا ہے، جیسے تشدّد کے اظہار، گھریلو بدسلوکی، جذباتی اور نفسیاتی بے ہودگی، معاشی تنگی، پیچھا کرنا اور سائبر کرائمز وغیرہ۔

خواتین کے تحفظ اور ان کو با اختیار بنانے میں حکومتی کردار
(Government's Efforts regarding Women's Protection and Women's Empowerment)

پاکستان میں بہت سی خواتین تشدّد کے خلاف آواز نہیں اٹھاتیں کیونکہ انھیں ناانصافی کے خلاف کوئی معاشرتی امداد میسر نہیں ہوتی۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے صوبائی حکومت نے صوبے میں ضلعی سطح پر "انسدادِ تشدّد مراکز برائے خواتین" قائم کیے ہیں۔ یہ مراکز صبح سے شام تک کھلے رہتے ہیں اور وہاں کا تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔ خواتین کے تحفظ اور ان کو با اختیار بنانے میں حکومت نے درج ذیل اقدامات کیے ہیں:

1- ضلعی سطح پر قائم انسدادِ تشدّد مراکز برائے خواتین میں تشدّد سے متاثرہ خواتین کو پولیس تک رسائی حاصل ہے۔

2- تشدّد سے متاثرہ خاتون کے پسماندگان کو ضرورت پڑنے پر طبی، قانونی اور نفسیاتی امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اسی طرح ان کو پناہ گاہیں بھی میسر ہیں۔

3- اگر کسی مرکز میں انھیں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ محافظ ٹیموں سے رابطہ کر سکتے ہیں، جن کے سربراہ ضلعی تحفظِ خواتین آفیسرز (District Women Protection Officer-DWPO) ہیں۔

4- خواتین ہی ضلعی تحفظِ خواتین کمیٹیوں (District Women Protection Committees-DWPC) کا حصہ ہیں، جو خواتین کو تشدّد سے بچانے کے لیے کسی جگہ بھی داخل ہو سکتی ہیں۔

5- متاثرہ خواتین اگر مرکز نہیں آ سکتیں تو اس کے لیے ٹال فری نمبر قائم کیے گئے ہیں تاکہ وہ فون کے ذریعے معلومات اور امداد حاصل کر سکیں۔ یہ ٹال فری نمبر پہلے سے قائم شدہ ٹال فری نمبر 1043 کے علاوہ ہے، جہاں خواتین تشدّد کے خلاف شکایات کر سکتی ہیں۔ ہر عورت اپنے موبائل فون یا لینڈ لائن، نمبر سے ہیلپ لائن (Helpline) کو کال کر سکتی ہیں۔ ہیلپ لائن آپریٹرز خواتین کی شکایات کے اندراج کی معلومات وغیرہ فراہم کرتے ہیں اور ان کا رابطہ ضلعی تحفظِ خواتین آفیسرز یا مقامی پولیس اسٹیشن اور دیگر ضلعی حکومتی حکام سے کرواتے ہیں۔ ایس ایم ایس (SMS) نمبر 8787 کے ذریعے بھی پولیس سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق تمام انسانوں کو آزادانہ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے تاکہ وہ معاشرے کے آزاد اور برابر کے شہری بن سکیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے آفاقی منشور 1948ء میں مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق کی بات کی گئی۔ 1979ء کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کی تمام اقسام کے خاتمے کے کنونشن (Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women) کو منظور کیا گیا۔

Web version of PCTB Textbook

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) عرب معاشرے میں اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں لڑکی کو:

(الف) جَلا دیتے تھے (ب) ونی کر دیتے تھے (ج) زندہ دفن کرتے تھے (د) عزت دیتے تھے

(ii) اسلام دینِ فطرت ہے جس کی تعلیمات کے مطابق بنیادی حقوق کے لحاظ سے:

(الف) سب عورتیں برابر ہیں (ب) سب مرد برابر ہیں (ج) سب بچے برابر ہیں (د) سب انسان برابر ہیں

(iii) قائدِ اعظمؒ کے قدم بہ قدم تحریکِ پاکستان میں شامل رہیں:

(الف) بیگم فرخ حسین (ب) محترمہ فاطمہ جناح (ج) بیگم مولانا محمد علی جوہر (د) لیڈی نصرت ہارون

(iv) سماجی خدمات کے حوالے سے مشہور ہیں۔

(الف) محترمہ بلقیس ایدھی (ب) محترمہ بینظیر بھٹو (ج) ثمینہ بیگ (د) ڈاکٹر نفیس صادق

(v) پنجاب میں لڑکیوں کی شادی کی قانونی عمر ہے:

(الف) 14 سال (ب) 16 سال (ج) 18 سال (د) 20 سال

(vi) خواتین تشدد کے خلاف کس نمبر پر شکایات کر سکتی ہیں:

(الف) 1016 (ب) 1030 (ج) 1043 (د) 1085

(vii) پنجاب حکومت نے "پنجاب تحفظ نسواں ایکٹ" منظور کیا:

(الف) 24 جنوری 2010 (ب) 16 فروری 2015 (ج) 24 فروری 2016 (د) 15 ستمبر 2017

Web version of PCTB Textbook

2- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن کریم کی ایک آیت کی روشنی میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ایک حدیثِ مبارک کی روشنی میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔

(iii) تحریکِ پاکستان میں شامل تین خواتین کے نام لکھیں۔

(iv) سول سیکرٹریٹ پر مسلم لیگ کا جھنڈا کس نے لہرایا؟

(v) لیفٹیننٹ جنرل محترمہ نگار جوہر خان کا تعلق پاک فوج کی کس کور سے تھا؟

(vi) پنجاب کی پہلی خاتون وزیرِ اعلیٰ کون ہیں؟

(vii) ارفع کریم کس شعبے میں مہارت رکھتی تھیں؟

(viii) خواتین پر تشدد سے کیا مراد ہے؟

(ix) پنجاب میں لڑکے اور لڑکی کی شادی کی قانونی عمر کیا ہے؟

(x) محترمہ کلثوم نواز کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

3- مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات دیں۔

(i) قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔

(ii) تحریکِ پاکستان میں خواتین کے کردار پر بحث کریں۔

(iii) پاکستان کی ترقی میں خواتین کے کردار پر بحث کریں۔

(iv) پاکستان میں خواتین پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومتی اقدامات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمی

☆ طلبہ گروپ کی شکل میں خواتین کو تشدد سے بچاؤ کے موضوع پر بحث کریں۔

Web version of PCTB Textbook

امتحانی پرچہ مطالعۂ پاکستان (لازمی) برائے جماعت دہم کی تیاری

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

مطالعۂ پاکستان برائے جماعت دہم کا سالانہ پرچہ 100 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو تین گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ یہ پرچہ ان اجزا پر مشتمل ہوگا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حصہ معروضی:	کثیرالانتخابی سوالات (MCQs)	کل نمبر 20
حصہ انشائی (حصہ اوّل):	مختصر سوالات	کل نمبر 50
حصہ انشائی (حصہ دوم):	تفصیلی سوالات	کل نمبر 30

حصہ معروضی — کثیرالانتخابی سوالات (MCQs) — کل نمبر 20

کثیرالانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں جس کی تقسیم حسب ذیل ہے:

باب 1، 4، 6، 7، 8 میں سے دو دو کثیرالانتخابی سوالات بنائے جائیں جب کہ باب 2، 3 میں سے تین تین کثیرالانتخابی سوالات بنائے جائیں اور باب 5 میں سے چار کثیرالانتخابی سوالات بنائے جائیں۔

حصہ انشائی (حصہ اوّل) — سوالات کے مختصر جوابات — کل نمبر 50

سوال 2: (باب نمبر 1، باب نمبر 2، باب نمبر 4) ہر باب سے 4 سوالات دیے جائیں۔ کل نمبر 16

سوال 3: (باب نمبر 3، باب نمبر 6، باب نمبر 7) ہر باب سے 4 سوالات دیے جائیں۔ کل نمبر 16

سوال 4: (باب نمبر 5، باب نمبر 8) باب نمبر 5 سے آٹھ سوالات اور باب نمبر 8 سے پانچ سوالات دیے جائیں۔ کل نمبر 18

وضاحت:

☆ کثیرالانتخابی سوالات بیس (20) دیے جائیں گے اور بیس ہی کرنا ہوں گے۔ ہر سوال ایک نمبر کا ہوگا۔

☆ سوال نمبر 2 میں 12 جزو (مختصر سوالات) دیے جائیں گے جن میں سے آٹھ (8) کرنا ہوں گے۔ ہر جزو 2 نمبر کا ہوگا۔

☆ سوال نمبر 3 میں 12 جزو (مختصر سوالات) دیے جائیں گے جن میں سے آٹھ (8) کرنا ہوں گے ہر جزو 2 نمبر کا ہوگا۔

☆ سوال نمبر 4 میں 13 جزو (مختصر سوالات) دیے جائیں گے جن میں سے نو (9) کرنا ہوں گے۔ ہر جزو 2 نمبر کا ہوگا۔

حصہ انشائی (حصہ دوم) — تفصیلی سوالات — کل نمبر 30

باب نمبر 1 تا 4 اور باب نمبر 7 سے تین سوالات تفصیلی جواب کے لیے دیے جائیں۔

باب نمبر 5، 6 اور باب نمبر 8 سے دو سوالات تفصیلی جواب کے لیے دیے جائیں۔

کل نمبر 100

ان پانچ تفصیلی جوابات والے سوالات میں سے کوئی سے تین سوالات کرنا ہوں گے۔

سوال 5: .... سوال 6: ....

سوال 7: .... سوال 8: ....

سوال 9: .... اس حصہ کے کل نمبر 30 ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

ماڈل پرچہ مطالعۂ پاکستان برائے جماعت دہم

وقت: 3 گھنٹے

کل نمبر: 100

حصہ معروضی

سوال 1: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ جوابی کاپی پہ درست جواب کے مطابق متعلقہ دائرے کو مارکر یا پین سے بھر دیجیے۔ (20 × 1) نمبر

(i) کے۔ٹو پہاڑ واقع ہے:

(الف) کوہ ہمالیہ میں (ب) کوہ ہندوکش میں

(ج) کوہ قراقرم میں (د) کوہ سفید میں

(ii) قرارداد لاہور 1940ء میں خطبہ صدارت دیا۔

(الف) مولانا ظفر علی خاں (ب) قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

(ج) لیاقت علی خاں (د) شیر بنگال مولوی فضل الحق

(iii) نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے۔

(الف) اجتماعی نظام (ب) دوقومی نظریہ

(ج) ترقی پسندیت (د) اسلامی نظریۂ حیات

(iv) بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آیا۔

(الف) 1970ء میں (ب) 1971ء میں

(ج) 1972ء میں (د) 1973ء میں

(v) کرپس مشن ہندوستان آیا۔

(الف) 1940ء میں (ب) 1942ء میں

(ج) 1944ء میں (د) 1946ء میں

(vi) 1906ء میں قائم کی گئی۔

(الف) کانگریس (ب) آل انڈیا مسلم لیگ

(ج) انجمن حمایت اسلام (د) مجلس احرار

Web version of PCTB Textbook

(vii) پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے۔

(الف) 1996ء میں (ب) 1997ء میں

(ج) 1998ء میں (د) 1999ء میں

(viii) 1985ء سے 1988ء تک پاکستان کے وزیر اعظم رہے۔

(الف) محمد خاں جونیجو (ب) میاں محمد نواز شریف

(ج) میر ظفر اللہ خاں جمالی (د) شوکت عزیز

(ix) ورلڈ ٹریڈ سنٹر (9/11) کا واقعہ پیش آیا۔

(الف) 2001ء میں (ب) 2003ء میں

(ج) 2007ء میں (د) 2005ء میں

(x) اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔

(الف) 24 / اکتوبر 1944ء (ب) 14 / اپریل 1945ء

(ج) 24 / اکتوبر 1945ء (د) 24 / نومبر 1946ء

(xi) پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا۔

(الف) ایران نے (ب) چین نے

(ج) افغانستان نے (د) امریکا نے

(xii) پاکستان کا کل رقبہ مربع کلومیٹر ہے۔

(الف) 650570 (ب) 796096

(ج) 755096 (د) 79065

(xiii) نانگا پربت کی بلندی ہے۔

(الف) 7690 میٹر (ب) 8126 میٹر

(ج) 8792 میٹر (د) 6790 میٹر

(xiv) کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اس کی وجہ شہرت ہے۔

(الف) زراعت (ب) کان کنی

(ج) صنعت (د) گلہ بانی

Web version of PCTB Textbook

(xv) اسلام بیراج تعمیر کیا گیا۔

(الف) دریائے سندھ پر　　(ب) دریائے چناب پر

(ج) دریائے راوی پر　　(د) دریائے ستلج پر

(xvi) کراچی کو میونسپلٹی کا درجہ دیا گیا۔

(الف) 1832ء میں　　(ب) 1842ء میں

(ج) 1852ء میں　　(د) 1862ء میں

(xvii) پشتو زبان کے شاعر ہیں۔

(الف) خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ　　(ب) غلام احمد مہجور

(ج) خوشحال خاں خٹک　　(د) بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(xviii) آبادی کے کوائف کو جاننے کا عمل کہلاتا ہے۔

(الف) نقل مکانی　　(ب) انتقال اراضی

(ج) اشتمال اراضی　　(د) مردم شماری

(xix) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بہ قدم تحریک پاکستان میں شامل رہیں۔

(الف) بیگم فرخ حسین　　(ب) محترمہ فاطمہ جناح

(ج) بیگم مولانا محمد علی جوہر　　(د) لیڈی نصرت ہارون

(xx) پاکستان میں لڑکیوں کی شادی کی قانونی عمر ہے۔

(الف) 14 سال　　(ب) 16 سال

(ج) 18 سال　　(د) 20 سال

Web version of PCTB Textbook

حصہ انشائی (حصہ اول)

سوال 2: درج ذیل میں سے کوئی سے آٹھ (8) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔ (8 × 2)

(i) دو قومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟

(ii) عقیدۂ رسالت کی تعریف بیان کیجیے۔

(iii) ''اب یا پھر کبھی نہیں'' کے عنوان سے شہرہ آفاق کتابچہ کب اور کس نے جاری کیا؟

(iv) ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرنے کا مقصد کیا تھا؟

(v) تحریک علی گڑھ کا بنیادی مقصد تحریر کیجیے۔

(vi) تحریکِ ہجرت کا کیا سبب تھا؟

(vii) 1956ء کے آئین کی دو خصوصیات لکھیے۔

(viii) ریڈکلف ایوارڈ کا اہم ترین فیصلہ کیا تھا۔

(ix) گوادر کی بندرگاہ کی اہمیت تین سطروں میں تحریر کریں۔

(x) خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

(xi) مسئلہ فلسطین سے کیا مراد ہے؟

(xii) پاکستان کے بری راستے کیوں اہم ہیں؟

سوال 3: درج ذیل میں سے کوئی سے آٹھ (8) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔ (8 × 2) نمبر

(i) "یومِ تکبیر" سے کیا مراد ہے؟

(ii) موٹروے کی کیا اہمیت ہے؟

(iii) دوایوانی مقننہ سے کیا مراد ہے؟

(iv) دولت مشترکہ کی تنظیم سے کیا مراد ہے؟

(v) معاشی ترقی کی تعریف بیان کیجیے۔

(vi) افرادی قوت سے کیا مراد ہے؟

(vii) دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟

(viii) دو رابطہ نہروں کے نام لکھیے۔

(ix) صنفی امتیاز کی تعریف بیان کیجیے۔

(x) چار قومی تعلیمی مسائل تحریر کیجیے۔

(xi) کوئی سے دو پنجابی شعرا کے نام لکھیے۔

(xii) آبادی اور وسائل کے درمیان توازن کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟

Web version of PCTB Textbook

سوال 4: درج ذیل سوالات میں سے نو (9) سوالوں کے مختصر جوابات لکھیے۔ (2 × 9) نمبر

(i) محل وقوع کی تعریف بیان کیجیے۔

(ii) پاکستان کے چار قدرتی خطوں کے نام تحریر کیجیے۔

(iii) سیم و تھور کا مفہوم لکھیے۔

(iv) جنگلات کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

(v) پاکستان میں پائے جانے والے چار گلیشئرز کے نام لکھیے۔

(vi) پانی کو آلودگی سے بچانے کے لیے دو طریقے لکھیے۔

(vii) پاکستان میں نہروں کی دو قسموں کے نام لکھیے۔

(viii) جنگلات کے کٹاؤ کے دو نقصانات لکھیے۔

(ix) قرآن کریم کی ایک آیت کی روشنی میں خواتین کے حقوق لکھیے۔

(x) تحریک پاکستان میں شامل دو خواتین کے نام لکھیے۔

(xi) خواتین پر تشدّد سے کیا مراد ہے؟

(xii) ایک حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں خواتین کے حقوق بیان کیجیے۔

(xiii) ارفع کریم کس شعبے میں مہارت رکھتی تھیں؟

حصہ انشائی (حصہ دوم)

نوٹ: درج ذیل سوالات میں سے تین (3) کے تفصیلی جوابات لکھیے۔ (10 × 3) نمبر

سوال 5: نظریۂ پاکستان کے عناصر بیان کیجیے۔

سوال 6: قیامِ پاکستان کے بعد پیش آنے والی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیں۔

سوال 7: پاکستان کے آبی ذرائع پہ جامع نوٹ لکھیے۔

سوال 8: پاکستان کے پہاڑی سلسلوں کا حال بیان کریں۔

سوال 9: پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات بیان کیجیے۔

Web version of PCTB Textbook